

عزلات سیریز

بلیک ہاؤنڈ

Amir Ali



منظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام منظم کر رہا، واقعات اور
پیش کردہ سچے واقعاتی نثر میں کسی قسم کی مزوری
یا کجی مضامینات اتفاقاً ہوگی جس کے لئے پابشر
مصنف ہرگز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنون نیا ناول حاضر ہے یہ ناول
بھی وادی مختیار میں جاری تحریک آزادی کے سلسلے پر مبنی ہے۔ وادی
مختیار پر پہلا ناول "ایس۔ ایس پروجیکٹ" شائع ہوا تھا جسے قارئین
کے وسیع طبقے میں بے پناہ پسند کیا گیا تھا اور قارئین کا بھرپور اسرار تھا
کہ اس سلسلے کو جاری رکھا جائے اور میں نے بھی "ایس۔ ایس
پروجیکٹ" کی "چند باتیں" میں بھی لکھا تھا کہ وادی مختیار کے سلسلے
میں آئندہ بھی آپ ناول پڑھتے رہیں گے۔ چنانچہ وادی مختیار کی
تحریک آزادی کے سلسلے میں یہ دوسرا ناول حاضر ہے وادی مختیار میں
باری تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کافرستانی حکومت نے ایک
خصوصی "بلیک ہاونڈ" قائم کی۔ جس میں اس نے "ہودیوں
کے تربیت یافتہ افراد کو تعینات کیا اور یہ لوگ واقعی بلیک ہاونڈ ہی
ثابت ہوئے۔ انہوں نے پوری وادی مختیار میں جس طرح ظلم و ستم
کے پہاڑ توڑے اس سے انسانییت، بھی کانپ اٹھتی تھی۔ تحریک
آزادی کے مختلف گروپوں کے لیڈروں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ ان
بلیک ہاونڈ کا خاص مشن تھا اور پھر ان کے ظلم و ستم کا دائرہ کار انتہائی
تیز رفتاری سے بڑھتا چلا گیا اور پوری وادی مختیار آہ و بکا میں ڈوب سی

ناشران _____ اشرف قریشی

_____ یوسف قریشی

برندا _____ محمد یونس

.....

گئی۔ لیکن پھر شاید قدرت کو وادی مشہد کے بے گناہ معصوم اور مظلوم افراد پر رحم آگیا اور ہر فرعون و راموسی کے مصداق پاکشیا سیکرٹ سروس بلیک ہاونڈز کے خلاف میدان میں اتر آئی اور ہر ان بلیک ہاونڈز کے ظلم و ستم کرنے والے ظالم بازوؤں کو توڑنے اور وادی مشہد کی تحریک کو تقویت دینے کی غرض سے علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے واقعی سردہ کی بازی لگا دی۔ آگ اور خون کے سمندر کو عبور کرتے ہوئے وہ دیوار آگے بڑھتے گئے۔ عمران اور اس کے دیر ساتھیوں نے جس طرح اپنی جانوں پر کھیل کر ان ظالم مگر انتہائی تربیت یافتہ بلیک ہاونڈز کے خلاف جدوجہد کی۔ اس کا ایک ایک لمحہ دلیری بہت جذبے اور جانفروشی کے لحاظ سے علیحدہ باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ کیونکہ یہ حقیقتاً ایک ناقابل فراموش کہانی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد نے ہر اس معیار کو چھو لیا ہے جس کی خواہش قارئین کے دلوں میں ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں۔

”باشور کینٹ سے گل خان زریں صاحب لکھتے ہیں..... آپ کے شاہکار ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ نے مجھے واقعی ہلا کر رکھ دیا ہے اور جہاں دہرادی کا ایک ایسا پلان جو بظاہر انتہائی متعیر دکھائی دیتا ہے اور موجودہ دور میں ایک حقیقت بھی ہے۔ پورے کرہ ارض کے لئے

انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے انتہائی خطرناک کیسٹیکل اور انٹیک فیلٹے کو صانع کرنے کے سلسلے میں پوری دنیا کے باشعور افراد کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہ ناول اس فیلٹے کو صانع کرنے کے ذمہ دار افراد کو بخیر و کرہ دے گا اور وہ اس انتہائی خطرناک معاملے میں آئندہ کوئی غفلت نہ کریں گے۔

محترم گل خان زریں صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ خطرناک کیسٹیکل اور انٹیک فیلٹہ واقعی پوری دنیا کے لئے انتہائی خطرناک اور جہاں کن ہم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ستم یہ ہے کہ عوام انسان تو ایک طرف اچھے خاصے باشعور افراد کو بھی اس انتہائی خطرناک مسئلے کا پوری طرح اور آگ نہیں ہے۔ میرا اس ناول کو لکھنے پہنچا مقصد تھا کہ پوری دنیا اور خصوصی طور پر مسلمانوں کو اس انتہائی خطرناک اور جہاں کن مسئلہ سے واقف کرایا جائے۔ اور میں مطمئن ہوں کہ میں اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں کر لیتی کورنگی سے احسن شریف صاحب لکھتے ہیں..... آپ کا ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح انتہائی منفرد اور شاندار ناول ہے۔ موجودہ دور کے انتہائی جدید اور بھیاں تک ہر آدم پر آپ جس طرح قلم اٹھا رہے ہیں وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ ”ڈسٹرکشن پلان“ ایک زندہ حقیقت ہے اور اس نے خلاف پوری دنیا کے باشعور عوام اور حکومتوں کو بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی، ورنہ واقعی ہماری یہ خوبصورت دنیا صرف سچ ہو کر رہ جائے گی بلکہ واقعی جہاں دہر باد ہو

جائے گی۔

محترم احسن شریف صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ اس ناول "ڈسٹرکشن پلان" کا مقصد ہی دنیا کو اس بھیانک اور خوفناک خطرے سے آگاہ کرنا تھا۔ جس کے سائے اس وقت حقیقتاً پوری دنیا پر منڈلا رہے ہیں اور یہ تباہی و بربادی کا ایسا بھیانک ٹکڑ ہے۔ جو ایک بار شروع ہو جائے تو اس کو روکنا پھر کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک اور بھیانک خطرے سے نشنئے کے لئے باشعور اور درد مند عوام اور حکومتیں اپنے تمام ممکنہ وسائل سے کام لیں گی۔

لالہ سوہنی سے محمد علی صابری صاحب لکھتے ہیں..... "آپ کا ایک ناول "دید و پاس" پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں بارشیں اور سیلاب کی صورت میں جو تباہی آتی ہے۔ اس کے پیچھے کہیں خاص وجوہات نہ ہوں براہ کرم اس سلسلہ میں غور فرمائیے۔

محترم محمد علی صابری صاحب..... خط لکھنے اور یادآوری کا شکریہ آپ نے جس ندرت سے ادا کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومتیں ان معاملات پر ہمیشہ نظر رکھتی ہیں اور کوئی بھی حکومت اپنے ملک میں ہونے والے انہم واقعات سے بے خبر نہیں رہا کرتی کہ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے گیراج میں بند کی اور پھر سڑکیاں چلا لگتا ہوا وہ جیسے ہی اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا۔ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی بیڑا رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے پر زور زور سے دستک دیتی اور پھر بیڑا لانے لگ جاتی۔ حالانکہ دروازے پر تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس عورت کی آنکھوں پر چونک بھی موجود تھی۔ اس کے باوجود وہ مسلسل دستک دیتے چلی جا رہی تھی۔

"گھوڑا جانے فشر نی کر سوتا ہے یا مھر گیا ہے۔ سننا ہی نہیں....." عورت نے اس بار اونچی آواز میں بیڑا لاتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر تو تالا لگا ہوا ہے بوڑھی اماں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عورت اس کی آواز سننے ہی اس بری طرح سے اچھلی جھپے عمران کی بجائے اس نے کسی جن بھوت کی آواز سن لی ہو۔

”سردی..... ہاں سردی تو ہے۔ مگر ہم خزیوں کو سردی نے کیا کہنا ہے۔ ہمارے پاس بھوک کی گرمی جو موجود ہوتی ہے مگر سیٹھ صاحب کی اجازت کے بغیر میں اندر کیسے جاسکتی ہوں۔ سیٹھ صاحب ناراض ہو گئے تو وہ امداد بھی بند کر دیں گے۔“ بوڑھی عورت نے ساوہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بوڑھی عورت نے اتنی سادگی میں ایسی بات کر دی تھی جس نے عمران جیسے شخص کو بھی مجبور کر رکھا تھا۔

”سیٹھ صاحب بہت اچھے اور نیک آدمی ہیں وہ کیوں ناراض ہوں گے آپ آئیے۔“ عمران کا لہجہ اور زیادہ نرم ہو گیا تھا اور پھر وہ اس بوڑھی عورت کو لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔ اس نے بڑی مشکل سے راضی کر کے اس بوڑھی عورت کو صوفے پر بٹھا دیا اور وہ فرش پر بیٹھنے پر مصر تھی۔ بیڑہ جلا کر اس نے بوڑھی عورت کے قریب رکھا اور پھر وہ خود باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان شاہنگ کے لئے کیا ہوا ہوگا اور اس نے جانے ہٹا کر اس کا تھرموس ضرور رکھا ہوا ہوگا۔ اور واقعی تھرموس اسے مل گیا۔ فریج سے اس نے پھل نکالا اسے پیٹ میں رکھا اور تھرموس اور دو پیالیاں اٹھا کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آگیا بوڑھی عورت سبھی ہوئی اپنی جگہ پر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے اگر اس نے ذرا سی حرکت کی تو تمباکھ کیا ہو جائے گا۔

عمران نے پھل کی پیٹ اس کے سامنے میز پر رکھ دی اور پیالیوں میں جانے والے اس نے ایک پیالی بوڑھی عورت کے سامنے رکھ کر دوسری

”لگ لگ کون..... کون ہو تم اودہ..... اودہ۔ تم.....“ بوڑھی عورت نے خوف سے کچکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار آنکھوں پر موجود بینک کو درست کر کے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جدھر عمران کھڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ بوڑھی عورت کی بینک میں سرے سے شیشے ہی نہ تھی۔ وہ خالی فریم آنکھوں پر بڑھائے کڑی تھی۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میرا فلیٹ ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے۔“ عمران نے اجنبی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اودہ تو میں غلط جگہ پر آ گئی۔ مجھے تو سیٹھ سلیمان سے ملنا تھا۔“ بوڑھی عورت نے اجنبی دل شکستہ لہجے میں کہا اور عمران سلیمان کے ساتھ سیٹھ کا لقب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ آئی تو درست جگہ پر ہیں مگر سیٹھ سلیمان اس وقت موجود نہیں ہیں۔ دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ لیکن آپ فرمائیں آپ کو ان سے کیا کام ہے۔“ عمران نے تھک کر دہلیز کے نیچے مخصوص جگہ پر موجود چابی نکال کر تالا کھولتے ہوئے کہا۔

”حت..... حت تم سیٹھ کے ملازم ہو شاید۔“ بوڑھی لہاس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں میں سیٹھ صاحب کا بیڑہ ہوں۔“ آئیے اندر آجائیے باہر کافی سردی ہے اور آپ کے جسم پر مناسب گرم لباس بھی موجود نہیں۔“ عمران نے تالا کھول کر دروازے کو دھکیلے ہوئے کہا۔

جالی لپٹے سانسے رک لی۔ بوڑھی عورت اس طرح حیرت سے چائے اور پھلوں کو دیکھ رہی تھی جیسے یہ چیزیں اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی ہوں۔

”بوڑھی اماں یہ چائے بھی آپ نے پہنی ہے اور یہ پھل بھی آپ نے کھائے ہیں۔ یہ سنیہ سلیمان کا حکم ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”م..... م..... میں نے..... مگر..... میں تو غریب ہوں میں انہیں کیسے کھا سکتی ہوں“..... بوڑھی اماں نے اس طرح حیران ہو کر کہا جیسے یہ چیزیں اس کے لئے شجر ممنوعہ کا درجہ رکھتی ہوں۔

”یہ سنیہ سلیمان کا حکم ہے اور سنیہ سلیمان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ کہیں سنیہ صاحب ناراض ہو گئے تو میں کہاں جاؤں گی“.....

بوڑھی عورت نے کہا اور پھر وہ اس طرح پھلوں پر نوٹ پڑی جیسے نچانے کتے حرس سے بھڑکی ہو۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ میں سو جو درجہ کیلے اور چار سببہ کھا گئی اور پھر اس نے چائے کا کپ بھی پی لیا۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ بوڑھی عورت کے چہرے پر گرگم چائے پینے اور پھل کھانے کے بعد قد سے رونق سی آگئی تھی۔

”اللہ تعالیٰ سنیہ صاحب کو اس کی جزا دے گا۔ اس خود غرضی کے دور میں ایسے ٹیک لوگ بھی اللہ تعالیٰ آفریدہ کر رہا ہے۔ وہ واقعی بے حد رحیم و کریم ہے“..... بوڑھی عورت نے باقاعدہ دعا دیتے ہوئے کہا۔

”اب آپ مجھے بتائیے کہ آپ کو سنیہ سلیمان سے کیا کام ہے۔ میں ان کا نیچر ہوں اور ان کا حکم ہے کہ جو بھی آئے وہ چلے مجھے اپنا سلسلہ بتائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”غریبوں کو امیروں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ میرے دو جوان بیٹے ہیں دونوں اس وقت جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ ایسی حالت دشمنوں کی بھی نہ کرے۔ روٹی تو ہمیں مل جاتی ہے مگر.....“ بوڑھی عورت نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کیے بغیر وہ بے اختیار چٹکیاں لے لے کر رونے لگ گئی۔

”ارے ارے بوڑھی اماں۔ رویے نہیں..... میں بھی آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کیا چاہتی ہیں نہ کھل کر بتائیے“..... عمران نے اٹھ کر بوڑھی اماں کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

”دو تئوں نے میرے دو جوان بیٹوں کو معذور کر دیا ہے۔ میری دونوں بہنوں کو وہ اٹھا کر لے گئے۔ اور پھر ان کی لاشیں ہی ملیں۔ نہانے کس طرح ہم یہاں پہنچے۔ ہمارا سب کچھ وہیں دو گیا۔ سب کچھ ہمیں رہ گیا مجھے جہاں کسی نے بتایا ہے کہ سنیہ سلیمان اگر غریبوں کی مدد کرتا ہے۔ جتنا فائدہ میں گرتی پڑتی سنیہ کے پاس آتی ہوں۔ اس ٹیک آدمی جس نے مجھے سنیہ صاحب کے متعلق بتایا تھا وہی مجھے جہاں سیڑھیوں کے پاس مجھوڑ گیا ہے“..... بوڑھی عورت نے کہا۔

”کن دو تئوں کی بات کر رہی ہیں آپ..... اور کہاں رہتی ہیں آپ“

..... عمران نے ہوسٹ بچھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بوڑھی عورت کوئی جواب دیتی کال بیل بج اٹھی اور بوڑھی عورت بے اختیار گھبرا گئی۔

”گھبراہیں نہیں۔ آپ کا اپنا ہی گھر ہے۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے سلیمان تھیلوں سے لدا کھڑا تھا۔ آپ جلدی آگئے..... آپ نے تو کہا تھا کہ رات کو در سے واپسی ہوگی..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بس ایسا ناک موڈ بدل گیا تھا۔ ایک عاتون تم سے ملنے آئی ہے“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عاتون اوہ واقعی..... اس نے آپ جلدی آگئے ہیں۔ نہانے آپ کو ایسی باتوں کا علم ہٹائی کیسے ہو جاتا ہے“..... سلیمان نے جو تک کر کہا اور پرمیاتی فقرہ اس نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”وہ میری اماں ہیں.....“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”بب بب بڑی بیگیم..... اوہ..... اوہ..... سلیمان نے اہتائی گھبراہٹ ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ ہلکتا زور بڑھ گیا تھا۔

”ہر بوڑھی عورت میری اماں کا درجہ رکھتی ہے سلیمان.....“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بوڑھی عورت.....“ سلیمان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔
اسی دوران وہ ڈرائنگ روم کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔

”سلیپ سلیمان صاحب آگئے ہیں.....“ عمران نے بوڑھی عورت سے کہا تو بوڑھی عورت اس طرح جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کی بوڑھی فریوں میں نئے سپرنگ لگ گئے ہوں۔

”م..... م..... میں نے اپنی مرضی سے کچھ نہیں کیا۔ م..... م..... میں تو.....“ بوڑھی عورت نے بری طرح ہٹکاتے ہوئے کہا۔
”اوہ یہ تو شاید مشکبیر کیپ سے آئی ہے۔ نیچے یاد دہانا کہ میں نے اسے وہاں دیکھا تھا.....“ سلیمان نے غور سے بوڑھی عورت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشکبیر..... کیپ کیا مطلب.....“ یہاں دارالحکومت میں مشکبیر کیپ کہاں سے آگیا..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کو معلوم ہی نہیں..... یہاں ایک بڑا کیپ بنایا گیا ہے اور یہاں ان لوگوں کو رکھا گیا ہے جو کافرستانی دردنگی کا بری طرح شکار ہوئے ہیں۔ تاکہ غیر ملکی سفیروں اور مہمانوں کو ان کی حالت زار دکھائی جائے۔ میں دروازہ وہاں جا کر نقد رقم اور کھانے پینے کی چیزیں بانٹ آتا ہوں.....“ سلیمان نے جواب میچے ہوئے کہا۔

”اوہ تم نے مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا.....“ عمران نے کہا۔
”جو کچھ میں دے آتا ہوں وہ آپ کا ہی ہوتا ہے.....“ سلیمان نے مختصر سا جواب دیا۔

”مجھے بتاتے تو میں جس زیادہ رقم دے دیتا.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں تو صرف استیجاباتی تھی کہ میرے دونوں بیٹوں کا اس طرح علاج ہو جائے کہ وہ معذوری سے بچ جائیں۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ ان کا علاج ہو سکتا ہے لیکن جہاں نہیں کسی اور ملک میں اور اس کے لئے بہت رقم چاہئے۔ ٹیک دل ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ وہ کوشش کر رہا ہے مگر..... بوڑھی عورت نے دوبارہ رونا شروع کر دیا۔

”ارے ارے..... آپ نے پھر رونا شروع کر دیا..... ارے آپ دونیں نہیں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا علاج ہوگا اور ضرور ہوگا۔ چاہے دیا کے کسی بھی ملک میں ہو..... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔“

”اگر ایسا ہو جائے تو کم از کم مرتے وقت تجھے سکون تو مل جائے گا۔“

درد میرے معذور بیٹوں کی زندگی تھانے کہاں کہاں بھینک مانگتے گزرے گی..... بوڑھی ماں نے اپنے آنسو بہتے ہوئے فریاد کیا۔

”سلیمان.....“ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”سلیمان..... ادا ادا تم سنیے صاحب کو اس طرح آواز دے رہے ہو وہ ناراض ہو جائیں گے.....“ بوڑھی ماں نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنیے کا اپنا حکم ہے کہ اسے اسی طرح پکارا جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادا..... کس قدر ٹیک آدمی ہے۔ استیبا سنیے ہو کر بھی اپنی انکسادی..... بوڑھی عورت نے انتہائی حیرت میرے لہجے میں کہا۔

”جی صاحب..... اسی لئے سلیمان نے دو واڑے پر پہنچتے ہوئے کہا

”زیادہ رقم..... وہ کہاں سے آجاتی.....“ سلیمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تو جہاد کیا ٹیال ہے۔ میرے پاس صرف وہی رقم ہوتی ہے جو میرے کوٹ کی چیموں میں ہوتی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اس رقم کو زیادہ کہہ رہے ہیں جو آپ نے اپنے خاص کمرے کی خفیہ جگہ میں رکھی ہوئی تھی تو اسے زیادہ کہنا تو سراسر زیادتی ہے۔ وہ تو میں لاکھ روپے تھے۔ صرف بیس لاکھ.....“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خدا تم سے کچھ..... بہر حال ٹھیک ہے جلاؤ۔ میں بات کر رہا ہوں بوڑھی ماں سے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ بوڑھی ماں اسی طرح سر جھکانے لگئی تھی۔

”ارے آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جلیے۔“ سنیے سلیمان نے تجھے اجازت دے دی ہے کہ آپ جو مدد چاہتی ہیں آپ کی کر دی جائے اب آپ تجھے کمال کر بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ کیا صرف نقد رقم آپ کو چاہئے تو وہ مل جائے گی۔ اور کوئی ادا آپ چاہتی ہیں تو وہ بھی مل جائے گی.....“ عمران نے بوڑھی ماں سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں نے رقم کا کیا کرنا ہے..... ہم کھڑے اور بے بس لوگ ہیں۔ وہ سنا ہے نقد رقم کا پتہ جہاں کسی بد معاش کو ہو جائے تو ہم اس کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں۔ دیا میں اچھے برے سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔“

بکرا نکار کر دیا مگر عمران نے سنت سماعت کر کے اسے کار میں بٹھایا اور پھر کار آہستہ آہستہ چلاتا ہوا وہ پہلے مین مارکیٹ پہنچا۔

”آؤ اماں سیٹھ سلیمان کا حکم ہے کہ پہلے جہادے لئے بیٹک بنوائی جائے۔“ عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے گھوم کر اس نے کار کا دروازہ خود کھولا۔

”بیٹک..... اوہ بیٹک تو ہے۔ مگر نہانے کیا ہوا ہے بیٹک کو آج صبح سے غراب ہو گئی ہے۔“ نیچے صاف نظری نہیں آ رہا۔..... یوزھی عورت نے بھڑی سے ہجرے پر موجود بیٹک کو سمجھانے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو سیٹھ سلیمان نے حکم دیا ہے۔ آئیے بھڑی کریں اگر سیٹھ سلیمان کا حکم فوری نہ مانا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں نہیں۔ درندہ میرے بیٹوں کا علاج کیسے ہو گا۔ نہیں میں اس کا حکم مانوں گی۔ وہ تو ویسے بھی نیکی کا فرشتہ ہے۔ اس کا حکم مانا تو فرض ہے۔“ عورت نے بھڑی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر سمجھایا اور پھر اسے نیچے اتار کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور اسی طرح بازو سے پکڑے دو اسے لئے ہوئے ایک آبی سپیشلسٹ کی دکان میں لے گیا۔ تو دہریہ اور یوزھی عورت کی آنکھیں نیسٹ ہو گئیں اور ایک فریم بھی بن کر آ گیا۔

”ارے اوہ یہ تو مجھے صاف نظر آئے لگ گیا ہے۔“ سیٹھ سلیمان کو جڑا دے..... یوزھی عورت نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو تم نے کیپ کا پکڑ لگایا ہے۔ وہاں کتنے افراد ہیں۔“..... مرار نے پوچھا۔

”جی تقریباً تین سو افراد ہیں جن میں ایک سو شدید زخمی ہیں۔ کیپ میں ہی اسپتال بنایا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ کیپ اور کون ہے اس کا انچارج۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ریڈ کر اس کے تحت کیپ ہے۔ انچارج کوئی شیر صاحب ہیں۔ بڑے میدان کے پچھلے حصے میں قائم کیا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”اوہ۔“..... عمران نے کہا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے یوزھی اماں میں آپ کے ساتھ کیپ چلتا ہوں تاکہ آپ کے بیٹوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر صاحب سے بات چیت کر سکوں۔“..... عمران نے کہا اور یوزھی اماں نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

”یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہی سیٹھ سلیمان کو اس کی اس نیکی کا جڑا دے سکتا ہے۔ میں تو بے بس عورت ہوں۔“..... یوزھی عورت نے انتہائی خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہوئے کہا اور دروازے پر کھڑے سلیمان کچھ بولنے لگا تھا کہ عمران نے منہ پرائنگی کر کہ اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ یوزھی عورت کو ساتھ لئے فلیٹ سے نیچے آیا اور گیراج سے اس نے کار باہر نکال لی۔ یوزھی عورت نے کار میں بیٹھنے سے

جاتا تھا جواب دیا۔

”آئیے اماں میں آپ کو گیٹ کے اندر پہنچاؤں۔“ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر یہ بھی بولچی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔
”جنتاب میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں بیٹے وٹیلی جنس میں تھا۔ مگر حکم ہے کہ جب تک سفیر صاحب واپس نہ ملے جائیں کسی کو گیٹ کے اندر نہ جانے دیا جائے۔“ آفسیر نے ہلکے سے ہونے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ حکم بہر حال حکم ہوتا ہے۔ میں رک جاتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پولیس آفسیر عمران کی بات سن کر اس طرح حیران ہو گیا جیسے اسے عمران سے اس جواب کی توقع ہی نہ تھی۔

”آپ ابھی کار میں یہ بیٹھیں اماں جی۔ کوئی غیر ملکی سفیر صاحب آئے ہوئے ہیں اس لئے گیٹ میں واقعہ بند ہے۔ وہ ملے جائیں گے تو میں آپ کو لے جاؤں گا۔“ عمران نے کہا اور عورت سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ شاید وہ بیٹے سے جانتی تھی کہ جب کوئی بڑا آدمی گیٹ میں آتا ہے تو کسی کو اندر نہیں جانے دیا جاتا۔

”آپ بولچی اماں کا خیال رکھیں گے۔“ عمران نے پولیس آفسیر سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جو حرکاریں موجود تھیں سر سلطان کا سرکاری ڈرائیور دوسرے ڈرائیوروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر دیا۔ اور اس کے سلام کرنے پر دوسرے

”آئیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے جا کر واپس کار میں بٹھایا اور خود ایک اور دکان میں جا کر اس نے بولچی عورت کے لئے نیا گرم لباس۔ شال۔ منظر۔ سوئٹر۔ جرسی۔ گرم جرابیں اور شہانے کیا کاسٹریڈ اور بنڈل اٹھائے وہ واپس کار کی طرف آیا۔ بنڈل اس نے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کا رخ گیٹ کی طرف تھا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر نغزین بھیج رہا تھا کہ اسے اب تک اس گیٹ کی موجودگی کا علم کیوں نہ ہو سکا تھا۔

گیٹ واقعی خاصا بڑا تھا۔ ایک طرف ہسپتال بھی تھیں کے اندر بنایا گیا تھا۔ یہ گیٹ عابی ریڈ کر اس اور پاکیشیا کی ہلال احمر نے مشترکہ طور پر بنایا تھا۔ اس وقت بھی وہاں دس بارہ نئے ماڈل کی کاریں موجود تھیں اور پولیس اہلکار اور پھیلے ہوئی تھی اور پھر عمران سر سلطان کی سرکاری کار دیکھ کر چونک پڑا۔

عمران نے جیسے ہی کار روکی ایک پولیس آفسیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر قرعہ آکر وہ ٹوٹک پڑا۔

”اوه عمران صاحب آپ۔“ پولیس آفسیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کون آیا ہوا ہے۔“ آفسیر۔“ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

”جی کوئی غیر ملکی سفیر ہیں۔“ پولیس آفسیر نے جو شاید عمران کو

”میں کیپ کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو۔۔۔۔۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سواری مجھے بے حد ضروری کام ہیں۔ تم دورہ کر کے میرے دفتر آجانا

بجربات ہوگی۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے جواب دیا۔

”یہ دورہ میری ذاتی حیثیت سے نہیں ہو رہا۔ میں ایکسٹرنل مائنڈنگ کر

رہا ہوں۔۔۔۔۔“ عمران نے شکستہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے واقعی ضروری کام ہیں۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے احتجاج کرنے کے

سے انداز میں کہا۔

”نصیحت ہے میں جیف کو رپورٹ دے دوں گا۔۔۔۔۔“ عمران کا بھڑ اور

زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور سر سلطان جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔

”کیا بات ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہو رہے ہو۔۔۔۔۔“ سر

سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر سلطان آپ نے کہاں یہ ٹائٹل جو ٹاڈ رکھی ہے۔ کیا آپ کا فرض نہ

تھا کہ آپ سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں اطلاع دیتے یا کم از کم مجھے

ہی بتا دیتے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ تم اس لئے ناراض ہو رہے ہو۔ یہ کیپ ضروری تھا۔ اس

طرح ہم غیر ملکی سفیروں اور دوسرے غیر ملکی مہمانوں کو یہ دکھائیں کہ

کہ کافرستان داؤی مشکبار میں کس قدر قلم ڈھا رہا ہے۔ اس سے فائدہ

دراصل تحریک مشکبار کو ہی مل رہا ہے اور جہاں تک ہمیں بتانے کی

بات تھی۔ یہ زغیوں کا کیپ ہے مجرموں کا نہیں۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے

ڈرائیوروں نے بھی سلام کرنے شروع کر دیے۔

”سر سلطان جہاں پہلی بار آئے ہیں یا پہلے بھی آتے رہے ہیں۔۔۔۔۔“

عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اس کیپ کو قائم ہونے دو ماہ ہو گئے ہیں اور تقریباً روز ہی بڑے

صاحب آتے ہیں۔۔۔۔۔“ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس لمحے

پولیس کی لنڈیاں نیچے کی آواز میں ملتی ہیں اور عمران اور دوسرے ڈرائیور

جو ٹک بڑے۔ عمران نے کیپ کے مین دروازے سے چند غیر ملکیوں کے

ساتھ سر سلطان اور دوسرے اعلیٰ آفیسرز کو باہر آتے ہوئے دیکھا کاروں

کے ڈرائیور تیزی سے اپنی اپنی کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ اور چند لمحوں بعد

سب کاریں تیزی سے چلتی ہوئیں اس طرف کو بڑھنے لگیں جہاں مہمان

سوجو دتھے۔

”سر سلطان کو کہنا کہ عمران جہاں سوجو دے۔۔۔۔۔“ عمران نے سر

سلطان کے ڈرائیور سے کہا کہ کار لے کر اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔

”میں سر۔۔۔۔۔“ ڈرائیور نے کہا اور آگے بڑھا کر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد کاریں مہمانوں کو سوار کر کے آگے بڑھ گئیں۔ مگر سر

سلطان کی کار تیزی سے مڑی اور اس طرف آگئی جہاں عمران کھڑا تھا۔

پولیس والے سیکورٹی عمارت کی کار کو اس طرح گھوم کر ادھر آتے دیکھ کر

بوکھلا کر دھڑکی دوڑ پڑے۔

”تم عمران اور جہاں۔ آؤ کیوں کھڑے ہو۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے کاری

کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں سمجھا بھروسے نے یہاں کیسے لگا رکھا ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس بھی انسانوں پر مشتمل ہے۔“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے جہادے چہرے پر مسکراہٹ تو آئی۔“..... سر سلطان نے اطمینان بھرا غویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ آئیے میرے ساتھ۔“..... آپ سے چند ضروری احکامات دلانے ہیں آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ آپ کے احکامات کی فوری تعمیل ہوگی۔ جب کہ بچہ بچارے کو تو کسی نے پوچھنا بھی نہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس پولیس آفیسر کو اشارہ کیا جس نے اسے اندر جانے سے روکا تھا۔

”یہی سر۔“..... پولیس آفیسر نے تیزی سے آگے آکر باقاعدہ سلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”سیری کار میں جو بوزی خاتون یہ بٹھی ہیں انہیں عزت و احترام سے لے آؤ اور کار کی عقبی سیٹ پر ایک ہنڈل بڑا ہے وہ بھی لے آؤ۔“..... عمران نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا اور پولیس آفیسر ایک بار پھر سلوٹ کر کے واپس مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”کون بوزی خاتون۔“..... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”اسی کیسپ کی خاتون ہے۔ آپ نے تو اطلاع نہیں دی اس لئے اس بوزی پیماری کو اطلاع دینے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو عمران میں نے واقعی انتہائی ضروری میٹنگ انڈر کرنی ہے اگر تم نے کوئی احکامات دیتے ہیں تو میں کیسپ انچارج کو بلا کر کہہ دیتا ہوں جہادے احکامات کی فوری تعمیل کی جائے گی۔“..... سر سلطان نے کہا۔

”اور اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ آپ واقعی مصروف ہیں۔“..... عمران نے کہا، اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر ایک پولیس آفیسر کو کیسپ انچارج کو بلانے کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیسپ انچارج جو ایک افسر عمر آدمی تھے تیز قدم اٹھاتے ان کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑے ادب سے سر سلطان کو سلام کیا۔

”شبیر صاحب۔“..... یہ علی عمران صاحب ہیں انہوں نے کیسپ کا دورہ کرنا ہے اور جو احکامات یہ دیں گے انہیں فوری طور پر پورا کیا جانا آپ کا فرض ہوگا۔ مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہئے۔“..... سر سلطان نے حکم نامہ لکھتے ہوئے کہا۔

”یہی سر۔“..... کیسپ انچارج نے جواب دیا اور پھر حیرت سے وہ عمران کو دیکھنے لگا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔“..... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب آپ جا سکتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان جلدی سے اپنی کار کی طرف مڑے۔ ڈرائیور نے انہیں کار کی طرف مڑتے دیکھ کر دروازہ کھولا اور پھر سر سلطان کے اندر بیٹھنے کے

آپ گھبراہٹ میں نہیں اسکا مات ادا کے سلسلے میں ہی ہوں گے آپ کی تبدیلی کے نہیں..... عمران نے جواب دیا اور شیر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ کیپ کی وجہ سے عمران بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال رہے تھے۔ کیا واقعی کافی بڑا تھا اور وہاں صفائی ستھرائی بھی اچھی تھی۔ عمران کیپ میں گھوم کر دوسری طرف بے ہوئے ہسپتال کی طرف بڑھ گیا۔

شیر صاحب اب پہلا حکم نوٹ کر لیٹے۔ کہ کہاں جتنے بھی افراد ہیں۔ ان سب کے لئے گرم لباس فوری طور پر مہیا کیجئے۔ نبردو۔ ہسپتال میں جس قدر مرثیہ ہیں ان میں سے جتنے افراد کا علاج کہاں ہو سکتا ہے فوری طور پر اس کا بندوبست کیجئے اور جتنے افراد کا علاج فیر ملک میں ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے انتظامات کیجئے۔ اور اس کے سارے اغراضات سٹیج سلیمان ادا کرے گا..... عمران نے کہا۔

مگر جناب اس کے لئے تو بہت بڑی رقم چاہئے اور اتنی رقم تو..... شیر نے حیران ہو کر کہا۔

”رقم کی فکر نہ کیجئے..... اندازاً کتنی رقم چاہئے ہوگی..... عمران نے بوجھا۔

”میں سیر اندازہ ہے کہ اس کے لئے پچاس لاکھ روپے خرچ آئیں گے..... شیر نے جواب دیا۔

آپ کو ساڑھے لاکھ روپے مل جائیں گے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چیک بک نکالی۔ ساڑھے لاکھ روپے کا چیک

بعد اس نے دروازہ بند کیا اور عمران کو سلام کر کے وہ ڈائرینگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی اور ٹرن لیتی ہوئی کپاؤڈ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس لمحے پولیس آفیسر اس بوڑھی خاتون کو ساتھ لئے اور بٹل اٹھائے عمران اور کیپ انپارچ کے پاس کھڑے ہوئے۔

آئیے اماں جی..... اب بڑے افسر چلے گئے ہیں اس لئے اب ہم اندر جا سکتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے بوڑھی عورت سے کہا اور مزے کر کیپ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

آپ کا پورا تعارف اگر ہو جائے تو..... کیپ انپارچ نے ہنچاتے ہوئے کہا۔

میرا نام علی عمران ہے..... کہاں کی ایک خیر شخصیت بتاب سٹیج سلیمان کا شیر ہوں۔ یہ خاتون ادا کے لئے سٹیج سلیمان کے پاس پہنچی تو سٹیج نے کیپ کے حالات معلوم کرنے اور ان کی ادا کے لئے مجھے کہاں بھیجا اور ساتھ ہی سیکرٹری خارجہ کو بھی فون کر دیا۔ سٹیج سلیمان کے تعلقات براہ راست صدر صاحب سے ہیں اس لئے یہ پچارے سیکرٹری فائپ آفیسر بھی ان کی خواہش کرتے رہتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اوہ اوہ..... اچھا بتاب..... میرا نام شیر علوی ہے اور میں بلال اختر کا زوجہ ڈائریکٹر ہوں اور اس کیپ کا انپارچ بھی ہوں۔ لیکن سیکرٹری صاحب اسکا مات کے بارے میں فرما رہے تھے..... شیر نے اجنبی مودبانہ لہجے میں کہا۔

کا نا اور شیر کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کی رسید بھی دے دیجئے اور فوری طور پر اسے بینک سے کیش کر لیجئے۔ میں ابھی نہیں ہوں۔ میرے سسٹے کم از کم گرم کپڑے آج لائے چاہئیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ سر..... ٹھیک ہے سر..... شیر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے توقع ہی نہ تھی کہ عمران اتنی بڑی رقم کا چیک دے گا۔

”فکر نہ کریں یہ چیک فوری طور پر کیش ہو جائے گا۔ اور میں صرف سینیٹہ سلیمان کا ہی شیر نہیں ہوں۔ ایک اور مفید شخصیت کا بھی شیر ہوں اس لئے اتنی رقم کا چیک ان سے بھی ڈلوادوں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وہ کون صاحب ہیں۔“ شیر نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”ان کا نام بھی فیاض ہے اور وہ طبیعت کے بھی فیاض ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں دو بیڈز کے درمیان وہ بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی اسے لنگر آرہی تھی۔ پولیس آفیسر بنڈل اٹھائے دائر کھڑا تھا۔

”اماں مٹی..... اس بنڈل میں آپ کے لئے کپڑے ہیں۔ اور سینیٹہ سلیمان صاحب کا حکم ہے کہ آپ فوری طور پر یہ کپڑے جہن لیں مہربا۔ یقیناً کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں آپ کپڑے تبدیل کر سکتی ہوں گی۔ میں آفیسر آپ کے ساتھ جائے گا۔ جب آپ کپڑے جہن لیں گی تو

آپ کو اپنے ساتھ واپس لے آئے گا۔ میں اس دوران آپ کے بیٹوں سے بات کروں گا۔ ویسے فکر نہ کریں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا اب غیر ملک میں علاج ہوگا۔ اور یہ دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے بے اختیار ٹشکر کے آنسو بہہ نکلے اور اس نے ایک بار پھر سینیٹہ سلیمان کے حق میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور جب وہ پولیس آفیسر کے ساتھ کپڑے تبدیل کرنے کے لئے چلی گئی تو عمران اس کے بیٹوں سے مخاطب ہو گیا۔ عمران نے اپنا تعارف سینیٹہ سلیمان کے شیر کے طور پر ہی کر لیا۔ یہ دونوں جڑواں بھائی لگتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنا نام عجبی اور دوسرے نے مرتضیٰ بتایا تھا۔ عمران ان کے قریب بیٹھان کے حالات سننا پڑا۔

”کاش..... ان خالوں کو کوئی اس قلم سے روک سکتا۔ وہ واقعی اپنے نام کی طرح خوشخوار کالے درندے ہیں۔ نچانے کئے مشکبازی ان کی زندگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔“ عجبی نے روتے ہوئے کہا تو عمران جو تک پڑا۔

”نام کی طرح خوشخوار کالے درندے..... کیا مطلب۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”وہ ایک پراسرار فوجی گروپ ہے جو اپنے آپ کو بلیک ہانڈز کہلاتا ہے۔ انہوں نے مشکبازی مجاہدین پر اس قدر قلم ڈھائے ہیں اور ڈھا رہے ہیں کہ شاید پوری کافرستانی فوج بھی اپنی زندگی کے باوجود اس قدر قلم نہ ڈھا سکتی۔ وہ عام مشکبازی کو اٹھا کر کے لے جاتے ہیں اور ان پر

کے ختم کر دیا ہے۔ مجاہدین کے کئی ہڈے ان کے ہاتھوں جہاں ہو چکے ہیں لیکن کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اچانک سامنے آتے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں۔..... تجبئی نے جواب دیا۔

ان کے متعلق تفصیلات کس سے مل سکتی ہیں؟..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

مجاہدین کے کسی بڑے لیڈر سے ہی مل سکتی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں..... تجبئی نے جواب دیا اور عمران نے انجابت میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اس دقت غمگیر سنجیدگی ابھرائی تھی۔

انسانیت سوز حکم دھاتے ہیں اور پھر ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہیں آتا ہم دونوں مجاہدین کو بھی وہ اٹھالے گئے تھے اور پھر تین روز تک نامور انتہائی انسانیت سوز حکم کیا جاتا رہا۔ ایسا ظلم کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ہمارے چار معصوم بچوں کو ہمارے سامنے اس طرح ذبح کیا کہ اس زندگی سے بھیدوں بکریوں کو بھی کوئی ذبح نہیں کرتا۔ ہماری بیویوں کے ساتھ ہمارے سامنے انتہائی شرمناک سلوک کیا گیا اور وہ بچاریاں اس زندگی کے ہاتھوں موت کے گمبخت اثر گئیں۔ اچھا ہوا کہ سرنگیں۔ ویسے بھی اس سلوک کے بعد وہ زندہ کہاں رہ سکتی تھیں۔ وہ ہمیں بھی یقیناً مار ڈالے لیکن ہماری زندگی باقی تھی کہ اچانک وہاں مجاہدین کی ایک جماعت نے چھاپہ مارا۔ اور وہ فرار ہو گئے۔ مجاہدین کی جماعت نے ہمیں اٹھا کر اس جگہ پہنچا دیا۔ جہاں سے ہمیں آؤ تو مشکبہار بھیجا جاسکتا تھا کیونکہ ہمارے زخم اس طرح کے تھے کہ وہاں ہمارا علاج ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں آؤ تو مشکبہار بھجوا دیا گیا تھا اور پھر وہاں سے ہمیں یہاں لے آیا گیا ہے۔..... تجبئی نے جواب دیا۔

یہ بلیک ہاؤنڈ کیا کافرستانی فوج سے ہٹ کر کوئی خفیہ ہے؟..... عمران نے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

ہمیں تو وہ فوجی ہی لگتے تھے ان کا نام گزشتہ چھ ماہ سے سامنے آنے لگا ہے۔ انتہائی پیر محلے، شاطر اور درد مند صفت لوگ ہیں۔ مجھے کیپ میں ایک لیڈر صاحب نے بتایا تھا کہ جب سے یہ بلیک ہاؤنڈ خفیہ سامنے آئی ہے، تحریک پر انتہائی برا اثر پڑ رہا ہے انہوں نے کئی لیڈروں کو گلاش کر

..... باس نے کہا اور چھر باری باری غور سے ایک ایک کو دیکھنے کے
 بعد اس نے دوبارہ خاموشی توڑتے ہوئے گنگو کا آغاز کیا۔
 "ایک اہم معاملے پر گنگو کے لئے میں نے جس میں جہاں اکٹھا کیا ہے۔
 باس نے غور سے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
 "نہیں باس..... ان چاروں نے موٹو بان لہجے میں جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

"کافرستانی حکومت سے ہمیں ایک اہم اطلاع منگوانی گئی ہے حکومت
 کے نمبروں نے اطلاع دی ہے کہ حرمت پسندوں کا ایک خفیہ باہجوا
 ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد چار کافرستانی بیٹھے ہوئے
 تھے۔ ایک کرسی خالی تھی۔ ان چاروں کے جسموں پر کافرستانی فوج کی
 یہ نیکارم تھی لیکن کاندھوں پر سنار موجود نہ تھے۔ بلکہ کالے رنگ
 کر اس تھا۔ ویسے وہ جسمانی طور پر انتہائی نحوس جسموں کے مالک تھے
 اس لئے کمرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے
 جسم پر بھی فوجی یہ نیکارم تھی لیکن اس کے کاندھے پر سیاہ رنگ کے
 کر اس موجود تھے۔ یہ باس تھا۔ اس کے اندر آتے ہی وہ چاروں اٹھ کر
 کمرے ہو گئے۔

"صرف اتنا اشارہ ملا ہے کہ مہتاب باغ کا ایک نامہ انعام حرمت
 مندوں کے اس گروپ سے خشک ہے۔ اور بس..... باس نے کہا۔
 "نصیحت ہے..... اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں.....
 سرے آدمی نے کہا۔
 "صرف معلومات حاصل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کا
 ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔
 "اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا۔

مانے گا جس سے پورے علاقے میں موجود فوج، پولیس اور دوسرے
افرستانی ادارے مکمل طور پر سیکشن فور کے ماتحت کئے جائیں گے.....
ہاس نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیس ہاس..... میں اس گروپ کو تلاش کرنے اور اس منصوبے کو
فی الفور ختم کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں....." ہاس کے دائیں
اوت پر بیٹھے ہوئے لےبے تھو اور سفاک چہرے کے مالک شخص نے انتہائی
خفت لہجے میں کہا۔ یہ منور تھا۔ سیکشن فور کا انچارج۔

جہاد انتخب میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم نے اور جہادے سیکشن
نے باقاعدہ اسرائیل میں کمانڈوز کی جدید ترین تربیت حاصل کر رکھی ہے
اور جہادے سیکشن کے ہاس اسرائیل کے مہیا کردہ جدید ترین آلات بھی
موجود ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس گروپ کا فوری طور پر سراغ
لگانے میں کامیاب بھی ہو جاؤ گے اور ان کا آسانی سے خاتمہ بھی کر سکو گے
..... ہاس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ہاس..... آپ کی توقع سے بھی جلد یہ کام ہو جائے
گا....." منور نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"او۔۔۔۔۔ تو اب یہ پلاننگ آپ سب نے سن لی۔ کیا کسی کو اس
پلاننگ پر کوئی اعتراض ہے....." ہاس نے چاروں کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"..... اعتراض کیا ہاس..... یہ بہترین پلاننگ ہے....." سب نے
ایک آواز ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

سب سے بڑا سٹور وائی فٹنگبار کے علاقے راجوری میں قائم ہے۔ یہ سارا
سٹور پہاڑیوں کے نیچے ہے اور اس کی حفاظت کے لئے بہترین اقدامات
کئے گئے ہیں اس کے علاوہ اس کے گرد پورے علاقے کے چپے چپے
کافرستانی فوج تعینات ہیں۔ اس لئے اس کے خلاف منصوبہ بندی کر
عام لوگوں کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس
گروپ نے پاکپشیا یا کسی دوسرے اسلامی ملک کے تربیت یافتہ افراد سے
رابطہ قائم کیا ہو گا۔ ہم نے دراصل ان افراد کو تلاش کرنا اور ان کا خاتمہ
کرنا ہے....." ہاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاس جب تک اس گروپ کا پتہ نہیں چل جاتا، ان افراد کو کئی
تلاش کیا جاسکتا ہے....." ایک اور آدمی نے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہمیں دو اطراف میں کام کرنا ہو گا۔ اس گروپ
بھی تلاش کرنا ہو گا اور اسلئے اس سٹور کی حفاظت کے لئے بھی کام کرنا
ہو گا۔ سناؤ مجھے میں نے حکومت کافرستان سے مل کر ایک جوبلی منصوبہ
کیا ہے اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن ون اس سٹور
اندر حفاظت کے لئے رہے گا۔ سیکشن نو باہر ان پہاڑیوں پر حفاظت
اقدامت کرے گا اور سیکشن تھری حسب معمول حریت پسند لیڈروں
تلاش اور ان کے خاتمے کا مشن سرانجام دیتا رہے گا جب کہ سیکشن فور
خفیہ گروپ کو تلاش کرے گا اور اس منصوبے کے خلاف کام کرے
اس میں ہمیں کافرستانی فوج کا حسب سابق تعاون حاصل رہے گا لیکن
خصوصی مشن کے لئے سیکشن فور کے ہر آدمی کو پشیش بلیک کا

دی کرتے ہیں جو کچھ کر نہیں سکتے اور جو کچھ کر سکتے ہیں دو دعویٰ نہیں کیا کرتے..... تنہا رہنے سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا سوڈا اصل بات سامنے آتے ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔

”واہ! کہتے ہیں جذبہ صادق کہ آدمی بغیر فلسفہ ہڈے بھی فلاسفر بن جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے لفٹ کا بلن دبا دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلا تو عمران تنہا رہنے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ تنہا رہنے کا انداز آگیا تو عمران نے دروازہ بند کر کے آٹھویں منزل کا بلن دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔

”کس سے ملتا ہے یہاں اور کیوں.....“ تنہا رہنے اس بار سنبیدہ لے کر آیا۔

”تو تمہیں چیف نے کچھ نہیں بتایا.....“ عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہوئی ہو۔

”نہیں..... صرف اس کا حکم دیا ہے کہ میں فوری طور پر شمس پلازہ پہنچ جاؤں۔“ عمران دہاں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کسی سے ملاقات کرنی ہے..... تنہا رہنے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرایا۔

”اے غایب جہاد! جذبہ صادق سے ڈر لگتا ہے کہ زیادہ لمبی بات نہیں کرتا کہ تمہارے کس وقت تم پر ناص کیفیت طاری ہو جائے اور تم لمبی لمبی پکاروں میں بن میں الٹنا شروع کر دو.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو میرے ساتھ یہ فیصلوں کو اس کرنے کی ضرورت نہیں۔“ دعویٰ

”وہ بارگراں جس میں آدمی کو انتظار میں بھی لطف آتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے.....“ بارگراں انتظار میں لطف..... سیدھی طرح بتا دیا کہنا چاہتے ہو.....“ تنہا رہنے بری طرح جھجھکاتے ہوئے لے جے میں کہا۔

”جو یہ بار اٹھاتے ہیں وہ تو اسے گراں نہیں سمجھتے۔ لیکن لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ بار گراں ہے۔ اور وہ پتھرا لے پتھر مار کر اس بار کو ٹپکے گرا بننے کی کوشش کرتے رہتے ہیں.....“ عمران ہلکا آہنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”میرا خیال ہے.....“ جہاد اداغ اب کھل طور پر غراب ہو چکا ہے..... آخر کار تنہا رہنے بری طرح جھجھکاتے ہوئے لے جے میں کہا اور عمران نے اختیار افس پڑا۔

”یار دعویٰ بھی کرتے ہو اور عقلمند بھی بننے ہو..... عقل اور عشق کا توازن میں ازل سے بید رہا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم عاشقی کی بات کر رہے تھے۔ میں نے کب دعویٰ کیا ہے عاشق کا.....“ اس بار تنہا رہنے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے واقعی.....“ اس کا مطلب ہے جو منافقانہ تھا۔ جو دیکھا خوب تھا.....“ عمران نے لفٹ کے قریب رک کر اجنبی حیرت بھرے لے جے میں کہا۔

”جس جس فیصلوں باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔“ دعویٰ

ن کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی فریج نہ نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام روشن ہے۔“ دروازہ بند کر کے اس نوجوان نے واپس
وکر عمران اور تنویر کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں۔“ تنویر۔۔۔۔۔ عمران نے تنویر کا تعارف کراتے
وئے کہا اور روشن نے باری باری دونوں سے مصافحہ کیا۔

”اودہ تو آپ ہیں جناب علی عمران۔۔۔۔۔ آپ سے مل کر مجھے دلی مسرت
ہوتی ہے۔“ روشن نے عمران کو اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ
انسان کی بجائے کسی باوقوف الفطرت چیز کو دیکھ رہا ہو۔

”آپ اب مجھے تفصیل سے وہ بات بتا دیجئے جو آپ فون پر بتانا چاہتے
تھے۔ خاص طور پر بلیک ہاؤنڈز کے سلسلے میں۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ کو یہ تو علم ہے کہ مستحباب میں ان دونوں کا فرستان
سے آزادی کی تحریک زوروں پر ہے اور مجاہدین کا فرستان کے جبری قبضے
سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن کو پاک کشیاء کے ساتھ باقاعدہ طور پر شامل
کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ مستحباب میں مجاہدین کے بے شمار چھوٹے
بڑے گروپ کام کر رہے ہیں۔ مگر ضعیفہ طور پر یہ سب گروپ ایک مرکزی
تحصیم سے منسلک ہیں۔ لیکن چونکہ اس تحریک کا مقصد صرف کا فرستانی
فوج سے مقابلہ ہے۔ اس لئے ہر گروپ اپنے اپنے طور پر طیعہ کام کر رہا
ہے۔ ان میں ایک گروپ کو باجوڑا گروپ کہا جاتا تھا۔ باجوڑا گروپ کا
لیڈر نعمان تھا۔ نعمان پہلے کا فرستان کی انتہیلی جلس میں ملازم رہا تھا۔ پھر

پکارنے کی بجائے جہیں بھی لیلیٰ بنا کر رکھ دوں گا۔“ تنویر نے تیز لہجے
میں کہا۔

”لیلیٰ نہ ہوئی چٹنی ہو گئی۔“ بہت خوب۔۔۔۔۔ جدید دور کے عاشق
بھی کیا خوب ہیں۔“ عمران نے منہ ہناتے ہوئے کہا اور تنویر بھی
ہنس پڑا۔

”اسی لمحے نفٹ رکی اور عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ طویل
راہداری میں چلتے ہوئے وہ ایک بند دروازے کے سلسے بنا کر رک گئے
عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جیسے آپ نے فون کیا تھا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا
اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک چہرے جسم کا
نوجوان کودا تھا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا اور چہرے مہرے سے
یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی سرکاری ملازم ہو۔

”تعارف کر لیتے۔“ اس آدمی نے خود سے عمران اور تنویر کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

”علی عمران۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”اودہ تشریف لائیے۔“ اس آدمی نے بھڑی سے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ تنویر بھی اس کے
پچھے تھا لیکن اس کے چہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات تھے۔ اس آدمی
نے دروازہ بند کر دیا۔ مگر سے میں صرف چار کر میاں اور ایک میز موجود تھی

تحریک شروع ہونے پر وہ نوکری چھوڑ کر وطن واپس آگیا اور کافرستانی فوج کے خلاف گروپ بنا کر کام شروع کر دیا۔ یہ گروپ مختصر سا تھا لیکن اس گروپ نے کافرستانی فوج کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔

پھر نعمان نے ایک بڑا کارنامہ سر انجام دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بڑا کارنامہ تھا۔ مشکبار میں کافرستانی فوج کے اگلے کاسب سے بڑا ڈپو اڑانے کا اس ڈپو کے بارے میں نعمان کو کہیں سے اطلاعات ملی تھیں۔ اگر یہ ڈپو تباہ ہو جاتا تو کافرستانی فوج کو زبردست نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ ابھی گروپ اس بارے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا تھا اور منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ اچانک ایک روز بلیک ہاؤنڈز نے چھاپ مارا اور گروپ کے چار افراد پکڑے گئے۔ اس گروپ میں بھ سمیت دس افراد تھے۔ پکڑے جانے والوں میں نعمان بھی شامل تھا۔ ہم پھر افرامہ تک اس میٹنگ میں شریک نہ تھے اس لئے بچ گئے تھے۔ لیکن ہم نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو جملہ ان کے لئے کارروائی کی اور ہم نے انتہائی دیرینے بلیک ہاؤنڈز کے قریبی اڈے پر بڑ کیا۔ وہاں بے تحاشہ فائرنگ ہوئی لیکن ہم کا سیب نہ ہو سکے۔ مجھے بھی چار گولیاں لگیں اور میں ایک کھڑ میں گر گیا۔ ان لوگوں نے شاید یہ سمجھا کہ میں مر چکا ہوں اس لئے مزید مجھے گولی نہ ماری۔ جب مجھے ہوش آیا اور میں دیکھتا ہوا اس کھڑ سے باہر نکلا تو میں نے نعمان سمیت اپنے نو کے نو ساتھیوں کی لاشیں وہاں بکری ہوئی پڑی دیکھیں۔ نعمان اور اس کے ساتھ پانچ آدمی جنہیں پہلے پکڑا گیا تھا ان کی لاشوں پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کے نشانات موجود تھے۔ ان کے پورے جسم زخموں سے

تھے اور ہر ذخم میں تلک اور سرخ مرہیں بھری ہوئی تھیں۔ ان کی آنکھیں نکال دی گئی تھیں۔ ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ جب کہ میرے ساتھ جو تین ساتھی تھے وہ گولیوں کا شکار ہو کر مرے تھے۔ ہم نے جب وہاں حملہ کیا تھا تو اس وقت بلیک ہاؤنڈز نعمان اور اس کے ساتھیوں پر ہولناک تشدد میں مصروف تھے۔ مارا حملہ ہونے پر انہوں نے ان سب کو گولی سے اڑا دیا اور ساتھ ہی ہمیں بھی۔ صرف میں اکیلا بچ گیا تھا لیکن میں چل نہ سکتا تھا اور شدید زخمی تھا۔ بہر حال گرنا پڑنا اور گھسٹنا ہوا ہستی بچ گیا تھا اس لئے مجھے ایک خفیہ کیمپ میں پہنچا دیا گیا جہاں میرا علاج ہوتا رہا۔ میں ٹھیک ہو گیا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے طور پر ان بلیک ہاؤنڈز کا سراغ لگاؤں گا اور ان سے اپنے ساتھیوں پر ہونے والی دردگی کا انتقام لوں گا۔ لیکن میری ناکامی میں ایک زخم ایسا تھا جو منقطع نہ ہو پا رہا تھا بلکہ گہنا اور سڑتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کیمپ کمانڈرٹ نے مجھے خفیہ طور پر آزاد و مشکبار بھجوا دیا۔ وہاں کے ایک اعلیٰ ہسپتال میں میرا علاج ہوا اور وہاں میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہو گئی جو وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خبر کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس نے جب میری روئیدار سنی اور میں نے اسے بلیک ہاؤنڈز کے ظلم تشدد کی تفصیلات بتائیں تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اکیلا اس خوفناک تنظیم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اس لئے مجھے پاکیشیا کے علی خرمان صاحب کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق جو کچھ بتایا حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس پر یقین نہ آیا لیکن میں نے بہر حال

فیصلہ کر لیا کہ میں پاکپشیا جاؤں گا اور آپ سے ملاقات کروں گا۔
جہارت کرنا ہوں اس لئے آزاد مشہار میں میرے جہارتی تعلقات تھے
وہاں سے میں نے رقم حاصل کی اور یہاں آگیا۔ ہونٹل عالمگیر میں رہا
اس آدمی نے مجھے قہ کے فلیٹ کا پتہ اور فون نمبر بھی بتا دیا تھا۔ میں
تین مرتبہ قہ کے فلیٹ گیا مگر وہاں ٹالا لگا ہوا تھا۔ پھر میں نے مسلسل
فون کرتے رہنے کے بارے میں سوچا اور پھر آپ سے فون پر ملاقات ہو
میں نے آپ کو تفصیل بتائی شروع کی تو آپ نے مجھے روک دیا اور
ہدایت کی میں خودی طور پر محسوس پلانہ کے اس کمرے میں پہنچ کر قہ
انتظار کروں۔ چنانچہ میں جہاں آگیا ہوں لیکن آپ نے ٹہا انتظار کر لیا۔
مجھے جہاں آئے ہوئے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔ بہر حال مجھے خوشی ہے
آپ سے سری ملاقات بھی ہو گئی ہے اور آپ نے مجھے وقت بھی دے
ہے۔..... روشن نے کہا۔

آپ بلیک ہاؤنڈز کے متعلق جو کچھ جانتے ہیں وہ تفصیل سے بتا دیں۔
..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
"یہ گروپ تھوڑا عرصے پہلے سامنے آیا ہے۔ یہ ہے تو کافرستانی فوج
ہی گروپ۔ لیکن ابتدائی تیز۔ پھر حیلہ اور انتہائی خوفناک حد تک دردناک
صفت گروپ ہے۔ اس نے بے شمار مجاہدین گروپوں کا خاتمہ کیا ہے اور
خاص طور پر گروپ لیڈران کا شکار بننے ہیں ان کی فضا ہی یہ ہے کہ ان کے
کاموں پر فوج کے عام ستارہ کی بجائے صرف سیاہ رنگ کا کراس لگا ہوا
ہے۔ مجاہدین نے انہیں مارنے یا پکڑنے کی بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن

آج تک ان کا ایک آدمی بھی نہ مارا جاسکا ہے اور نہ پکڑا جاسکا ہے۔ اس
گروپ کے سامنے آنے کے بعد مشہار میں مجاہدین کی تحریک کمزور پڑتی
جا رہی ہے کیونکہ لیڈر مسلسل ان کا شکار بننے جا رہے ہیں۔..... روشن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا پہلے کوڈرٹیا کوئی خاص اڈہ..... عمران نے پوچھا.....
نہیں..... بس یہ اچانک نمودار ہوتے ہیں اور اچانک ہی غائب ہو
جاتے ہیں۔..... روشن نے جواب دیا۔
"لیکن آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ کے گروپ کو جب یہ پکڑ کر لے
گئے تو آپ چار ساتھی ان سے اپنے آدمی چھوڑنے گئے تھے اور پھر وہاں آپ کا
مقابلہ بھی ہوا۔ آپ کو کیسے اس اڈے کا علم ہو گیا تھا..... عمران نے
پانچواں جرح کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے جب نعمان اور اس کے ساتھیوں کے پکڑے جانے کی اطلاع ملی
تو میں اور باقی تین ساتھی وہاں سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ اطلاع
دینے والے نے ان کی جیب کے بارے میں بتایا تھا۔ چنانچہ ہم نے
مطلوبات حاصل کیں تو ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ جیب بستی کے شمال
مغربی حصے کی طرف جاتی دیکھی گئی ہے اور پھر ہمیں وہ جیب ایک پرانے
اور ٹوٹے ہوئے گھر کے احاطے میں کھڑی نظر آگئی اور ہم نے وہاں ریڈ
کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے اصل اڈے کا تو کسی کو علم نہیں۔
لیکن یہ جہاں چلتے ہیں اپنا عارضی اڈہ بنالیتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے
اس ٹوٹے ہوئے گھر کو عارضی اڈہ بنایا تھا..... روشن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

اچھا وہ اسلئے کاڈو کہاں ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیلات جانتے ہیں؟
..... عمران نے پوچھا۔

”صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ ڈیو راجوری میں قائم ہے۔ تمام ڈیو
پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے اس کی حفاظت کے بہترین انتظامات کیے
گئے ہیں۔ اور باہر ہر طرف کافرستانی فوج ہر وقت پروا دیتی رہتی ہے
..... روشن نے جواب دیا۔

”کیا آپ وادی مشکبار میں کسی ایسے آدمی کا پتہ جانتے ہیں جہاں سے
ہمیں اس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں کچھ اطلاعات مل سکیں؟“
عمران نے پوچھا اور روشن خاموش ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سو
رہا ہو۔

”نہیں جناب۔ ویسے سنا ہے کہ ان کا بڑا مرکز امنت ناگ میں ہے
اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ روشن نے جواب دیا۔
”اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے ساتھ مل کر اس
گروپ کے خلاف کام کریں۔ میں آپ کو کوئی معاوضہ تو نہیں دے سکتا
لیکن مجھے بتا دیجیے کیا ہے کہ آپ کو اگر مشن پسند آگیا تو آپ بغیر معاوضے
کے بھی کام کر سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اگر اس گروپ کے خلاف
کام کریں گے تو یقیناً اس گروپ کو ختم کر دیں گے۔ اس طرح خراب
مشکبار میں نئی جان پڑ جائے گی اور ان کے بے پناہ حکم و ستم سے

مشکباریوں کو نہت مل جائے گی۔“ روشن نے کہا۔

”آپ اب واپس کیسے جائیں گے۔ وہ گروپ یقیناً آپ کو وہاں تلاش
کر رہا ہوگا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... لیکن میں ان کے خوف کی وجہ سے یہاں چھپ کر تو
نہیں بیٹھ سکتا۔ میں مجاہد ہوں..... میں نے تو واپس جانا ہے یہاں بھی
میں صرف آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں ورنہ تو سحر دست ہوتے ہی میں
واپس چلا جاتا۔“ روشن نے کہا۔

”فحشک ہے..... ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ ہوش میں رہیں
ہم رواجی کے وقت آپ کو وہاں سے لے لیں گے۔ اور اب جب تک آپ
یہاں رہیں گے آپ ہمارے سہمان ہوں گے ہوش کا تمام خرچہ ہم ادا
کریں گے لیکن آپ نے کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔
اس بات کا خیال رکھیں۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو آپ واقعی اس گروپ کے خلاف کام کریں گے۔“ روشن
نے اچھائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
”مجھے چاہیے ہی اس گروپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے یہاں ایک
ٹیمپ میں دو مشکباری مجاہدوں نے مجھے ان کے متعلق بتایا تھا۔ انہیں تو
ملاؤ کے لئے یہاں کے ایک خیر شخص نے بیرون ملک بھجوا دیا ہے۔ میں
اس بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا اور جب آپ
نے بھی بلیک ہاؤنڈز کا نام لیا تو میں نے آپ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب
آپ کو ساتھ لے جانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ہمیں ان خفیہ

اس کے سابقہ حوالہ جات کی تفصیل معلوم کرنی ضروری تھی تاکہ اس کے متعلق پوری طرح تسلی ہو سکے کہ یہ صحیح آدمی ہے۔ ان حوالہ جات کی تصدیق میں کافی وقت لگ گیا اس لئے کہ جس بھی اور اسے بھی انتظار کرنا پڑا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تم جیلے بتا دیتے تو میں شکایت ہی نہ کرتا۔ اس مشن کیلئے تو میں صدیوں انتظار کر سکتا ہوں“..... حور نے اچھائی غلوں میں بھرے لچے میں کہا۔

”صدیوں میں تو بلیک ہاؤنڈز کی نہانے کون سی نسل تک بات پہنچ جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور حور ہنس پڑا۔

”تم حیار رہنا۔ کسی بھی وقت ہماری روانگی ہو سکتی ہے“..... عمران نے پارکنگ میں پہنچے ہوئے حور سے کہا اور حور نے اثبات میں سر ہلادیا اور عمران اپنی کار میں بیٹھا اور دوسرے لچے کار پارکنگ سے باہر نکل گئی۔

راستوں سے متوجہ منظر ہلے جائیں جہاں سے مجاہدین آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ جائیں..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں وہاں آپ مجاہدین کے مہمان ہوں گے“۔ حور نے سر ت ہجرے لچے میں کہا۔

”نہیں وہاں آپ نے ہمارے متعلق کسی کو کچھ نہیں بتانا کہ ہم کو نہیں وہاں رہنا ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا اور روشن نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر عمران اور حور اس سے متصادفہ کر کے کمرے سے باہر آئے۔

”تم نے چیف سے جیلے ہی ان لوگوں کے خلاف کام کرنے کی اجازت لے رکھی تھی“..... حور نے باہر آتے ہی پوچھا۔

”میں نے اجازت نہیں لے رکھی تھی۔ چیف نے خود اس مشن پر مجھے بھیجے کا فیصلہ کر رکھا تھا لیکن وہاں کا کوئی ایسا آدمی نہ مل رہا تھا جو ہمیں وہاں اس طرح پہنچا سکے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ سکیں۔

چیف نہیں چاہتا کہ آزاد منظر کی حکومت یا وہاں کی فوج کو ہمارے مشن کا علم ہو سکے اس لئے مجھے یہی اس روشن سے بات ہونی میں سمجھ

کہ یہ صحیح آدمی ثابت ہوگا۔ میں نے چیف سے بات کی تو چیف نے کہا وہ حور کو وہاں بھیج رہا ہے تاکہ روشن سے علاقوں کے بارے میں

بات ہو تو حور ان کی تصدیق کر سکے۔ لیکن اس آدمی سے ملنے سے پہلے

اسے اچھی طرح چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک کانڈ نکال کر اس نے منوہر کو دیا۔

”اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب آپ فوراً انہاں سے چلے جائیں کیونکہ میرا ساتھی کسی بھی لمحے آسکتا ہے۔“ اس آدمی نے کہا اور منوہر نے کانڈ جیب میں ڈالا اور پھر سر ملاتا ہوا تیزی سے سڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ بستی سے ہٹ کر ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ چند لمحوں بعد منوہر مکان سے باہر آگیا۔ اس کے جسم پر عام سالیس تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دور اندھیرے میں ایک فوقی جیب کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوقی بیٹھا ہوا تھا، لیکن اس کے کانڈھے پر سٹار ڈک، بجائے سیاہ کر اس لگا ہوا تھا۔

”آجاء“..... اندر سے آواز سنائی دی۔ اور منوہر دروازے کو دھکیلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کے گرد چادر پھینٹی ہوئی تھی جس سے اس کا بے پردہ آدھے سے بھی زیادہ ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پادر کا ایک بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پرانے سے بستر بنے ہوئے تھے۔

”رقم آگئی ہے جناب“..... مقامی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈ تھمپنی نکال کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈ تھمپنی اور

”ہاں“..... منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈ تھمپنی نکال کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈ تھمپنی اور

نہیں ایک آدمی بچ گیا تھا۔ ہم اسے مردہ سمجھ کر پھوڑ گئے تھے لیکن وہ زندہ تھا۔ وہ گرنا پڑا بیسنی بچ گیا تھا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں چونک پڑا کیونکہ اس کا زندہ بچ جانا ہمارے اصول کے خلاف تھا۔ اس طرح ہمارا گروپ سامنے آسنا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ آزاد مستحار ہو چکا ہے۔ وہاں جب ہمارے خبروں نے اسے نہیں کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ وہ جب پاکیشیا سے واپس آیا ہے تو اس کے ساتھ چھ پاکیشیائی بھی ہیں اور وہ غنیہ راستوں سے یہاں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ ایسے بے شمار راستے ہیں جن سے یہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے میں نے خاص آدمیوں کو اس راستے کی خبری کے لئے تعینات کر دیا۔ چنانچہ ایک آدمی کو نہیں کر دیا گیا جس نے انہیں مہل کرنے کا سو دیا کیا تھا۔ یہ دو افراد کا گروپ ہے۔ ان میں سے ایک سے سو دالے ہو گیا کہ وہ ہمیں اس راستے کی خبری کرے گا چنانچہ اب میں غنیہ طور پر اس کے پاس گیا تھا اور اسے ادا بھی کر کے یہ نقشہ لے آیا ہوں۔ اور اس نقشے سے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ درسام بہاڑی والے راستے سے آرہے ہیں۔ جو آدمی بچ گیا تھا اس کا نام روشن ہے۔ اور روشن یقیناً کسی خاص مقصد کے لئے ان پاکیشیائیوں کو ساتھ لے کر آ رہا ہو گا اس لئے اب ہم نے ہر قیمت پر اس روشن اور ان پاکیشیائیوں کا خاتمہ فوری طور پر کرنا ہے اور یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ ان کے خلاف باقاعدہ خبری ہو چکی ہے۔

روشنی نظر آنے لگی۔ یہ ایک خاصا بڑا کرہ تھا جس میں چار افراد موجود تھے لیکن کمرے میں کوئی فریج نہ تھا البتہ فرش پر روٹی کا منہ بچھا ہوا تھا اور ایک میز میکس لیمپ ایک کونے میں چل رہا تھا۔ ان چاروں نے بڑا دھڑ سے منوہر کو سلام کیا۔

”یہ منوہر“..... منوہر نے کہا اور پھر خود بھی وہ منہ سے پرہیز کیا۔ انہوں نے جیب سے وہی کاغذ نکالا اور اس کو اپنے سامنے فرش پر پھیلا دیا۔ ایک ہاتھ سے بنا ہوا نقشہ تھا منوہر اس پر جھک گیا۔ نقشے پر ہلکے نشانات لگے ہوئے تھے۔

”تو یہ گروپ درسام بہاڑی کے راستے آ رہا ہے۔“..... منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کون سا گروپ باس“..... پاس بیٹھے ہوئے ان چاروں میں ایک نے چونک کر پوچھا۔

”ایک پاکیشیائی گروپ آ رہا ہے درسام بہاڑی۔ اور ہم نے اسے ختم کرنا ہے۔“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ہے کون اور کیوں آ رہا ہے۔“..... درسام بہاڑی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”جہیں یاد ہے کہ ہم نے باجوڑا گروپ کا خاتمہ کیا تھا۔“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس باس اور سارا گروپ ختم ہو گیا تھا۔“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

..... منوہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب آ رہے ہیں باس.....“ اس آدمی نے کہا۔

”کل رات یہ سرحد پار کریں گے، درسام پہاڑی والے راستے سے اور ہم کسی ایسی جگہ چھپ کر ان کا استقبال کریں گے جہاں سے انہیں ہی راستہ میں ان کا مکمل طور پر معضایا کر دیا جائے گا.....“ منوہر نے جواب دیا۔

”کیا نقل وینہ ہوگا.....“ اس آدمی نے پوچھا۔

”نہیں جب راستے کا علم ہو گیا ہے تو چند افراد ہی کافی ہیں.....“ منوہر نے جواب دیا۔

”تو باس ہم حاضر ہیں اس مشن کے لئے.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے..... اسی لئے تو میں جہاں آیا ہوں تاکہ جہیں تفصیلی ہدایات دے سکوں لیکن یہ سن لو کہ میں ناکامی کی رپورٹ ہر گز نہیں سنوں گا.....“ منوہر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہو تا باس.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے.....“ منوہر نے کہا اور پھر نقشے پر جھک کر اس نے انہیں راستے اور مشن کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

ایک پہاڑی غار کے اندر روشن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھ ستور۔ صفور۔ کیپشن تھیل۔ نعمان اور صدیقی تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ لباس تھے اور انہوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لادے ہوئے تھے۔ غار کا دہانہ خاصا فرار تھا اس لئے پھر پورے روشنی اندر آ رہی تھی۔

”یہ راستہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے روشن.....“ عمران نے اپنے سامنے رکھے ہوئے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”حق ہاں جہاں میں نے اس لئے محفوظ ترین راستے کا انتخاب کیا ہے وہ تو اور بھی بے شمار راستے ہیں ان راستوں پر کارفرمائی فوج کے چھاپے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ یہ راستہ قطعی محفوظ ہے.....“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پہلے کبھی اس راستے سے گزرے ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اقبات میں

ملا دیئے۔

”چند لمحوں بعد غار سے باہر قدموں کی آواز اجنبی اور پھر روشن کے ساتھ دو مقامی اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے جسموں کے گرد چادریں لپیٹی ہوئی تھیں۔ سر پر مقامی ٹوپیوں تھیں اور چادروں سے آگے ہجرے بھی ڈھکے ہوئے تھے۔“

”آپ لوگوں نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ آپ کی ذرا سی غلط حرکت سے کافرستانی فوج کو آپ کا علم ہو جائے گا اس لئے پوری طرح محتاط رہیں اور راستے میں قطعی کوئی بات چیت نہ کی جائے۔“ ایک آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔ وہ ہجرے سے ہی عیار اور مکار آدمی لگتا تھا۔

”یہ مجاہدین کے مہمان ہیں خورشید اس لئے لہجہ نرم رکھو۔“ دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو انہیں مطلع کر رہا تھا کہ کہیں غلطی نہ کریں یہیں اور بدنام ہم ہو جائیں۔“ خورشید نے مت جانتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ ناراض نہ ہوں جناب میرے ساتھی کا قدرتی طور پر لہجہ ہی ایسا ہے۔ ہر حال آپ بے فکر رہیں آپ بالکل یک سلامت سرحد پار کر لیں گے یہ راستہ ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ ہے۔“ دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

”جہاد آگیا نام ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب میرے لئے یہ نیا ہی ہو گا لیکن آپ فکر نہ کریں جو لوگ ہمارے گائیڈ ہیں وہ اس کے ایک ایک پہرے سے واقف ہیں۔ ان کا کام بھی یہی ہے کہ وہ ادھر سے لوگوں کو ادھر اور ادھر سے ادھر پہنچاتے رہتے ہیں۔“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لوگ باقاعدہ رقم لیتے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں فی کس دس ہزار روپے اور وہ بھی صرف مجاہدین سے اگر کوئی دوسرا ہو تو بیس ہزار روپے۔“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اقبات میں سر ملا دیا۔ اور پھر ٹھوڑی دیر بعد دور سے کسی ٹکڑے کے پچھنے کی آواز سنائی دی۔ اور روشن یہ آواز سننے ہی چونک کر کھڑا ہو گیا۔ ”یہ ان کا مخصوص کاشن ہے۔ میں انہیں یہیں لے آتا ہوں۔“ روشن نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

”پوری طرح محتاط رہنا۔ جو لوگ رقم لے کر یہ کام کرتے ہیں وہ راقم کے لئے کڑی خبری بھی کر سکتے ہیں۔“ روشن کے باہر جاتے ہی عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نقشہ تو دیکھ لیا ہے کیوں نہ اب ہم خود آگے بڑھ جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں صرف نقشہ دیکھنے سے بات نہیں بنتی۔ سرحد پر کافرستانی فوراً موجود ہے۔ یہ لوگ ایسے راستے بھی جانتے ہیں جن تک فوج نہیں جا سکتی اور ہو سکتا ہے کہ فوج سے ان کا باقاعدہ لین دین بھی ہو۔ جب تک کوئی واضح خطرہ سامنے نہ آجائے ہم نے ان لوگوں کی ہی پیروی کرنی۔“

”اب اگر لفظ حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔“ عمران نے فراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر باد گھما دیا اور خورشید ایک بار پھر اچھل کر کسی گھنڈ کی طرح غار کی دوسری دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے ٹپکنے والی مچھ سے غار کو گونج اٹھی۔

”یہ..... یہ کیا ہو رہا ہے روشن یہ لوگ.....“ اعظم نے ہلکتے چمکتے ہوئے کہا۔

”خاموش کرو رہو درد.....“ تنور نے اچھاتی سر دھکے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا اور اعظم ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات اٹھ اٹھے تھے۔ جب کہ روشن کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ اس اچانک ہونے والی کارروائی کی وجہ تسمیہ نہ سمجھ سکا ہو۔ خورشید جیسے ہی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر سیر رکھا اور ساتھ ہی ٹانگ کو مروڑ دیا۔ دوسرے لمبے خورشید کاہری طرح چوکنا ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ دہری طرح سکا ہو گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو بڑھ گئی تھیں۔ حلق سے خرخرات کی آوازیں ٹپکنے لگیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی شدہ رگ بکلی جا رہی تھی۔ عمران نے سر کو دائیں موڑا تو جتنی تیزی سے اس کا چہرہ سکا ہوا تھا خون کی بحالی کی وجہ سے اتنی تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا لیکن بہر حال شدید ترین تکلیف کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے اور جسم اس طرح ساکت پڑا ہوا تھا۔

”ہٹاؤ کن کو مغربی کی ہے تم نے ہمارے متعلق بتاؤ درد.....“

”حق میرا نام اعظم ہے.....“ دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے پہلے تم ہمیں اس راستے کی پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ نقشہ میرے پاس ہے۔ اس نقشے کی حدود بتاؤ کہ ہم کہاں کہاں سے گزریں گے، کس کس طرح سے گزریں گے اور کافرستانی فوج کی طرف سے خطرہ کس کس جگہ اور کس کس طرف سے ہوگا.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم ان نقشے وغیرہ کو چھوڑو۔ تم نے آم کھانے میں یا پھر ٹپکنے میں تمہارے سرحد پار پہنچنا ہے۔“ مچھ بولا۔

”خورشید نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”او۔۔۔۔۔ کے سمسز خورشید..... ہم نے واقعی آم کھانے میں لیکن ہم کچے آم کھانے کے عادی نہیں ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمبے خورشید بری طرح مچھلا ہوا اچھل کر غار کی ایک دیوار سے دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

”کیا..... کیا..... یہ.....“ اعظم اور روشن دونوں نے بری طرح ہوشیئے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمبے وہ دونوں حیرت سے حلق کی طرح ساکت ہو گئے۔ جب عمران کے سارے ساتھیوں نے جیسوں سے متعین پیش نکال کر ان کی طرف کر دیئے۔ خورشید کچھ گرتے ہی بیٹھنا ہوا اچھلا اور دوسرے لمبے اس کے ہاتھ میں دیوار کی جھلک نظر آئی مگر اس کے ساتھ ہی عمران ہلکتا اپنی جگہ سے اچھلا اور خورشید کے منہ سے ایک بار پھر جھنجھل نکلی گئی۔ عمران کے دہری کی ضرب اس کے اس ہاتھ پڑی تھی جس میں دیوار اور تھا۔ اور دیوار اور اس کے ہاتھ سے ٹک کر دو جا گرا۔

ہے اور جناب ہمارے ہاں غدار کو انتہائی عبرت ناک سزا دی جاتی ہے آپ مجھے اجازت دیں میں اپنے ہاتھوں اس غدار کو اس کی غداری کی سزا دوں۔
..... اعظم نے نکتہ حسیلے میں کہا۔ عمران نے ایک نظر اس کے ہجرے کی طرف دیکھا اور پھر یہ بتایا۔

- ٹھیک ہے..... تمہیں ہی اسے سزا دینی چاہیے..... عمران نے کہا اور اعظم نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے غدار ریوالور کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ خورشید کے حلق سے نکلنے والی کرہناک چم سے گونج اٹھا۔ گولیاں اس کے سینے میں لگی تھیں۔

- لعنت ہے تم پر خورشید..... تم نے چند لمحوں کی خاطر غداری کی ہے..... اعظم نے چلتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خورشید کے جسم پر تھوک دیا۔

- یہ میں جناب ریوالور اس میں ابھی گولیاں سو جو دیں۔ یہ بھی سزا ہی ساقی تھا۔ اس نے مجھے بھی اس کے گناہ کی سزا ملنی چاہیے۔ آپ بیشک مجھے گولی مار دیں میں ہر سزا بھگتنے کے لئے حیار ہوں..... اعظم نے ریوالور عمران کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

- ریوالوروں کی ہمارے پاس کی نہیں ہے اعظم..... اگر تم اس کے ساتھ شامل ہوتے تو اس طرح اطمینان سے نہ کھڑے ہوتے مجھے معلوم ہے کہ تم سنگر ضرور ہو لیکن تم ایمان کے سوداگر نہیں ہو..... عمران نے آگے بڑھ کر اعظم کے کان پر ہلکی سیچ ہوئے کہا اور اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی پیر کو درسا موڑ دیا۔

"بہت بتاتا ہوں بتاتا ہوں..... خدا کے لئے مجھے اس عذاب نکالو میں بتاتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے..... خورشید کی آواز اور رک کر نکل رہی تھی اور اعظم اور دشمن دونوں کے ہجرے خورشید زبان سے یہ فقرہ سنتے ہی اس قدر تیزی سے بگڑے کہ جیسے انہیں لٹوا دیا ہو۔

- بتاؤ..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"سردار آصف نے سودا کرایا تھا..... پچاس ہزار روپے میں سودا کر تھا..... پھر مکان پر ایک آدمی آیا..... میں اسے نہیں جانتا وہ سادہ لیا میں تھا..... اس نے مجھے پچاس ہزار روپے دیئے اور میں نے اسے نقد دے دیا..... جس پر وہ راستہ بنا ہوا تھا جس سے ہم نے کہیں لے ہوا تھا..... خورشید نے اسی طرح رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ہجرے سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی حالت کافی خراب ہے۔

- کون ہے یہ سردار آصف..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

- سردار آصف جوڑے کا سردار ہے..... خورشید نے جواب دے ہوئے کہا۔

- میں جانتا ہوں۔ جناب، سردار آصف کو۔ اور مجھے افسوس ہے خورشید نے غداری کی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ ایسا بھی کرے۔

کرتے ہوئے پوچھا۔

”سہاگ سے پہلے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ہمارا راستہ
دور سام درے پر روکنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں
سے ہم پر دیگر گارڈ کھل دیا جائے تو ہم اپنا تحفظ بھی نہ کر سکیں گے۔“
عظم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور روشن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا
دی۔

”یہاں میرے پاس یہ پتھر اور مجھے بتاؤ کہ یہ درہ کہاں ہے اور اس کی کیا
تفصیلات ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے اعظم اور روشن دونوں
کو اپنے ساتھ بلایا اور ان سے مسلسل سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔

”او۔ کے فب ہم اسی راستے پر چلیں گے لیکن درے سے پہلے ہم یہ
راستہ چھوڑ کر پہاڑی پر چڑھتے ہوئے قطعی طرف سے اس درے کی طرف
جائیں گے۔ میں وہاں موجود افراد میں سے ایک کو ہر صورت میں زندہ
گرفتار چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں صحیح معلومات
حاصل کی جا سکیں۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باقی
ساتھوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

”بہر حال میں زندگی بھر اس کی اس حرکت پر شرمندہ رہوں گا۔“
مجھے پہلے اس کی اس غداری کا علم ہو جاتا تو میں اسے پہلے ہی ختم کر دیتا۔“
اعظم نے ہنک کر رولور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا عمران صاحب کہ اس نے غداری کی ہے۔“
روشن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”مجھے علم نجوم آتا ہے۔ اس بات کو چھوڑو۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ
کن لوگوں نے سر دار آصف کے ذریعے ہماری خبری کے لئے خورشید
واقعی ہماری رقم دی ہے اور کیوں۔“ عمران نے تنبیہ لہجے میں کہا۔
”میرا خیال ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کو ہمارے متعلق اطلاعات مل گئی
ہیں اور یقیناً یہ ان کا ہی کارنامہ ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر واقعی یہی بات ہے صفدر۔“ تو پھر مجھ کو کہ بلیک ہاؤنڈز
خاصی باختر اور خاصی فعال تنظیم ہے اور ہمیں اب ہر طرح محتاط رہنا ہو گا
..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اب وہاں جانے کا کیا پروگرام ہے۔ کیا اب کوئی دوسرا راستہ
اختیار کیا جائے گا۔“ تنویر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب میں آپ کو ایک اور راستے سے مر جاؤں گا
اس راستے کا علم خورشید کو بھی نہیں ہے۔ یہ میں نے حال ہی میں دریافت
کیا ہے۔“ اعظم نے کہا۔

”وہ لوگ جنہیں خورشید نے خبری کی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق
ہمارا استقبال کہاں کریں گے۔“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز

ہوئے آوی نہ کہا۔

”ہاں لیکن اس کے باوجود ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔“..... منوہر

نے جواب دیا۔

پھر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا ختم ہونا چلا گیا اور صبح کی روشنی ہر طرف پھیلتی چلی گئی لیکن درے سے کوئی برآمد نہ ہوا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے یا ان لوگوں نے ارادہ

بدل دیا ہے۔ انہیں تو ہر صورت میں رات کو آنا چاہئے تھا۔ ایسے کام

تو رات کے اندھیرے میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔“..... منوہر نے

ہوٹا بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے معین گن پر لگی

ہوئی ٹیلی سکوپ انکرنی شروع کر دی۔

”میرا خیال ہے ہاں کہ ان لوگوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ دورے

سردار نصف کا آدھی کسی صورت بھی غلط جانی نہیں کر سکتا۔“.....

منوہر کے ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ دیکھے اب دن کی روشنی

میں دورے اور اوپر چٹانوں کی اوٹ میں لیٹے ہوئے رام پیارے اور اس

کے ساتھی انہیں سلف دکھائی دے رہے تھے۔

”اے اے یہ کیا..... یہ کون ہیں..... اچانک منوہر نے

چونک کر کہا۔

”کیا..... کیا کون..... اس کے ساتھی نے چونک کر حیرت

سے کہا۔

”وہ اوپر دیکھو..... رام پیارے اور اس کے ساتھیوں سے اوپر

ایک پہاڑ کی بلند چٹان کی اوٹ میں منوہر اور دھمے منہ لیٹا ہوا تھا

اس کے ساتھ میں معین گن تھی۔ جس پر نائٹ ٹیلی سکوپ فٹ تھا

اور وہ اس سے آنکھیں لگائے گہرے اندھیرے میں دور درے سے

اوپر دائیں طرف ایک غار کے دہانے پر موجود رام پیارے اور اس کے

تین ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا رام پیارے اور اس کے تین ساتھی

چٹانوں کی اوٹ لے پاتھوں میں دو معین گنیں پکڑے بڑے بڑے

انداز میں لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں دورے پر پڑی گئی ہوئی تھیں

جہاں سے پاکیشٹانی گروپ نے ظاہر ہونا تھا۔ منوہر کے ساتھ ایک

آوی بھی اسی انداز میں لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھوں پر دور بین

تھی۔ البتہ اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کی رائفل تھی۔

”ہاں یہ لوگ کسی صورت میں رام پیارے اور اس کے ساتھیوں

کی فائرنگ سے بچ کر نہ قتل سکیں گے..... منوہر کے ساتھ

میرا خیال ہے۔ میں نے وہاں کسی آدمی کو چٹان کے نیچے چھپتے ہوئے دیکھا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

"اوہ ٹیک ہاس وہاں واقعی کوئی آدمی ہے..... ارے اللہ..... یہ دوسرا..... اوہ اوہ یہ تو اوپر سے آرہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے آہستہ سے کہا۔ اور منوہر کے ہونٹ بھیج گئے۔

"ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بات ٹیک آؤٹ ہو گئی ہے۔ لیکن یہ اب بھی بچ کر نہیں جاسکتے۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو رام پیارے..... منوہر بول رہا ہوں۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نیکس ہاس ادور۔....." چند لمحوں بعد اسے ایک آواز سنائی دی۔ ویسے بھی منوہر رام پیارے کے ہاتھ میں ویسا ہی آلہ دیکھ رہا تھا۔

"رام پیارے ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ مخالف در سے کی طرف سے آنے کی بجائے اس پہاڑی کی چوٹی سے نیچے آرہے ہیں جس پر تم موجود ہو۔ جہادے اوپر چھپو دار چٹان ہے اس لئے جب تک وہ کافی نیچے نہ آجائیں ہمیں ہتیک نہیں کر سکتے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے ہیں۔ تم فوری طور پر ہوشیار ہو کر پوزیشن لے لو۔ ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جائے ادور۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹیک ہاس..... آپ کہاں ہیں ادور۔....." رام پیارے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری بات چھوڑو تم اپنی فکر کرو۔ میں تم سے کافی دور ہوں اس لئے جہادے والی پہاڑی میری مشین گن کی ریج میں نہیں آتی۔ ورنہ میں اب تک ان پر فائر کھول چکا ہوتا اور انڈ آئی۔..... منوہر نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور آٹے کا بٹن آف کر کے اس نے اسے لیپے قریب رکھ لیا۔

"ہاس..... کاش یہ لوگ ہماری مشینوں کی ریج میں ہوتے۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ انداز میں نیچے اتر رہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے کہا۔

"اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ رام پیارے کم تربیت یافتہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم جہاں نہ ہوتے تو وہ یقیناً مارا جاتا۔..... منوہر نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک پہاڑی سے فائرنگ کی بلندہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دردناک جھج کے ساتھ ایک چٹان سے آدمی بری طرح ہاتھ پیر مارنا نیچے گہرائیوں میں گرنا چلا گیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور کرچناک جھج سنائی دی اور منوہر نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لے کیونکہ یہ جھج پہلی جھج کی نسبت نیچے سے سنائی دی تھی جہاں رام پیارے اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور چند لمحوں بعد پہاڑیاں یوں کے خوفناک دھماکوں اور مشین گن کی فائرنگ سے گونجنے لگیں، لیکن سلسلے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ منوہر کا جسم لیٹے لیٹے پارے کی طرح حرکت رہا تھا۔ اس کا شاید بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر

”ٹھیک ہے..... تم دائیں طرف ہٹ کر اوٹ لے لو۔ میں
 جہاں رک جاتا ہوں۔ اور سنبھل کر ایک منٹ خود فائر کروں۔ تم نے
 فائر نہیں کھولا؟.....“ منوہر نے جھپٹے ہوئے کہا اور ماترم نے سر ملاتے
 ہوئے کچھ دور جا کر ایک پٹان کی اوٹ لے لی۔ منوہر کی نظریں اس
 پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں جہاں فائرنگ ہوتی تھی۔ درے میں پہنچنے کے
 لئے بھی ان لوگوں کو اسی پہاڑی سے ہی نیچے اترنا تھا اور جس جگہ وہ
 موجود تھا وہاں سے بہر حال اس پہاڑی اس کی گن کی ریٹخ میں آ رہی تھی
 اس لئے وہ رک گیا تھا۔

”کاش..... کسی طرح پیہ چل سکتا کہ کون کون مر رہے اور کون
 کون زندہ ہے؟.....“ منوہر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے
 جہاں اتنی دور پڑے پڑے اسے اس مقام پر کبھی نہ پہنچے تو معلوم نہ ہو
 سکتا تھا۔ البتہ اس نے اوپر موجود آئے والوں کو جس طرح فائرنگ
 کے بعد چٹانوں کی اوٹ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا تھا اسی لئے اس نے
 اندازہ لگایا تھا کہ اس کے ساتھی قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب سمجھنے کیا
 بات تھی کہ دوسرے مسلسل خاموشی چٹانی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے
 سب ہی قتل ہو چکے ہیں۔ آخر جب تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا اور کوئی
 آدمی نیچے سے اتر اور نہ اوپر جاتا دکھائی دیا تو معاملہ اس کی برداشت سے
 باہر ہو گیا۔

”ماترم.....“ منوہر نے اونچی آواز میں اپنے ساتھی کو آواز
 دیتے ہوئے کہا۔

اس خوفناک جنگ میں کو پڑے۔ لیکن وہ اس لئے بے بس تھا
 درے کی حد تک تو اس کی گنوں کی ریٹخ تھی لیکن اس سے آگے پہاڑ
 اس کی گنوں کی ریٹخ سے بہر حال باہر تھی اور اس وقت درے میں اتنے
 اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیتے کے مترادف تھا کیونکہ اوپر پہاڑ
 سے وہ آسانی سے ہٹ کیے جاسکتے تھے۔ فائرنگ اور دھماکے چھوٹے
 جاری رہے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ اور پھر منوہر نے ایک پٹان کے پیچھے
 سے ایک آدمی کو نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دوسری پٹان کی
 اوٹ میں چھپتے ہوئے دیکھا اور ایک بار پھر مشین گن کی فائرنگ سے
 پہاڑی گونج اٹھی۔ اس بار کئی انسانی جثہیں بھی گونجیں اور منوہر
 ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

”آہ ماترم.....“ ہمارے ساتھی ہٹ ہو چکے ہیں۔ اب ہم چکر کاٹ
 کر ان پر فائرنگ کھولیں گے.....“ منوہر نے کہا اور ساتھ پڑے آٹے
 کو اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر گن اٹھا لے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا
 اور چٹانوں کو پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا اس کا ساتھی بھی اس کے پیچھے
 تھا۔ کافی دور تک اسی طرح دوڑ کر نیچے اترنے کے بعد وہ اسی جگہ پہنچ گئے
 جہاں سے درے کو راستہ جاتا تھا۔

”باس باس..... ہمیں جہاں رک جانا چاہیے.....“ وہ لوگ
 اگر زندہ ہیں تو لازماً اب اطمینان سے درے سے گزر رہے ہیں اور یہ
 انہیں آسانی سے ہٹ کر لیں گے.....“ ماترم نے کہا اور دوڑتا ہو
 منوہر لپکتے رک گیا۔

"میں ہاں"..... مازم نے دائیں طرف چٹان کی اوٹ سے جواب دیا۔

"مازم..... میں جہیں گور کروں گا تم اور چاؤ اور معلوم کرو کہ وہاں کیا پوزیشن ہے، لیکن احتیاط سے جانا....." منوہر نے کہا اور مازم چٹان کے نیچے سے نکلا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ منوہر کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد مازم ایک بڑی چٹان کے نیچے جا کر غائب ہو گیا اور منوہر نے بے اختیار ہوسٹ سمجھنے لگے۔

"ہاں..... ہاں..... جہاں تو لاشیں بکھری پڑی ہیں..... کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے"..... کچھ دیر بعد مازم نے ایک چٹان پر نمودار ہوتے ہوئے زور سے چیخ کر کہا اور منوہر تیزی سے چٹان کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مازم کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جہرے پر سختی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ وہاں رام پیارے سمیت اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں اور دھڑ بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ الستہ رام پیارے کے جہرے پر تکلیف کے ایسے تاثرات تھے کہ جیسے اس کی جان انتہائی تکلیف کی حالت میں نکلی ہو۔ اس کا جہرہ ہری طرح مس ہو رہا تھا جب کہ اس کے جسم پر دو گولیوں کے سوراخ بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں اس کے پہلو میں تھے۔

"یہ کہاں گئے ہوں گے۔ اور وہ میں تو نہیں آئے یا پھر اس

وقت نکل گئے ہوں گے جب ہم پہاڑی سے اتر رہے تھے"..... منوہر نے اور اور دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں..... یہ اب لڑنا چلگام بستی میں سمجھیں گے۔ ہمیں وہاں فوری چھاپ مارنا چاہئے ورنہ یہ وہاں سے بھی نکل گئے تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا"..... مازم نے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو جہاں اب رکنا فضول ہے"..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے فرانسیسز باہر نکالا اور اس پر موجود تین شبنوں میں سے ایک شبن دبا دیا۔ آلے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلتی لگیں۔

"ہیلو ہیلو منوہر کانگ اوور"..... منوہر نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"میں ساگر انتھنگ یہو ہاں اوور"..... چند لمحوں بعد آلے میں سے آواز سنائی دی۔

"ساگر تم اس وقت کہاں ہو اور جہارے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور"..... منوہر نے کہا۔

"ہاں ہم پوائنٹ ایون پر ہیں اور ہمارا اگر وہ چھ افراد پر مشتمل ہے اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنوڈ شمن رجمنٹ جن کی تعداد چھ سات ہے۔ درسام درے والے راستے سے چلگام بستی پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے رام پیارے اور اس کے سیکشن کا ہاتھ کر دیا ہے۔ تم فوری طور پر چلگام بستی کے گرد پھیل جاؤ

اور اس نگرہ کی نگرانی کرو کہ یہ ہستی میں کہاں اور کس کے گھر جاتے ہیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو میں خود ہی ان کے خلاف ایکشن لوں گا اور..... منوہرنے کہا۔

”میں باس لودر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہرنے اور لٹل آل کہہ کر بین آف کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔“ آڈیو ماسٹر ہمیں وہاں پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ جیب کی وجہ سے ہمیں لمبا ٹیکر کا ٹاپلے گا لیکن ہمیں درست معلومات مل جائیں گی اور پھر ہم ان پر کامیاب ریڈ کر سکیں گے..... منوہرنے کہا اور دوبارہ پیچھے اترنے لگا۔

”ہاں آپ ساگر کو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیجئے تو وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیتا..... ماسٹر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”نہیں..... جس انداز میں انہوں نے رام بھارتے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ ساگر کے بھی بس کے نہیں ہیں۔ اب ان پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا پڑے گا..... منوہرنے کہا اور ماسٹر نے انہماک سے سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے طے جا رہے تھے۔ اس وقت ان کے ساتھ صرف اعظم تھا۔ روشن پہاڑی جھوپ میں شہید ہو چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہاڑی پر موجود چار افراد کا خاتمہ انتہائی قہامت سے کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی انہیں الپتہ زندہ ملا تھا، لیکن اس کی حالت بھی بہلو میں گویاں لگنے سے خاصی خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کی گردن پر پیردھک کر اس سے بوجھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اور وہ قہم ہو گیا۔ الپتہ اس کی تلاش پینے سے عمران کو اس کی جیب سے ایک جڑیہ قسم کا ٹرانسمیٹر ضرور دستیاب ہو گیا تھا ٹرانسمیٹر شارٹ ریج کا تھا اور اس کی میموری والا خانہ بتا رہا تھا کہ اسے تھوڑی دیر پہلے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے مزید ساتھی بھی قلعہ نامو جو دوں میں آئے اور یہ اس کے نقطہ نظر

کر پوچھا۔

”جی ہاں..... پہلا پڑا اسی ہستی میں ہی ہوتا ہے..... اعظم نے جواب دیا۔

”اگر یہ ٹرانسمیٹر نہ ہوتا تو یقیناً اس بار ہمارے مارے جانے میں کوئی کسر نہ رہ گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی اس منوہر نے اس رام پیارے سے بات کی تھی اور یقیناً یہ منوہر کسی جگہ سے ہمیں چیک کر رہا تھا اس لئے رام پیارے اور اس کے ساتھی ہماری طرف سے باخبر ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے روشن شہید ہو گیا ہے..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اس منوہر اور اس کے ساتھیوں کا تعلق یقیناً بلیک ہاؤنڈز سے ہے عام فوجی اس انداز میں کام نہیں کرتے..... صفحہ رونے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے..... اس منوہر کو پکڑنا چاہئے..... حقور نے ہوا تھمتے ہوئے کہا۔

”نہیں جہاں صورت حال ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ یہ لوگ ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کسی بھی وقت ان کے جال میں پھنس سکتے ہیں، اس لئے سب سے پہلے ہمیں ان کا جال توڑنا ہے۔ اعظم جہاں سے کوئی ایسا راستہ ہے جس سے ہم تھرا لے بیٹھ سکیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں..... جہاں ہمیں ہر صورت میں چلاگم سے بہر حال گزرنا

سے احتیاطی خطرناک بات تھی کیونکہ ان جہازوں میں سینکڑوں ایسی جگہیں تھیں جہاں کوئی آدمی چھپ سکتا تھا اور کسی بھی طرف سے آنے والی اپناٹک گولی سے ہینا ناممکن تھا۔ چنانچہ عمران نے اعظم سے کہا کہ وہ انہیں کسی ایسی طرف سے لے چلے جہاں سے سسٹم ورے کی طرف نہ جانا پڑے۔ اور اعظم نے انہیں ایک کریک کے متعلق بتایا اور اب وہ اس کریک میں چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اپناٹک چلتے چلتے عمران چونک کر دکا اور پھر اس نے پھرتی سے جبب سے وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا جو اس نے اس سب سے آخر میں سرسے والے کی جبب سے برآمد کیا تھا۔ اس میں سے دونوں زونوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس پر موجود تین بیٹنوں میں سے ایک کے اوپر ایک نقطہ جل رہا تھا۔ عمران چند لمحوں سوچتا رہا پھر اس نے بین پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”ہیلو ہیلو منوہر کالنگ اور..... ہونے والے کے لہجے میں سختی تھی۔ عمران کے باقی ساتھی بھی رک کر کھڑے ہو گئے تھے اور عمران نے ہوا تھمتی پراگٹی رکھ کر انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔

”میں ساگر اٹلانٹک یو ہاں اور.....“ چند لمحوں بعد ایک دلہری آواز سنائی دی اور عمران دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت وہ خاموش کمرے سنتے رہے جبب ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا ہم چلاگم جا رہے تھے.....“ عمران نے اعظم سے مخاطب ہو

پڑے گا۔..... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنگام کتنی بڑی ہستی ہے..... عمران نے پوچھا۔

”جموئی سی ہستی ہے، جتناب بہت جموئی سی..... لیکن وہ ایسی بگڑے ہے جہاں سے آگے ہر طرف رستے جاتے ہیں۔ باقی ہر طرف اجنبائی و غرار گزرا جہالیاں ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ترال یہاں سے کتنی دور ہوگا.....“ عمران نے پوچھا۔

”ترال جنگام سے تقریباً فیڑھ سو کھو میز دور ہے، لیکن جنگام سے ہمیں جیپ کرانے پر مل سکتی ہے۔ وہاں چند لوگوں نے جیپیں رکھی ہوئی ہیں جسے وہ کرائے پر چلاتے ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مہاں قریب کوئی کافرستانی فوجی اڈہ ہے.....“ عمران نے پوچھا تو اعظم بے اختیار ہلکے پڑا۔

”فوج کا اڈہ..... جی ہاں یہاں ہر طرف ان کے اڈے موجود ہیں۔ وہ تو ہم جیسے لوگوں کی نگاہ میں رہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اب تک اس پہاڑی پر فوج پہنچ گئی ہو کیونکہ ہمیں کے دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں لازماً دور دور تک سنی گئی ہوں گی.....“ اعظم نے جواب دیا۔

”اڈہ تو پیراہیں چل.....“ عمران نے کہا۔

”اگر تم کہو تو میں اور صفدر جا کر پہلے چیک کر لیں کہ کیا واقعی وہاں فوج آئی ہے یا نہیں..... ہم دوڑتے ہوئے جائیں گے.....“

تور نے کہا۔

”تم نے وہاں صرف فوجیوں کو ہی چیک نہیں کرنا، ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی وہاں آمد کس سواری پر ہوئی ہے۔ اگر جیپ ہو یا پہلی کا پڑ تو پھر ہمارا کام بن جائے گا اور اگر وہ بھارے بھی ہماری طرح پیڈل مارچ کرتے ہوئے آئے ہیں تو پھر سوائے ہمدردی کے اور ان کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا جاسکتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑا اور صفدر مسکراتے ہوئے مڑے اور پھر تیزی سے واپس دوڑتے ہوئے ایک موٹر گھوم کر ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

”آپ فوج سے پہلی کا پڑ حاصل کرنا چاہتے ہیں.....“ کیپٹن ہیل نے پوچھا۔

”پہلی کا پڑ تو بالمر مجبوری والی بات ہے ورنہ اگر جیپ مل جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ پہلی کا پڑ میں ٹرانسمیٹر ہوگا اور ہمارے لئے جواب دینا مشکل ہو جائے گا.....“ عمران نے کہا اور کیپٹن ہیل نے اثبات میں سر ہلکا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دوبارہ دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر صفدر اور تنویر موٹر سے گھوم کر سامنے آ گئے۔

”کوئی فوجی وہاں نہیں آیا۔ ویسی ہی صورت حال ہے جیسے ہم چھوڑ کر آئے تھے.....“ صفدر نے قریب آکر کہا۔

”اس کا مطلب ہے یہاں ایسی فائرنگ اور دھماکے معمول کی بات ہے۔ ہر حال آؤنی اعمال آگے چلے ہیں.....“ عمران نے کہا اور ایک

پندرہ بیس فوقی لازماً پہنوں کی پرہوشی ہیں اور باقاعدہ ادھر ادھر پہناؤں پر انہوں نے مورسے لگائے ہوتے ہیں۔ اور جس وقت ان کا پیچا ہے جس آدمی کو بھی پائیں مار ڈالیں، جہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا..... اعظم نے کرہناک لمحے میں جواب دیا۔

”تو چلو ادھر چلو۔ ان فوجیوں سے منٹا آسان ہے“..... عمران نے کہا اور اعظم نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ غصہ راجھوں پر چلے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے تھیلوں میں موجود بند خوراک کے ڈبے نکال کر خوراک کھائی۔ پانی کی بوتلوں سے پانی پیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ تازہ دم ہو کر آگے بڑھ گئے طویل اور جگر دار راستوں سے گزرتے ہوئے وہ سہ پہر کے وقت ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔

”وہ جتاپ سلسلے پہاڑی نظر آرہی ہے۔ اس کے دامن میں فوقی ہوئی ہے اور جہاں سے ہم جیسے ہی آگے بڑھیں گے وہ ہمیں لازماً گھیس نہ لیں گے، چیک کر لیں گے“..... اعظم نے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دیر ایک چٹان کی اوٹ میں رکا ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔

”سوز اور نعمانی..... میرے ساتھ چائیں گے باقی ہمیں رکھیں گے ضرورت پڑنے پر ہمیں ٹرانسمیٹر جیسے ہدایات دوں گا“..... عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے سوز اور نعمانی کو ہدایات دینی شروع کر دیں، اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے جگہ جگہ انداز میں چٹانوں کی اوٹ لپیٹے لڑنے آگے بڑھتے چلے گئے..... عمران ان کے جانے کے کچھ دیر بعد

بار پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

”بلک ہاؤنڈز کے ہینڈ کو ارنر، جب تک ہاتھ نہ ڈالا جائے گا، وہ وقت تک ان کی پوری طرح سرکوبی نہیں ہو سکتی“..... صفدر نے کہا۔

”اسی لئے تو میں کوشش کر رہا تھا کہ کم از کم ایک زندہ آدمی ہاں لگ جائے تو اس سے ان کے ہینڈ کو ارنر کا چہ نگا یا جاسکتا تھا، لیکن زندہ ملا وہ بھی مردوں سے بدتر حالت میں تھا“..... عمران نے حیرت دہشتے ہوئے کہا۔

”جتاپ..... سردار آصف کو ضرور ان کے متعلق علم ہوگا اجتنائی شاطر اور چالاک آدمی ہے“..... اعظم نے کہا تو عمران انہیں اچھوٹک پڑا۔

”اوہ ہاں..... اس کا تو خیال ہی میرے ذہن سے نکل گیا واقعی وہ اہم مرد ہے اور اب جب کہ یہ بات یقینی ہو چکی ہے ہمارے خلاف بلک ہاؤنڈز کام کر رہے ہیں تو سردار آصف کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے لیکن سردار آصف تک پہنچنا کیسے جاسکتا ہے..... عمران نے کہا۔

”سردار آصف تک پہنچنے کا ایک راستہ تو ہے لیکن اس راستے ایک فوجی ہو کر موجود ہے، اور وہ لوگ ہمیں کسی صورت بھی آگے جانے دیں گے“..... اعظم نے کہا۔

”اندازہ کتنے فوجی ہوں گے وہاں“..... عمران نے پوچھا۔

ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک پٹان کی اوٹ میں رک کر اس نے سر باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے بون پر مسکراہٹ سی تیر گئی۔ اس نے بڑی سی پٹان کی اوٹ میں دو فوجیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ قمر موس میں سے چائے نکال کر اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے ساتھ پڑی ہوئی تھیں اور ان کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران نے اپنی پیشہ پر لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا کر سائیکسٹرنگاریو اور نکالا اور پھر اس کا رخ ان میں سے ایک کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تھکک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک ایک فوجی کی گردن کو چھیدتی ہوئی نکل گئی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے دھڑام سے پہلو کے بل اس طرح گرا جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر اہو۔

”لگ لگ کیا ہوا جمیں؟“ دوسرے نے حیران ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران بھلی کی سی تیزی سے دوڑنا ہوا اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ریو اور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مارا اور وہ بھی گی جیج مارا ہوا لیچر گر اور اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران کی لات چلی اور اس بار دھڑام سے وہ نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے پٹان کی اوٹ سے اپنے ساتھیوں کو چیک کرنا شروع کیا اور کچھ دیر بعد اس نے ستور کی ایک تھک دیکھی۔ عمران نے سڑ کر جلدی سے اس فوجی کی بوتیل مار مار کر شروع کر دی۔ اس نے جان بوجھ کر دوسرے فوجی کو ہلاک کیا تھا کیونکہ اس کا وہ وقت امت عمران

آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پٹل موجود تھا۔ وہ بڑے عمدہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ اپنا تک ٹھیک ایک پٹان کی اوٹ میں دب گیا۔ کیونکہ اس نے دائیں طرف ایک پٹان کے نیچے ایک فوجی کو سر باہر نکال کر اس طرف تھک دیا۔ ساف دیکھ لیا تھا جس طرف ستور اور نعمانی گئے تھے۔ عمران نے اس میں موجود پٹل کو اس سپاہی کی طرف سیدھا کر لیا لیکن وہ سپاہی نے کھوں تک دیکھنے کے بعد ایک بار پھر پٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ ستور اور نعمانی نے بھی اسے چیک کر لیا تھا اس لئے وہ اپنی جگہوں پر دب گئے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس کا رخ چوکی کی بجائے اس پٹان کی عقبی طرف کو تھا جہاں وہ سپاہی موجود تھا۔ عمران کے قدموں میں تیزی آنکھی تھی اونچی نیچی گھاس اور تھالیوں کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہ دوڑ سکتا تھا اور تھالیوں کی وجہ سے اس کی نظر انداز آسانی سے ہو جاتی لیکن بہر حال اس کی رفتار پھٹے سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

”مجھے یقین ہے کہ میں نے دو افراد کو دیکھا ہے جو پٹانوں کے نیچے سے نکلے تھے لیکن پھر وہاں کوئی حرکت نظر نہیں آتی۔“ ایک آدمی عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران نے قدم آہستہ کر لئے۔

”نہیں وہم ہوا ہے نا۔“ اور پھر اس طرف کون آئے گا۔ اگر کسی کے آنے کا کوئی شائق نہیں ہے۔ جو کوئی بھی آئے گا۔ راستہ طرف سے ہی آئے گا۔“ ایک اور آواز سنائی دی اور عمران جو

”سیرے ساتھ ہے اور“..... حور نے جواب دیا۔

”تم دونوں وہیں رہو توڑی دیر بعد میں فوجی یونیفارم پہنے
جہاز سے بائیں طرف دو سو میٹر کی بلندی سے نیچے اتروں گا۔ نشانی کے
خود پر ہیں گن کو نانی سے پکڑے رکھوں گا۔ سیرانام داس ہے۔ میں تم
دونوں کو گن پوائنٹ پر چوکی کی طرف لے جاؤں گا۔ اور پھر جیسے ہی
میں فائر کا لفظ کہوں تم دونوں نے وہاں موجود دہر شخص پر فائر کھول دینا
ہے۔ سوائے بڑے افسر کے۔ اسے میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔ سمجھ گئے
ہو اور“..... عمران نے کہا۔

”ہاں سمجھ گیا ہوں اور“..... دوسری طرف سے حور نے جواب
دیا اور عمران نے اور ایڈیٹل کہہ کر ونڈ بین دیا کر وایج ٹرانسمیٹر تک
کیا اور پھر محکمہ کر اس نے زمین پر بے ہوش بڑے ہونے فوجی کا ناک
اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں
حرکت پیدا ہوئی تو عمران نے اس کی مطمئن گن اٹھا کر اس کی نال
اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خیر دار حرکت مت کر ورنہ جھپٹی کر دوں گا“..... عمران نے
اس کے ہوش میں آتے ہی سر ہلکے میں کہا۔

”لگ لگ کون ہو تم..... تم تو.....“ داس کے گلے میں
حیرت تھی۔

”میں نے جہازی یونیفارم عارضی طور پر لی ہے لیکن اگر تم نے مجھ
سے تعاون نہ کیا تو پھر میں تمہیں جیسے گولی مار کر ختم کر سکتا ہوں

میں سے یکسر مختلف تھا جب کہ اس فوجی کا قد و قامت تقریباً اس سے ملتا جلتا
تھا لیکن جسامت میں وہ اس سے ذرا فربہ تھا اس لئے عمران کو یقین تھا
کہ اس کے جسم پر موجود جھٹ سیاہ لباس کے اوپر یونیفارم بالکل فٹ
آجائے گی اور پھر ہوا بھی لیسے گی۔ یونیفارم اس کے جسم پر واقعی لب
فٹ نظر آرہی تھی۔ عمران نے ٹوٹی اٹھائی اور اسے سر پہن کر اس نے
بتدی سے یونیفارم کی جیبوں کی تلاش مینی شروع کر دی اور جیب میں
موجود ایک کارڈ نکال آیا جس پر اس سپاہی کا نام، نمبر اور دوسرے
ضروری کوائف درج تھے۔ کارڈ کے مطابق اس کا نام داس تھا۔ عمران
نے کھائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا بین اور سوئیوں کو مخصوص بند سوں پر
ایڈجسٹ کر کے اس نے بین کو تھوڑا سا دبایا تو ڈائل پر چھ کا پندہ
تیزی سے چلنے لگنے لگا۔

”ایلی ایلی عمران کا لنگ حور اور“..... عمران نے گھڑی کو منہ
سے لگاتے ہوئے کہا۔

”میں حور ایڈیٹلگ یو اور“..... ہند لمحوں بعد ہی حور کی آواز
سنائی دی۔

”کیا پوزیشن ہے چوکی کی اور“..... عمران نے پوچھا۔
”چوکی پر دو جیس ہیں اور سترہ اٹھارہ کے قریب فوجی نظر آرہے ہیں۔ دو
بڑے بڑے ہفتہ کمرے ہیں اور“..... حور نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”نعمانی کہاں ہے اور“..... عمران نے پوچھا۔

عمران پر جھلانگ لگا دی لیکن عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا اور پھر جیسے ہی داس حملے کے زور کی وجہ سے دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے جیب سے سائیکلسرنگار بواور نکالا اور اس سے پہلے کہ داس رک کر مڑتا ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی کھنٹی میں سوراخ کرتی چلی گئی اور دو ٹکڑوں میں ٹوٹ کر ہٹو کے بل گرا اور جھلکے تھپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کھنڈی میں گولی گرنے کی وجہ سے اس کے منہ سے بس ہلکی سی جھنجھل سکی تھی۔

”تم نے خود اپنی موت کا سامان کر لیا ہے داس ورنہ میں تو تمہیں اس بے بسی کے عالم میں گولی مارتے ہوئے بچکا رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں باندھ کر جہاں سے چلا جاتا.....“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسرے فوق کی مشین گن اٹھا کر اسے کانٹے سے لٹکایا اور اپنی والی مشین گن کو نال سے پکڑ کر وہ اونچی پٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا بعد سر طور اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اوسر آجاؤ عمران اوسر.....“ نیچے ایک سائیل سے طور کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی طور ایک پٹان کی اوٹ لے کر کودا ہوا گیا عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس سے ذرا فاصلے پر موجود نعمانی بھی اٹھ کر کودا ہوا چکا تھا۔

”نعمانی میرے والا تھیں جہارے پاس ہے۔ اس میں سے میک اپ پاکس نکالو۔ اب میں نے سکیم تبدیل کر دی ہے کیونکہ ہو سکتا

ورنہ تمہاری ورنہ یہ یو شیوارم تمہیں واپس مل جائے گی اور تم ورنہ بھی رہو گے۔“ بولا کیا کہتے ہو..... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”لگ لگ کیسا تعاون..... میں سمجھا نہیں.....“ داس نے حیران ہو کر کہا۔

”جہارا نام داس ہے ناں.....“ عمران نے کہا۔

”ہاں میرا نام داس ہے.....“ داس نے جواب دیا۔

”اور جہارے ساتھی کا نام ناہو تھا۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے.....“ عمران نے کہا اور داس کا چہرہ ٹھٹکتا زور دینا گیا۔

”ہاں اس کا نام ناہو تھا.....“ داس نے ہونٹوں پر زبان بھیرتے ہوئے جواب دیا۔

”اس بھوکے کیا کیا نام اور نمبر ہے۔ اور یہاں کا انچارج کون ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”بھیر جو کی نمبر تین سو ایک۔ انچارج کا نام کمپشن شرما ہے۔ تحرر جالین سے ہمارا تعلق ہے.....“ داس نے جواب دیا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں جانتے ہو.....“ عمران نے کہا۔

”سنا ہے لیکن جانتا نہیں ہوں.....“ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اٹھ کر کمرے ہو جاؤ.....“ عمران نے مشین گن ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور داس تیزی سے اٹھ کر کودا اور پھر وہ اٹھتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے بڑے ماہر انداز میں

”اوہ اچھا..... ٹھیک ہے..... میں مزید محتاط رہوں گا.....“
 تور نے کہا اور عمران ہاتھ میں مٹھین گن بکڑے تیزی سے چٹان کی
 اوٹ سے نکلا اور پھر چوکی کی طرف اترتا چلا گیا جو کافی نیچے گہرائی میں نظر
 آ رہی تھی۔ سوچی پر موجود فوجیوں نے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر وہ دوبارہ
 گنگھو میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے کمرے سے ایک مضبوط جسم کا
 نوجوان باہر آیا۔ اس کے کاندھے پر کپٹن کے ستار موجود تھے۔ وہ
 حیرت سے عمران کو اپنی طرف آنکھ دیکھ رہا تھا۔

”تم ڈیوٹی چھوڑ کر اس طرح کیوں بھاگے چلے آ رہے ہو اس“
 کپٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیپٹن..... ادھر اوپر میں نے ایک کھائی میں لاش پڑی ہوئی
 دیکھی ہے جو آدمی سے زیادہ بچی ہوئی ہے۔ شاید درندوں نے اسے
 کھا یا ہے۔ کیسے میرے ساتھ.....“ عمران نے قریب جاکر داس کے
 لہجے میں اس طرح پاپٹے ہوئے کہا جیسے وہ تیزی سے دوڑنے کی وجہ سے
 ہانپ رہا ہو۔

”لاش..... کیا کہہ رہے ہو..... کہاں ہے لاش.....“ کپٹن نے
 حیرت سے اچھلنے ہوئے کہا اور اس کی آواز سننے ہی ارد گرد موجود فوجی
 بھی چونک پڑے۔

”میں دکھاتا ہوں.....“ عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔
 اور کپٹن بھی اس کے پیچھے مڑ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی سپاہی بھی
 تیزی سے ان کے پیچھے آنے لگے۔ عمران کی رفتار کافی تیز تھی۔ اس نے

ہے کہ یہ لوگ ہمیں دیکھتے ہی فائر کھول دیں۔ اس لئے میں اب آگیا
 سلسلے جادوں گا جب کہ تم دونوں میرے پیچھے چپ کر آؤ گے۔ پھر جیسے
 ہی میری طرف سے فائر کی آواز سنائی دے تم نے بھی فائر کھول دینا ہے
 لیکن بس یہ خیال رکھنا کہ کہیں تجھے بھی ان کے حساب میں ڈال کر فائر
 نہ کر دینا.....“ عمران نے کہا۔

”جہیں تو سب سے پہلے گولی ماروں گا.....“ تور نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”سوچ لو.....“ شہید زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے تجھے مار کر بھی ہمیں
 میدان صاف نہیں ملے گا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 تور بے اختیار فحش پڑا۔ وہ عمران کی گہری بات کو سمجھ گیا تھا۔

”یہ لیجئے میک اپ باکس.....“ نعمانی نے قھیلے میں سے ایک
 چھوٹا مگر بڑا میک اپ باکس نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے
 کہا اور عمران نے میک اپ باکس کھولا اور لپٹے چہرے پر میک اپ
 کرنا شروع کر دیا۔ باکس میں آئینہ نصب تھا اس لئے اسے میک اپ
 کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ سنٹ بعد اس کا چہرہ بدل چکا
 تھا اور عمران نے مٹھین ہو کر باکس بند کر کے واپس نعمانی کو دیا اور
 ساتھ ہی مٹھین گن بھی۔

”محتاط رہنا ہو سکتا ہے اور ادھر بلند ہی پر اور بھی فوجی ہوں۔ پہلے
 بھی تم بال بال بچے ہو۔ ورنہ میں تو شہید رقیب کہتا تم اصل شہید بن
 چکے ہوتے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ کافی آگے نکل گیا اور پھر لچکت وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہوا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر کھول دیا۔ بہت دھم کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماحول ان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے فائر کھولنے ہی کے بعد سے حصور اور نعمانی نے بھی فائر کھول دیا اور جب ہی انھوں میں دھماکے لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں۔ عمران نے جان بوجھ کر کیپٹن کو گولی مارنے سے گریز کیا تھا اور کیپٹن نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی تیزی سے ایک پتھر کی اوٹ کی طرف ہجرت کی تھی۔ دوسرے فوجیوں نے بھی دودھ کی اوٹ لینے کی کوشش کی تھی لیکن مقبلی طرف سے ہونے والے فائر نے انہیں موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا۔

کیپٹن شرما اپنی گن بھینک کر ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ اس وقت دو مشین گنوں کی زد میں ہو..... عمران نے جمع کر کہا اور دوسرے لمحے کیپٹن شرما اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے اپنا ریوٹر اور ایک طرف بھینک دیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ سر پر رکھنے کی وجہ سے وہ فوجی تھا اس لئے اس کی تربیت ہی اسی انداز میں کی گئی تھی کہ جب مواقع ختم ہو جائیں تو فوجی کو اپنی جان بچا کر قیدی بن جانا چاہیے۔ اس طرح مزید مواقع مل سکتے ہیں ورنہ مرنے کی صورت میں ظاہر ہے مزید کسی موقع کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے کیپٹن شرما نے بھی اصول کے تحت ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

”واہیں چو کی کی طرف چلو.....“ عمران نے اوٹ میں سے ہی کہا اور کیپٹن شرما اسی طرح سر پر ہاتھ رکھے واہیں مڑا اور فوجی کی طرف

جانے لگا۔ عمران بھی اب اوٹ سے نکلا اور مشین گن ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے چلتا ہوا چو کی کی طرف جانے لگا۔ اسی لمحے چو کی کی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک پڑا۔ مگر یہ آوازیں چند لمحوں میں ہی ختم ہو گئیں۔

”آج آؤ چو کی خالی ہے.....“ فوجی سے نعمانی کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا کیپٹن شرما کو لئے چو کی میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک اوٹ میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کے کہنے پر حصور نے کیپٹن شرما کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ دیئے۔

”تم اب جا کر باقی ساتھیوں کو لے آؤ.....“ عمران نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا اور نعمانی سر ہٹاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”میں باہر کا خیال رکھتا ہوں.....“ حصور نے از خود کہا اور وہ بھی باہر نکل گیا۔ کیپٹن شرما کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کا چہرہ دسا ہوا تھا اور آنکھوں میں غم و افسوس کے آثار تھے۔

”تم کون ہو.....“ حرمت پسند تو نہیں لگتے..... کیپٹن شرما نے حصور کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام داس ہے کیپٹن.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی خاندان میک اپ کیا ہے کہ میں اتنے قریب سے بھی نہ پہچان سکا اور اب بھی جہازے ساتھیوں اور جہازی اس کارروائی کی وجہ سے میں نے پہچانا ہے کہ تم داس نہیں ہو سکتے۔ لیکن

کے عین مطابق ہوا تھا۔

”کیا..... کیا مطلب تم ان کے دشمن نہیں ہو..... پھر تپہ پوچھنا یہ قتل و غارت یہ سب کچھ..... کوپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”تم صرف عام سے فوجی ہو کیپٹن شرما۔ ہمیں ان گہری باتوں کا علم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ میرے سیشن کا تعلق بھی بلیک ہاؤنڈ کی طرح کافرستان کی ایک اور تنظیم نل رائٹ سے ہے۔ کچھ لوگ بلیک ہاؤنڈ کے خلاف خفیہ کام کر رہے ہیں۔ انہیں سامنے لانے کے لئے ہمیں یہ لائحہ عمل اختیار کرنا پڑا ہے۔ اب وہ ہمیں بلیک ہاؤنڈ کا دشمن تصور کر رہے ہیں۔ اچھے اور پھر ہمارے ساتھ مل جائیں گے اس کے بعد کیا ہو گا اس بات تو تم بہر حال سمجھ ہی سکتے ہو“..... عمران نے جواب دیا۔

”سواری کچھ جہادی اس بات سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ کوئی حکومت صرف چند لوگوں کو سامنے لانے کے لئے اپنے فوجی نہیں مردا سکتی۔ تم غلط بیانی کر رہے ہو“..... کوپٹن شرما نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاں پورا ملک ڈاؤپر لگ جائے کوپٹن شرما وہاں چند قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں اور پھر فوجی ملک کے مفاد کے لئے قربانی دینے کے لئے ہی حیار کیے جاتے ہیں۔ بہر حال تم اب میرے سوال کا جواب دو۔ اب تک بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کو شش کر رہا ہوں کہ کافرستان کا

جہاد ایک آپ کا انداز، جہادی فائرنگ کا انداز اور جہاد سے ساتھیوں کے چہرے یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم بہر حال حریت پسند نہیں ہو۔ پھر تم کون ہو اور تم نے اس قدر قتل و غارت کا مظاہرہ کیوں کیا ہے..... کیپٹن شرما نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم خاصے ذہین نوجوان ہو۔ اور میں ذہانت کی قدر کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں نے ہمیں جان بوجھ کر زندہ رہنے کا موقع دیا ہے ورنہ ظاہر ہے پہلی گولی جہاد سے سینے پر ہی پڑتی۔ کچھ تم سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ بلیک ہاؤنڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اگر تم بتا دو گے تو ہم صرف سبھاں سے جہادی پیسے لے کر اپنے جانیں گے۔ تم بعد میں اپنے ہاتھ چھڑا کر اپنی زندگی بچا سکتے ہو۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم خود اسے لکاش کر لیں گے اور سبھاں سو جو دلا لاشوں میں جہادی لاش کا بھی انصاف ہو جائے گا“..... عمران نے سر دھجے میں کہا۔

”ہمیں بلیک ہاؤنڈ سے کیا دشمنی ہے“..... کیپٹن شرما نے جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔ وہ اس ماحول میں جس انداز میں باتیں کر رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔

”تم نے کیسے سمجھ لیا کہ مجھے ان سے دشمنی ہے“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کیپٹن شرما کے اس سوال پر حیرت ہو رہی ہو اور اس کے اس انداز کا رد عمل کیپٹن شرما پر بالکل اس کی توقع

ایک افسر نکال جائے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سوری مسٹر۔۔۔۔۔ مجھے ہی کیا شاید ہمارے کمانڈر انچیف کو بھی بلیک ہانڈز کے ہیڈ کو اڈر کا علم ہوگا۔ ہم نے بھی صرف ان کا نام سنا ہوا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”او۔۔۔۔۔ کے جہادی برہمنی اب میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے اغمیستان سے ششیں گن ایک طرف دنگی اور جیب سے مشین پشیل نکال کر اس نے اس کی نال کیپٹن شرانے گردن پر رکھ دی۔

”میں درست کہہ رہا ہوں تم یقین کر دوں درست کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے اس بار گھبرائے ہوئے اور بے چین سے لہجے میں کہا۔

”صرف تین تک گنوں گا۔۔۔۔۔ عمران کا پیر یلگت سر ہو گیا۔

”ایک۔۔۔۔۔ دو۔۔۔۔۔ عمران نے گنتی شروع کر دی۔

”دک ہانڈز کا جواز کچھ مجھے معلوم ہے وہ بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔

کیپٹن شرانے خوف بھری ہنسی ہوئی آواز میں کہا۔

”بولے جاذور۔۔۔۔۔ میں تین کہہ دوں گا اور اس کے ساتھ ہی۔۔۔۔۔

عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ بلیک ہانڈز کا ہیڈ کو اڈر راہولی

میں ہے اور اس کا سربراہ کوئی سین نام کا آدمی ہے۔ اور بس۔۔۔۔۔

اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے کہا۔

”راہولی میں کس جگہ۔ راہولی تو بہت بڑا شہر ہے۔۔۔۔۔ عمران

نے بوجھا۔

”وہ خفیہ گروپ ہے۔ ظاہر ہے خفیہ ہی اڈہ ہوگا۔ اب وہاں بورڈ چکر تو بیٹنے سے رہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے مچلتے ہوئے لہجے میں ایسا دور عمران مسکرا دیا۔

”او۔۔۔۔۔ کے جہادی مچلتا بتا رہی ہے کہ تم کچھ رہے ہو۔ اس نے اب صرف اتنا بتا دو کہ تمہیں اگر جہاں امیر جیسی ہیلی کاپٹر کی ضرورت پڑے تو تم کون سے اڈے سے منگواؤ گے۔۔۔۔۔ عمران نے بوجھا۔

”قمری قمری دن اڈے سے ٹرانسمیٹر کال پر وہ فوراً پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے کہا۔

”فریکوئنسی بتاؤ میں جہادی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طرف ہٹ کر مطمئن پشیل جیب میں ڈالے ہوئے کہا اور کیپٹن شرانے آنکھوں میں یلگت چمک سی ابھرائی اور عمران اس چمک کو دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ کیپٹن شرانے آنکھوں میں یہ جگ کیوں ابھری ہے۔ کیپٹن شرانے فوجی انداز میں سوچ رہا تھا کہ انھوں کو ڈکے کے ساتھ وہ اڈے کو کہاں کے بارے میں خطرے کا لفظ بھانڈا ہے گا۔ اس طرح اسے فوری انداز میں سن سکتی ہے۔

”میں بتاتا ہوں تم میری بات کر آؤ میں ابھی ہیلی کاپٹر منگوا لوں گا۔۔۔۔۔ کیپٹن شرانے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے مزے کر کے الماری میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے ایک مین پر رکھ دیا۔

کپٹن شرما نے فریکے نسی بتائی تو عمران نے اس پر فریکے نسی ایڈجسٹ کر کے شروع کر دی۔

”کوڑ کیا ہے ہیں۔ مجھے پہلے بتا دو تاکہ میں چیک کر سکوں کہ کوئی غلط بات تو نہ کرو گے۔“ عمران نے کہا اور کپٹن شرما ہلڈی سے کوڑ بتا دیتے۔ قاضی نے وہ تو دل سے چاہتا تھا کہ عمران کی بات اڈے سے کرا دے اور عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف موجود ایک کپڑا اٹھایا اور پھر اس نے کپٹن شرما کے جیسے اور کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ کپٹن شرما کے جیسے اور آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے عمران کی خلاف توقع حرکت پر حیرت ہو رہی تھی۔

عمران نے فرانسسز آن کیا اور کپٹن شرما کی آواز میں کال شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کپٹن شرما رام پوسٹ نمبر تھری زرو دون۔ جیسے ہو۔“ عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

”میں کپٹن میں کمانڈر ایئر پوسٹ بول رہا ہوں کوڑا اور۔“ جتند لہوں بعد فرانسسز سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور عمران جواب میں کپٹن شرما کے بتائے ہوئے کوڑا ہر اسیٹے۔

”او۔ کے۔“ کیوں کال کی ہے اور۔“ اس بار وہ طرف سے بولنے والے کا لہجہ بھی نازیل تھا۔

”ہمیں ایک اہم مشن پر فوری طور پر روانہ ہونی چھوڑنا ہے۔“

ساتھیوں کے ساتھ ٹاپ سیکرٹ ایئر بیس مشن ہیلی کاپٹر بھجوا دو اور ساتھ ہی ریلے کی ایئر پوسٹس کو اطلاع بھی۔ اور سنوٹم نے فوری طور پر واپس بھی آنا ہے۔ اس لئے پائلٹ کو بریف کر دینا اور۔“ عمران نے کہا۔

”او۔ کے میں بھجوا دیتا ہوں اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اور ایڈجسٹل کہہ کر فرانسسز آف کر دیا۔ اسی لمحے حضور اور داخل ہوا۔

”ساتھی آپس ہیں۔“ اس نے حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”انہیں فوراً آؤٹ لینے کے لئے کہو اور تم بھی باہر جا کر آؤٹ لے لو ہیلی کاپٹر یہاں پہنچنے والا ہے۔ ہم نے فوری طور پر اس پر قبضہ کرنا ہے۔“

پائلٹ کو زور دیا ہوا تھا۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور حضور سر ملتا ہوا تیزی سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ عمران بھی اس کے پیچھے چیک پوسٹ سے باہر آ گیا۔ حضور نے چیخ مچا کر اوپر ہلڈی سے آنے والے ساتھیوں کو آؤٹ میں ہونے کی ہدایت دینی شروع کر دی اور تیزی لہوں میں وہ سب تیزی سے آؤٹ میں ہو کر نظروں سے غائب ہو گئے۔

”پائلٹ کو لاشیں نظر نہ آئیں۔ انہیں ہٹانے کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا اور نہ کال سے پہلے میں انہیں بتا دیتا۔“ عمران نے ہونٹ ہٹاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ واقعی ہلڈی پر ہونے کی وجہ سے اسے لاشیں صاف دکھائی

ہا ہر آہستہ سے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں شراب موجود تھا۔
 تنور نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کا ہاتھ دیا کر اسے روک
 دیا۔ پائلٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ٹکڑے کھلے
 دروازے سے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 اور عمران مسکراتا ہوا اوٹ سے نکلا اور پنکھوں کے بلن دوڑتا ہوا
 دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 پائلٹ کرسی پر بندھے کچھن شراب کے منہ سے رومال باہر نکال رہا تھا۔
 "خیر وار ساتھ اٹھاؤ۔" عمران نے اس کی پشت پر ہتھ پکڑ کر کہا۔
 پائلٹ پھلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور پائلٹ
 تھکتا ہوا اچھل کر دو قٹ بیچے جا کر اسے اسی لمحے تنور نے ہاتھ میں موجود
 مشین گن کی نال آگے بڑھ کر اس کے سینے پر رکھ دی۔ اور پائلٹ کے
 چہرے پر ناگفت سبے بے خوف کے تاثرات ابھرا آئے۔ اس کی آنکھیں
 بھٹ گئی تھیں۔

"لگ لگ کون ہو تم۔" اس نے بھٹے بھٹے لہجے میں کہا۔
 "نیچے ہٹ جاؤ اور اسے اٹھنے دو۔" عمران نے کہا اور تنور دو
 قدم بیچے ہٹ گیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ سسر۔" عمران نے خراستے ہوئے کہا۔
 عمران پھلے ہی دیکھ چکا تھا کہ پائلٹ کا ربوہ اور سائیڈ میز پر ہوا تھا اس
 لئے وہ مطمئن تھا، اور پائلٹ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا

وہی گی۔ تم فوراً اسے دوبارہ کال کرو۔" تنور نے بے چارے
 میں کہا۔

"اب موقع نہیں ہے۔ وہ وہاں سے چل پڑا ہو گا۔" عمران
 کہا۔ اور تنور سر ہلا کر رہ گیا اور پھر واقعی پانچ منٹ بعد انہیں
 ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ عمران اور تنور تیزی سے
 میں ہو گئے ہیلی کاپٹر قریب آیا تو ایک جھٹکا کھا کر وہ تیزی سے
 طرف کو بڑھا جہاں دھڑلوان پر فوجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں
 ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک چکر چوکی کے اوپر اڑا
 کے اور گرد لگایا اور اس کے بعد وہ تیزی سے چوکی کے عقبی
 قدرے بلندی پر اتر گیا اور عمران مسکرا دیا اسے بس صرف ایک بار
 تھا کہ پائلٹ کہیں لاشیں دیکھ کر واپس نہ چلا جائے لیکن پائلٹ
 تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر
 کی تھی کہ پہلے چکر لگا کر ماحول کا جائزہ لیا تھا۔ اور پھر وہاں کسی
 کوئی حرکت نہ دیکھنے کے باوجود اس نے احتیاطاً ہیلی کاپٹر بلندی
 فاصلے پر اتارا تھا۔ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک
 صورت حال مطمئن نہ کرے گا۔ اسے کوئی کڑا کسمیرہ نکال بھی نہ کرے
 اس لئے یہ مطمئن تھا اور پھر ہیلی کاپٹر سے پائلٹ نیچے اتر ا۔
 ہاتھ میں ربوہ اور تھا اور وہ بڑے چوکے انداز میں ادھر ادھر دیکھ
 آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوکی کے
 پہنچ گیا۔ عمران اور تنور ڈراہٹ کر چپے ہوئے تھے۔ کچھ دیر پائلٹ

”راہولی تک راستے میں کتنی اتیر چیک پو سٹس ہیں۔“

عمران نے پوچھا

”دس۔“ اجیت نے جواب دیا۔

”کیا کوڑے ہوا ہے۔۔۔۔۔ راستے کے لئے۔“ عمران نے

ظنک لگے میں پوچھا۔

”بھلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔“ اجیت نے کہا۔ اور اسی لمحے

تور اور باقی ساتھی کرے میں داخل ہوئے۔

”تور اجیت صاحب سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ اس لئے

میرا خیال ہے ان کی دوچار ہڈیاں توڑ دینی چاہیں۔“ عمران نے

ظنک لگے میں تور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی لو۔ یہ تو معمولی بات ہے۔“ تور نے سادہ سے لگے

میں کہا اور پھر اس سے بھلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کہہ اجیت کی جمع

سے گونج اٹھا تور کا بھروسہ تھا اس کے جبر سے پرہیز تھا اور اجیت جس

کر کسی پریشا ہوا تھا اس سمیت اچھل کر نیچے زمین پر جا گرا۔ اور نیچے گر

کر وہ لڑکھ کر ایک طرف گلیا ہی تھا کہ تور کی لات حرکت میں آئی اور

بھروسہ ضرب لہیت کی پسیلیوں پر پڑی۔ اور اجیت کی کرہناک چیخوں

سے کہہ گونج اٹھا۔ تور کسی مشین کی طرح مسلسل ضربیں لگاتے چلا

بارہا تھا۔

”بتانا ہوں بتانا ہوں مت مارو مت مارو۔“ ٹانگت اجیت نے

کرہناک آواز میں جھپٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اشارے پر تور بچھے

”اجیت۔۔۔۔۔ میرا نام اجیت ہے۔“ پانگٹ نے رک رک کر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو اور اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت

کرے تو گولی سے لڑاؤ۔“ عمران نے تور سے کہا۔ وہ مسلسل بغیر

نام لئے تور کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور تور نے چند لمحوں میں ہی

عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ اجیت نے کوئی مزاحمت ہی نہ کی تھی

”اب جا کر ساتھیوں کو لے آؤ۔“ عمران نے تور سے کہا اور

تور سر ہلاتا ہوا سزا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مسٹر اجیت۔۔۔۔۔ کیپٹن شرمانے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اگر

تم بھی اس کی طرح ذمہ دہنا چاہتے ہو تو جہیں بھی ہمارے ساتھ

تعاون کرنا ہو گا ورنہ تم بکری ہوئی لاٹھیں بھیلے ہی دیکھ چکے ہو۔ ان

میں جہادی لاش کا بھی السافہ ہو جائے گا۔“ عمران نے سر دھلے میا

کہا۔

”گلک گلک کس قسم کا تعاون اور کون ہو تم۔“ اجیت نے

چونک کر کہا۔

”جہادے ایلی کا پڑ میں اس سارے علاقے کا اتیر روٹ موجود ہو گا

..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے بات کرتے

ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔۔۔ موجود ہے ہر اتیر گرفت میں ہوتا ہے۔“

اجیت نے جواب دیا۔

ہٹ گیا۔

”اسے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھا دو“..... عمران نے کہا اور تنور
نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک
اور کرسی پر اس طرح پھینک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی غیر
ضروری بوجھ ہو..... اہیت کا چہرہ تھپ کی شدت سے بری طرح جگڑا
ہوا تھا۔

”بتاؤ“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ایئر رلھکو“..... اہیت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم تعاون نہیں کر رہے..... میں نے تم سے
یہ بات صرف اس لئے پوچھی تھی تاکہ جہارے جواب سے اندازہ ہو
سکے کہ تم تعاون کر رہے ہو یا نہیں۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا کوا
جہارے کمانڈر نے دوسری چٹیک پوسٹس تک پہنچایا ہے“ ٹاپ
ایئر جنسی..... کیوں میں درست کہہ رہا ہوں.....“ عمران نے کہا تو
اہیت کے بگڑے ہوئے چہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔
”جہیں۔ جہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو وہاں موجود ہی نہ تھے
..... اہیت نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے یہاں وہ کر بھی معلوم ہے کہ وہاں کیا کیا بات ہوئی ہے۔ تو
اسے چھوڑو۔ بہر حال اب ایک موقع اور دے دیتا ہوں۔ ورنہ پھر
عبرت ناک موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ..... یہ بتاؤ کہ رلتا
میں جہار پائلٹ کو ڈک کیا ہوگا۔ سوچ لو اگر اس بار غلط بتایا تو.....“

عمران نے خڑتے ہوئے کہا۔

”فی فور..... پائلٹ کو ڈٹی فور ہے“..... اہیت نے جلدی
سے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
”اس بار تم نے سچ بتایا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”اب کیپٹن شرما اور اہیت دونوں کی یونیفارمز اتار لو۔ اور باہر
جا کر اپنے سائیکل کی لائٹوں سے بھی یونیفارم اتار لو۔ جو زیادہ خون
آلودہ نہ ہو..... جلدی کرو..... اب ہمیں فوری جہاں سے روانہ
ہونا ہے“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تنور اور نعمانی
شرما اور اہیت کی طرف بڑھے جب کہ باقی ساتھی تیزی سے باہر کو مڑ
گئے

ایک آواز سنائی دی۔

”پوسٹ کمانڈر سے بات کراؤ اور“..... منوہر نے باوقار لہجے میں کہا۔

”میں پوسٹ کمانڈر ہی بھول رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سپیشل کارڈیولوجسٹ اور“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس سر حکم کیجئے جتنا اب اور“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”ایک ہیملی کا پٹر شوگا پہاڑی پر بچھا دو فوراً ہم نے چند دشمنوں کو زخمی کرنا ہے جلدی بچھاؤ اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس سر اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور انٹرنل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے جیب سے جھونکا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو چیف سیکشن فور کالنگ اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ساگر انٹلنگ باس اور“..... آلے میں سے آواز نکلی۔

”ساگر ہوشیار رہنا۔ میں اور ماترم فوری ہیملی کا پٹر علاقے کے راولڈ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ چیک ہو جائیں تو سپیشل ٹرانسمیٹر فوری اطلاع دینا اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس باس اور“..... دوسری طرف سے ساگر نے جواب میچ

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ادھر نہ آئیں سا نہیں اور ہر ہی آنا چاہیے تھا۔
..... منوہر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں اپنے ساتھی ماترم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے باس وہ کسی اور طرف نکل گئے ہیں۔ ہمیں کسی ہیملی کا پٹر پر پورے علاقے کا راولڈ کرنا چاہیے“..... ماترم نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی یہاں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے کی بجائے ہمیں ہیملی کا پٹر حاصل کر کے انہیں چیک کرنا چاہیے“..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو چیف بلک باؤنڈڈ کالنگ ایئر پوسٹ اور“..... منوہر نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

”ییس ایئر پوسٹ ون ون انٹلنگ یو اور“..... چند لمحوں بعد

یہ ایک آیا تو اس نے ایک بار چہرہ نیچے دیکھنا شروع کر دیا کیونکہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا اور دور بین سے اس نے اس کے اندر موجود فوجیوں کو دیکھ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان کے قریب سے گزرا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”سر..... اب کس طرف جانا ہے“..... پائلٹ نے منوہر نے پوچھا۔

”لہار اونڈلیے ہوئے چلو“..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ سوڑنا شروع کر دیا۔

”کمال ہے..... یہ کیسی چوکی ہے یہاں تو ایک بھی آدمی نظر نہیں آ رہا“..... نیچے دیکھتے ہوئے منوہر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اوہ روکو روکو..... میں نے ایک لاش دیکھی ہے..... روکو ہیلی کاپٹر کو اور واپس واپس ہاتھ پر موڑ کر لے چلو“..... منوہر نے نکلت نکلت چمکتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے رخ سوڑا اور آخرت رفتار سے ہیلی کاپٹر کو اڑاتا ہوا واپس لے آیا۔

”ہاں واقعی یہ لاش ہے جو گہرائی میں اوندھے منہ پڑی ہے۔ یہاں کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔ ہیلی کاپٹر کو اس چوکی کے قریب اتار دو۔ تاکہ صورت حال کو اچھی طرح چیک کیا جاسکے“..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو چوکی کے قریب اتار دیا۔ منوہر اور مہتمم دونوں نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے پتہ کی کے گردوں کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا اور منوہر نے اوپر لیڈن آل کہہ کر سپرٹل ٹرانسمیٹر چیب میں ڈال لیا اور پھر کر کے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماترم خاموشی سے اس کے پیچھے آیا۔ یہ پہاڑی دھلوان پر بنا ہوا ایک چھوٹا سا مکان تھا جس کی چھت پر جھانپاں لگی ہوئی تھیں وہ دونوں اس مکان سے نکل کر ایک اونچی چٹان پر کھڑے ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ہیلی کاپٹر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور منوہر نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں ہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چٹان پر اتر گیا۔ اور منوہر اور ماترم دونوں اس کی طرف بڑھتے۔ گنگا کیا نام ہے قہدار“..... منوہر نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی پائلٹ سے پوچھا۔

”پر شاد بھاب“..... پائلٹ نے موڈ بان لہجے میں کہا۔

”ہم نے درسام پہاڑی کے درے اور اس کے ارد گرد علاقے کا راونڈ کرنا ہے۔ ہمیں چند دشمنوں کی تلاش ہے۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر غارتنگ ریج سے اوپر ہی رکھو گے“..... منوہر نے پائلٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ییس سر“..... پائلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ گیا جہاں منوہر کے ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں۔ منوہر آنکھوں پر دور بین، تھامے مسلسل نیچے چیک کر رہا تھا کہ اچانک دور سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر

گئی ہو۔..... منوہر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا۔

"میں قریب ایئر چیک پوسٹ کون سی ہو سکتی ہے۔..... منوہر نے پائلٹ سے پوچھا۔

"وائیں ہاتھ پر تقریباً بارہ کھو میٹر دور ایک ایئر چیک پوسٹ ہے۔ پائلٹ نے مونہا نے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں چلو فوراً۔..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایئر چیک پوسٹ کے قریب

مچل گئے۔ چیک پوسٹ سے ٹرانسمیٹر پر پائلٹ کے بارے میں پوچھا گیا اور جب پائلٹ نے اپنی شناخت کرائی اور بلیک ہاؤنڈز کے افسران

کے بارے میں بتایا تو اسے چیک پوسٹ پر اترنے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی۔ ایک مسلح جٹان پر بٹھے ہی ہیلی

کاپٹر اتر، منوہر اور مہتمم تیزی سے نیچے اترے۔ وہاں دو فوجی افسران استقبال کے لئے موجود تھے۔

"کمانڈر ایئر پوسٹ بہن اور یہ سب کمانڈر نیرتھ رام ہیں۔..... ایک فوجی افسر نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی چیک پوسٹ پر کھٹے ہیلی کاپٹر ہیں۔..... منوہر نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے۔ جناب اور ہماری چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ٹاپ ایئر چیک مشن پر راہولی گیا ہوا ہے۔..... کمانڈر بہن نے

چلے گئے۔ کرے کے اندر خون موجد تھا لیکن لاش کوئی نہ تھی۔ منوہر نے مہتمم کو ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے کے لئے کہا اور خود وہ کمروں کا اندرونی جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس اور بائیں طرف کھائیں میں دس بارہ فوجیوں کی لاشیں ہیں، اور ان میں سے کئی کے جسم پر یونیفارمز موند نہیں ہیں۔.....

مہتمم نے تھوڑی دیر بعد آکر رپورٹ دی اور منوہر اس کے ساتھ چلتا ہوا اور کو بیڑہ گیا جہاں مہتمم نے یہ لاشیں دیکھی تھیں۔

"اوہ۔..... اس کا مطلب ہے کہ چوکی پر کسی نے حملہ کر کے ۲۰ سپاہیوں کو مار دیا ہے اور ان کی یونیفارمز اناری ہیں۔..... منوہر نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں وہ ہیلی کاپٹر ابھرا جو ان کے قریب سے گزرا تھا۔

"اوہ۔..... اوہ یہ یقیناً ان پاکیشیائیوں کا کام ہو سکتا ہے وہ لوگ اور ہنگام کی طرف آنے کی بجائے اور آنے اور جہاں انہوں نے

فوجیوں کو ہلاک کیا اور ان کی یونیفارمز اور ہیلی کاپٹر لے کر روانہ ہو گئے کیونکہ یہیں جہاں ویسے ہی کھڑی ہیں۔..... منوہر نے تیز لمحے میں

کہا۔ "مگر باس ان چوکیوں پر ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہوتے۔ ہیلی کاپٹر

صرف ایئر چیک پوسٹس کے پاس ہوتے ہیں۔..... مہتمم نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے، ایسی ہی واردات کسی قریب ایئر چیک پوسٹ پر

بہشت ہیں..... منور نے کہا۔

”دشمن بہشت آپ کا مطلب حریت پسندوں سے ہے.....“
 کانڈر بنجی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ پاکیشانی بہشت ہیں اور حریت پسندوں کی امداد کے لئے
 یہاں آتے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کو ان کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ
 ہم نے درہ در سام پر ان کے گرد گھیرا ڈالا۔ لیکن وہ ہمارے چند
 ساتھیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ وہ وہاں سے نکل
 کر لازماً ہستی چٹکام پہنچیں گے۔ چنانچہ ہم نے ہستی چٹکام کے گرد مورچے
 متبھال لئے، لیکن وہ ادھر آنے کی بجائے ادھر چوکی کی طرف آئے اور
 جہاں سے ایللی کا پٹر لے کر وہ راہولی گئے ہیں.....“ منور نے کہا اور پھر
 راہولی کا نام اس کی زبان پر آتے ہی وہ اس بری طرح جھٹکا جیسے کسی
 نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک ہاؤنڈز کا
 ہیلے کو ارنڈ راہولی میں ہی ہے اور ان یمنیوں کا راہولی جانا ظاہر کر رہا
 تھا کہ وہ لوگ دراصل بلیک ہاؤنڈز کا ایٹھ کو ارنڈ چاہتے ہیں۔
 ”سر..... اگر ایسی بات ہے تو میں ٹرانسمیٹر پر پائلٹ سے بات کر
 لیتا ہوں۔ ابھی تصدیق ہو جائے گی کہ کون لوگ ایللی کا پٹر سوار ہیں“
 کانڈر بنجی نے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں واقعی بات کر دجلی کر دو.....“ منور نے کہا اور
 کانڈر بنجی نے جلی سے ایک الماری میں موجود بوتل سے ٹرانسمیٹر پر
 فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گیا ہے.....“ منور نے چیک پوسٹ کے اندرونی کمرے
 کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔
 ”آدمے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہو گا جناب.....“ کانڈر بنجی نے
 جواب دیا۔

”کون گیا ہے۔ اس پر.....“ منور نے پوچھا۔
 ”جو کی خبر تین سو ایک کے لوگ گئے ہیں.....“ کیپٹن شرما کی کال
 تھی، چنانچہ میں نے ایللی کا پٹر وہاں بٹھوایا.....“ کیوں آپ کیوں پوچھ
 رہے ہیں.....“ کانڈر بنجی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 ”تین سو ایک دی چوکی ہے جو جہاں سے چار کو میزبانیں طرف
 ہے.....“ منور نے پوچھا۔

”میں سر..... وہی ہے مگر.....“ بنجی نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا
 ”کیا آپ نے تصدیق کی تھی کہ جو لوگ ایللی کا پٹر کے لئے کال کر
 رہے ہیں وہ اصل ہیں.....“ منور کا بچہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔
 ”اصل..... کیا مطلب.....“ پانچواں دن شدہ کوڑا پس ہونے کے
 بعد ایللی کا پٹر بھیجا گیا ہے جناب.....“ کانڈر بنجی نے جواب دیا۔

”کانڈر صاحب چوکی پر موجود قدام فوجی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور
 ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند کی یونیفارمز بھی
 ڈاکر لی گئی ہیں ہمیں دو سام ہزاری روپے کے قریب ایک ایللی کا پٹر
 گزرتا ہوا دکھائی دیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس میں موجود فوجی دشمن

”میں کیپٹن شرما انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی اور منوہر نے ساتھ کمرے کا نذر بنجی کی طرف دیکھا۔
 ”یہ کیپٹن شرما کی آواز ہے جناب میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔“
 کا نذر بنجی نے اس کی نظروں کا مضمون سمجھتے ہوئے کہا۔
 ”کیپٹن شرما آپ کس وقت چوکی سے روانہ ہوئے ہیں اور“.....
 منوہر نے پوچھا۔

”نصف گھنٹہ پہلے ہو گا کیوں اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ فوراً واپس چوکی پر نہیں فوراً، ورنہ آپ کے خلاف کورٹ مارشل کیا جائے گا اور“..... منوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس ہیلی کاپٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اس کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ اس نے لاٹوں کو جس حالت میں دیکھا ہے۔ انہیں مرے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ ضرور ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے ہیں اس وقت چوکی پر موجود سپاہیوں کو پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔

”سوری جناب یہ ٹاپ ایرینجمنٹ مشن ہے۔ اسے کا نذر انجیف بھی نہیں روک سکتے اور انڈر آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اور اوہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں انہیں ہر قیمت پر روکنا ہو گا۔ ہر

نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا اور کال دینی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کا نذر بنجی کاننگ اور“..... کا نذر بنجی نے کہا۔

”میں پائلٹ اجیت انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے

ایک آواز سنائی دی اور کا نذر بنجی کا سنا ہوا چہرہ یکھت کھل اٹھا کیونکہ

وہ اجیت کی آواز اور اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”جہاڑ پائلٹ کو ڈنبر اور“..... کا نذر بنجی نے مزید تسلی کے

لئے پوچھا اور دوسری طرف سے پائلٹ کو ڈنبر بنا دیا گیا۔

”یہ اصل آدمی ہے جناب..... میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں؟

..... کا نذر بنجی نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں خود بات کرتا ہوں بن دیا“..... منوہر نے ہوسٹ پہنچنے

ہوئے کہا اور کا نذر بنجی نے سر ہلاتے ہوئے بن دیا۔

”ہیلو ہیلو پائلٹ اجیت..... میں بلیک ہاؤنڈ ریسکشن فور کا چیف

بول رہا ہوں۔ جہاڑے ہیلی کاپٹر میں کون سا رہے اور“..... منوہر

نے تیر لہجے میں کہا۔

”سرفوجی سوار ہیں۔ کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور“.....

دوسری طرف سے حیرت برے لہجے میں جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور“..... منوہر نے پوچھا۔

”چوکی سے جناب اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ہیلو کیپٹن شرما مجھ سے براہ راست بات کرو اور“..... منوہر

نے کہا۔

ہاں..... کیوں اس تعارف کی ضرورت تھی ہے اور.....
دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”اس لئے کہ جو کچھ میں تمہیں کہنے والا ہوں اس کے لئے اس
لصوحی تعارف کی اخذ ضرورت تھی تاکہ تم سیری بات پر عمل کرنے
پر رضا مند ہو سکو۔ سٹوبلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف میرے
پاس آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جتنے پاکیشیائی مبعوثین حریت پسندوں
کی امداد کی مرض سے مشغول ہیں داخل ہوئے۔ بلیک ہاؤنڈز کو اس کی
ضرر ہو گئی چنانچہ ورسام بھاڑی کے در سے پر بلیک ہاؤنڈز نے ان کے
گروڈکنگ کی مگر وہ نکل گئے۔ بلیک ہاؤنڈز نے ان کو پکڑنے کے لئے
بستی چٹام کے گرد گھیر ڈالا مگر وہ ادھر جانے کی بجائے ادھر ہماری
طرف لگے۔ یہاں چوکی خیرتیں سو ایک کے سپاہیوں کو انہوں نے مار
ڈالا اور شاید وہاں کے انچارج کیپٹن شرما کو انہوں نے گن پوائنٹ پر
بمبور کر کے بچھڑے ایک ہیلی کاپٹر طلب کیا تاکہ کسی ٹاپ ایرجنسی
مشن پر راہبونی جاسکیں میں نے قانون کے مطابق ڈیمانڈ پر ہیلی کاپٹر
بھجوایا اور راہبونی کے راستے میں موجود تمام ایرجنیک پوسٹ کو کوڈ
ورڈ بھی پاس کر دیا۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ اجیت ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے
سیکشن چیف صاحب کا اصرار ہے کہ اس میں پاکیشیائی مبعوثین سوار ہیں
کیونکہ چوکی پر موجود کئی لاٹھوں کی یو پیٹار مڑا دلی گئی ہیں۔ میں نے
ابھی ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر پائلٹ رجیت اور کیپٹن شرما سے بات کی ہے
ان کا اصرار ہے کہ وہ درست آدمی ہیں لیکن سیکشن چیف صاحب کا

قیمت پر..... منوہر نے پچھلے ہوئے کہا۔

”جواب اگر آپ تحریری حکم دے دیں تو میں راستے میں ایرجنیک
پوسٹس کے کمانڈر سے رابطہ کر کے انہیں احکامات دے دیتا ہوں۔
انہیں روک لیں گے..... کمانڈر جنین نے کہا۔

”اوہ ہاں دیکھاؤ گاڈ میں حکم لکھ دیتا ہوں تم اس دوران ٹرڈر کو
کہیں یہ نکل نہ جائیں اور سنو اگر یہ ڈرکیں تو بے شک ہیلی کاپٹر کو فو
دیا جائے..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری سر..... ہیلی کاپٹر اڑانے کا حکم میں نہیں دے سکتا
میرے اختیار سے باہر ہے اور نہ ہی کسی ایر پوسٹ کے کمانڈر نے اس
حکم کو تسلیم کرنا ہے..... کمانڈر جنین نے جواب دیا۔

”اوہ..... اچھا تم انہیں روکنے کے لئے کہو۔ میں خود جاتا ہوں ان
کے پیچھے..... منوہر نے کہا اور کمانڈر جنین نے جلدی سے سیر کی ورائی
سے کاغذ اور قلم نکال کر اسے دیا اور خود ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔
تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر اس وقت
کراچل ایر پوسٹ سے گزر کر کھنڈی ایر پوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔
چنانچہ اس نے کھنڈی ایر پوسٹ کے کمانڈر سے رابطہ قائم کر لیا۔

”نیں کمانڈر ایر پوسٹ کھنڈی، شیر سنگھ اٹھانگ یو اور.....
کھنڈی ایر پوسٹ کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

”کمانڈر جنین بول رہا ہوں شیر سنگھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اور
..... جنین نے کہا کیونکہ شیر سنگھ اس کا نانا قریبی دوست رہا تھا۔

اصرار ہے کہ وہ غلط آدمی ہیں۔ اس لئے اب سیکشن چیف صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو روک لیا جائے تاکہ چیف دوسرے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر وہاں پہنچیں اور اچھی طرح تصدیق کر لیں۔ اگر یہ لوگ درست ثابت ہوں تو انہیں آجے سفر کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اگر یہ لوگ غلط ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ جسیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کو ہسپتال کارڈ ڈائیو کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم سب ان کے ماتحت ہیں اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ میں نے چیف صاحب سے تحریری حکم حاصل کر لیا ہے، اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر کرائل ایریوسٹ کو کر اس کر کے اب جہادی ایریوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے تم اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں روک کر اس میں موجود افراد کو بے بس کر لو۔ اور پھر تجھے اطلاع دو تاکہ چیف صاحب ہیلی کاپٹر پر جہاد سے پاس ہٹ کر چیکنگ کر سکیں اور..... کمانڈر بچن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے..... سیکشن چیف صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔ میں انہیں روک کر اطلاع دیتا ہوں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو..... میں سیکشن چیف بلیک ہاؤنڈز بول رہا ہوں۔ تم نے ہر صورت میں انہیں روکا ہے۔ ہر صورت میں اور اگر یہ فرار ہونے لگیں تو بے شک میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ہیلی کاپٹر کو تباہ

بھی کر سکتے ہو اور فوری یہاں اطلاع دو اور..... سنوہر نے خود بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں سر حکم کی تعمیل ہو گی سر اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کمانڈر بچن نے اور اینڈل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر سنوہر کے تحریری حکم کو اس نے اٹھا کر پڑھا اور جہد کر کے اسے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

پھر تقریباً بیس بیس منٹ بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور وہ چونک پڑے۔ کمانڈر بچن نے بدلی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو کمانڈر ایریوٹیک پوسٹ کنبانی کانسٹنٹ اور..... ٹرانسمیٹر سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”میں کمانڈر بچن کانسٹنٹ یو اور..... کمانڈر بچن نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گئی ہے..... جہادی ایریوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم نے روک لیا ہے جہلے تو انہوں نے رکتے سے اٹھ کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میدانِ عمل مار کر ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کی دہائی دی تو وہ رکتے پر رضا مند ہو گئے ہیں اس میں موجود دوسرے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈلوادی ہیں تاکہ چیکنگ سے جہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو ہیلو بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ فیس کیپٹن شربا سے بات کر ڈائیری اور..... سنوہر نے جیجنگ کہا۔

”میں سر اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اس چیک پوسٹ پر پہنچیں جب صبح صورت حال کا علم ہو گا۔.....
 حرم نے کہا۔

”اوہ نہیں..... ایئر چیک پوسٹ پر وہاں رازدار اور دوسرے ایئر
 کرائٹ چیکنگ آلات موجود ہوں گے اس لئے ہم جیسے ہی ان کی حدود
 میں داخل ہوں گے انہیں اس کا علم ہو جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے
 کہ ہم اس سے پہلے آنے والی کرائل ایئر چیک پوسٹ پر رک جائیں اور
 پُر شیر سنگھ کو کہیں کہ وہ قیدیوں کو لے کر اپنے ہیلی کاپٹر میں وہاں آ
 جائے اس طرح اصل صورت حال سامنے آجائے گی اور اگر کوئی گھپلا
 بھی ہو گا تو ہم آسانی سے اس پر قابو پالیں گے۔..... منوہرنے کہا۔
 ”میں باس یہ اچھی سمجھتا ہے۔.....“ مازم نے اس کی بات کی تائید
 کرتے ہوئے کہا اور منوہرنے پائلٹ کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”میں کمپین شرابول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔
 ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کمانڈر انچیف سے بات
 کروں گا اور۔..... دوسری طرف سے کمپین شرابا کی تحقیق ہوئی آواز
 سنائی دی۔

”او۔ کے ہم آ رہے ہیں ان کا خیال رکھنا کمانڈر شیر سنگھ یہ قرار دے
 ہونے پائیں اور لپٹا ل۔..... منوہرنے مسرت بھرے لہجے میں کہا
 اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر
 مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے
 کھائی ایئر چیک پوسٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

”باس یہ پاکیشیائی لکچٹ کیا اچنی آسانی سے قابو میں آگئے ہوں
 گے۔..... اچانک مازم نے کہا تو منوہر چونک پڑا۔

”کیا..... کیا مطلب۔..... منوہرنے حیران ہو کر کہا۔

”باس یہ لوگ جس انداز میں کام کر رہے ہیں اس سے یہی ظاہر
 ہوتا ہے کہ یہ اچنی نظر ناک لوگ ہیں۔ پھر ایک ایئر بوسمن کے گلے
 کے ہاتھ یہ اچنی آسانی سے کیسے لگ سکتے ہیں۔.....“ مازم نے کہا۔

”اوہ اور جہاری بات درست ہے۔ واقعی اس جھلو کا تو مجھے خیال
 ہی نہ آیا تھا۔ لیکن شیر سنگھ کی کال تو نہی بتا رہی ہے اور تصدیق
 نے میں نے کمپین شرابا سے بھی بات کی ہے۔ اس کے باوجود واقعہ
 ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔.....“ منوہرنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے باس آپ ہیلی کاپٹر فاصلے پر اتاریں اور ہم اچانک

مسد کھڑا ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا اور سمیرا ہنستے ہوئے بھینچ کر
ٹپکھٹپکھٹ ہو گیا۔

پندرہ گھنٹوں بعد وہ دوسرے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر گئے اور
عمران غور سے دوسرے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد کو دیکھتا رہا۔ اس
میں پائلٹ کے علاوہ دو افراد تھے۔ پائلٹ فوقی تھا جب کہ باقی دونوں
عام لباس میں تھے۔ ان میں سے ایک پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی
سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دور بین تھی جب کہ دوسرا آدمی
فوقی سیٹ پر تھا۔

یہ واقعی چیک باؤنڈز کے لوگ ہیں اور یقیناً ہمیں ہی تلاش کر
رہے ہیں۔ بہر حال تلاش کرنے دو انہیں۔..... عمران نے کہا۔ راستے
میں ایک چیک پوسٹ سے انہیں کال کیا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر پر
مشن کوڈ اور پائلٹ کوڈ بتا کر انہیں مطمئن کر دیا اور ہیلی کاپٹر
مستقل آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ راہولی جہاں سے
کافی فاصلے پر ہے اور مسلسل پرواز کے باوجود انہیں وہاں پہنچنے میں
نوعانی تین گھنٹے بہر حال لگ ہی جائیں گے۔

نوعانی چیک تو کردہ ہیلی کاپٹر میں تین گھنٹے کا پٹرول بھی ہے یا
نہیں۔..... عمران نے فاصلے کا خیال آتے ہی نوعانی سے کہا۔

ٹینک فل ہے جناب۔ میرا خیال ہے ہیلی کاپٹر جہاں استعمال
نہیں کیے جاتے یا پھر راہولی کا سن کر اس کمانڈر نے ٹینک فل کرنا
نہمکھوایا ہو گا۔..... نوعانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی

ایک فوقی ہیلی کاپٹر نظر آ رہا ہے۔..... پائلٹ سیٹ پر موجود
اجیت کے میک اپ میں نوعانی نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔
سانڈی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا وہ بدستور اس کے میک اپ میں تھا
جب کہ کیپٹن شرما کے میک اپ میں صفدر اور باقی ساتھی عام
فوجیوں کے میک اپ میں تھے۔ ان کے ساتھ اعظم بھی تھا جس کے
جسم پر بھی فوجی بونڈھام تھی۔

نوعانی کے اشارے پر وہ سب تنک کر اور دیکھنے لگے۔
”اودہ اس میں غیر فوقی ہیں اور چیکنگ کی جا رہی ہے۔ یہ یقیناً بلک
باؤنڈز کے لوگ ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

ہیلی کاپٹر تیار نہ کر دیا جائے۔..... سمیرا نے کہا۔
”نہیں۔..... ابھی ہم نے طویل راستہ طے کرنا ہے اور ہیلی کاپٹر
کی تباہی کا پتہ ایئر چیک پوسٹس کو فوراً ہو جائے گا اور ہمارے لئے

عمران نے اجیت کے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے گول مول سا جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور؟“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے ہر کی کے بارے میں بتا دیا۔ پھر اس آدمی نے گپیں شرما سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے خود ہی کیپٹن شرما کے لہجے میں بات کرنی شروع کر دی۔ اس کی کوشش تھی کہ اس آدمی کو مطمئن کر دیا جائے تاکہ راستے میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی ہو لیکن جب اس نے ان کو واپس آنے کا حکم دیا تو عمران نے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے وہ واپس تو نہ جاسکتا تھا اور مزید بات اجیت ختم کرنے کے لئے اس نے ٹرانسمیٹر بھی آف کر دیا تھا۔

”اب اور رفتار بڑھاؤ نعمانی۔ اب یہ ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھی آئیں۔“..... عمران نے نعمانی سے کہا اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اس پہلی کا پڑ کو تباہ کر دیا جائے۔ اس وقت یہ کام آسانی سے ہو جاتا۔“..... تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تک ہم آگے نہ بڑھ رہے ہوتے۔“..... عمران نے منہ ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تنویر خاموش ہو گیا۔ دو چیک پوسٹس اور گزریں لیکن وہ صرف کوڑہتا کر وہاں سے گزر گئے اور انہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن پھر اپنا پک ٹرانسمیٹر بول اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کنبانی ایئر ہو سٹ کالنگ اور۔“..... ٹرانسمیٹر سے ایک

الٹیٹ میں سر ہلادیا۔ ابھی سفر جاری تھا کہ اپنا پک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ گفتگو وہ خود ہی کر رہا تھا تاکہ اجیت کے لہجے میں بات ہو سکے۔

”ہیلو ہیلو کمانڈر یمن کالنگ اور۔“..... ٹرانسمیٹر کا ٹن آن ہوتا ہی اس میں سے آواز سنائی دی اور عمران سمیت سب چونک پڑے۔ کیونکہ کمانڈر یمن نے ہی یہ پہلی کا پڑ بھجوا دیا تھا۔ اس کی طرف سے کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

”یہیں پائلٹ اجیت کالنگ ہو اور۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”جہاز پائلٹ کوڈ نمبر اور۔“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”فی فور اور۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہیلو ہیلو پائلٹ اجیت میں، بلیک ہاؤنڈر سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاز کے پہلی کا پڑ میں کون سا رہا ہے اور۔“..... جتھ لگوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی اور عمران کے لیے حیرت ہوئی۔ پہلے گئے کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو دورہ دار سام پر انہیں دوپہر سے فوجی پہلی کا پڑ پر ملے تھے لیکن اسے یہ اندازہ نہ تھا کہ اس پر سوار آدمی کسی سیکشن کا چیف ہو گا ورنہ وہ اسے وہیں قابو کرنے کی کوئی ترکیب سوچتا۔ ایسا آدمی اگر قابو میں آجاتا تھا تو یقیناً اس سے بلیک ہاؤنڈر اور اس کے ہیڈ کو رار کے بارے میں خاص اہم معلومات حاصل کی جاسکتی تھی۔

”سر فوجی سوار ہیں۔“..... کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور۔“.....

آواز گونجی۔ حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کرا لے نامی چیک پوسٹ کر اس کی قمی اور اتنی بھاری دوسری چیک پوسٹ نہ آسکتی تھی اس لئے اس کال کے آتے ہی عمران کا ہاتھ ٹھنک گیا تھا۔
 "ہیلی کا پٹر پائلٹ انڈنگ یو اور..." عمران نے اجیت کے لئے میں جواب دیا۔

"کوڑ بٹاؤ اور..." دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے حسب سابق کو ڈوہرا دیا۔
 "جہادرا نام اور..." دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
 "اجیت اور..." عمران نے کہا۔

"میں شیر سنگھ کمانڈر ایئر چیک پوسٹ کھائی بول رہا ہوں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جہادرا ہیلی کا پٹر اپنی چیک پوسٹ پر اتار کر ہمیں چیک کیا جائے اور..." دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کس نے حکم دیا ہے اور..." عمران نے پوچھا۔

"بلیک ہانڈز سیکشن فور کے چیف نے..." لہذا تم چیک پوسٹ پر اتراؤ۔ ہمیں کاشن دے دیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جہادرا ہیلی کا پٹر کو میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے۔
 یو لو کیا کہتے ہو اور..." شیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلے شیر سنگھ میں لکپشن خرابا بول رہا ہوں..." یہ فوجی مشن ہے اور اچھائی اہم مشن ہے۔ اس لئے تم ہمیں مت روکو اور..." اس بار عمران نے لکپشن خرابا کے لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم نہیں ہے کہ بلیک ہانڈز کے سیکشن فور کو پشیل کاروائی ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری فوج ان کے ماتحت ہے۔ اس لئے اب ان کا حکم سپریم آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے اور..." دوسری طرف سے کال کھانے والے لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے..." اب مجبوری ہے۔ تم ہمیں کاشن دو ہم اترتے ہیں اور..." عمران نے جواب دیا۔

"گنگ..." تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اور انڈیا آل..." دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس طرح تو ہم بھٹس جائیں گے..." تنویر نے فحش لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ جو قطعی پہلے ہم سے ہوئی ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر ہم نہ رکھتے تو واقعی میڈا کس سے ہمارا ہیلی کا پٹر تباہ کر دیا جاتا۔ سب ہم نے کرنا ہے کہ چیک پوسٹ پر جا کر اس پر موجود افراد کا خاتمہ کر کے اس شیر سنگھ کو قابو میں کرنا ہے اور پھر اس بلیک ہانڈز کے چیف کو ہماری گرفتاری کی اطلاع دے دی جائے گی اور جب وہ جہاں آئے گا تو اسے آسانی سے کوڑ کیا جاسکتا ہے..." عمران نے کہا۔

"اوہ گنگ..." واقعی یہ بہترین تھوڑ ہے..." سب سے پہلے تنویر نے ہی جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”تموڑی در بعد انہیں دور ایک بھاڑی سے مخصوص کاشن دیا جائے گا اور نعمانی نے پہلی کا پڑتار اس بھاڑی کی طرف موڑ دیا۔

”سب پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ جب تک اس شیر سنگھ کی شناخت نہ ہو، فائر نہیں کھولا جائے گا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی پہلی کا پڑتار بھاڑی پر لگ گیا جہاں ایئر چیک پوسٹ قائم تھی۔ وہاں ایک پہلی کا پڑتار بھی موجود تھا اور باقاعدہ ایک چھوٹا سا رازدار بھی گھوم رہا تھا۔ طیارہ غلط سیراٹس بھی نظر آ رہے تھے۔ دو بڑے بڑے کمرے بھی تھے جنہیں چٹانوں کی اوٹ میں تعمیر کیا گیا تھا اور وہاں اس کے قریب فوجی کھڑے تھے جن میں سب سے آگے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے بازو پر کمانڈر کی مخصوص پٹی موجود تھی۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”یہ کمانڈر شیر سنگھ ہے۔“ عمران نے اس عظیم عظیم آدمی کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب پہلی کا پڑتار لگے اترے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ یو بیٹارم کی جیبوں میں تھے جن میں مشین پگنل موجود تھے

”کپٹن شرما۔“ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پائلٹ اہلیت ہوں۔“ نعمانی نے بھی آگے بڑھ کر لپٹا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”جہارے پاس بچنے اختیار ہیں وہ سب نکال کر جہاں ڈھیر کر دو۔“ شیر سنگھ نے انتہائی تھکاتے لہجے میں کہا۔

”کیا ہماری سلائی کے لئے جہارے پاس صرف یہی دس آدمی ہیں۔“ کمانڈر شیر سنگھ۔۔۔۔۔ اپنا تک صفدر کے ساتھ کھڑے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جہیں جرات کیسے ہونے کے تم میری اس طرح تو بین کر دو۔“ شیر سنگھ نے ہلکتے غصے سے کھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگرے اورے اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بھاڑی شیر قراٹنے غصہ در نہیں ہوتے۔ ہاں جنگل کے شیر ہوتے جب تو شاید اتنا غصہ در مت تھا۔ بہر حال جہارے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ابھی سب کو ڈھیر کر دیا جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمبے فضا مشین پگنل کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ شیر سنگھ کو شاید خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ یہ لوگ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتے ہیں اس لئے وہ حیرت کی خدمت سے ہٹ بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا۔ عمران نے مشین پگنل کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خیر دار ہاتھ اٹھا دو۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا جب کہ باقی ساتھی بمبلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرؤں کی طرف بڑھ گئے۔

”حت حتم۔“ شیر سنگھ کی حالت واقعی قابل دید ہو رہی تھی۔ وہ

ہیں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو اڑکا رہا بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ سیکشن چیف ہاتھ آجائے تو ہمیں اس بجائے میں بھی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں۔
..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اقبابت میں سر ہلادیا۔
"اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے کہا اور تھوڑے آگے بڑھ کر کرسی پر بندھے ہوئی شیر سنگھ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھ سے بند کر دیا چند لمحوں بعد شیر سنگھ کے جسم میں حرکت کا احساس نمودار ہوا تو تھوڑے گھجے ہٹ گیا۔

"تم..... تم..... تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک لوگ ثابت ہوئے ہو..... شیر سنگھ نے انھیں کھول کر ماحول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شیر سنگھ جہازے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن تم زندہ ہو حالانکہ تم سب سے آگے کھڑے تھے۔ اس لئے تمہیں ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس سے ہمیں کم از کم یہ اندازہ ضرور ہو گیا ہو گا کہ ہم جہازے دشمن نہیں ہیں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال تم کا فرسائی فوجی نہیں ہو سکتے کوئی کا فرسائی فوجی دوسرے فوجیوں کو اس طرح ہلاک نہیں کر سکتا مجھے سمجھتا ہوں بن بنے بتایا تھا کہ تم پاکستانی مجتہد ہو اور جہاں کے حریت پسندوں کی مدد کے لئے آئے ہو۔ کاش میں تمہیں کال کرنے کی بجائے جہاز اسیلی کا پڑ ہی میزائل سے اڑا دیتا۔ لیکن واقعی مجھے یہ توقع ہی نہ تھی کہ تم اس طرح اپنا تک فائر کھول دو گے..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اپنی طور پر ابھی تک سنبھلے کتا تھا کہ لکھت عمران کا دوسرا بازو گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ایک پوری قوت سے شیر سنگھ کی کھنٹی پر بڑا دردہ جھجکا ہوا چھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس بار طبع غصیم شیر سنگھ کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اندر سے اس دوران فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

"اندر دو آدمی تھے انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے..... نعمانی نے کہا اور عمران نے اقبابت میں سر ہلادیا۔

"اسے الحاد اور اندر لے چلو..... عمران نے سبے ہوش پڑے شیر سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نعمانی نے جھک کر شیر سنگھ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ شیر سنگھ کو عمران کی ہدایت کے مطابق ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا۔

"عمران صاحب اگر ہم جہاں سے خاموشی سے روانہ ہو جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے راہوں کی پہچان سکتے ہیں..... صفدر نے کہا۔

"ابھی ہمیں علم نہیں کہ راستے میں اور کتنی چیک پوسٹس ہیں اور وہ بلیک ہاؤنڈز والوں کو اگر ہماری طرف سے کوئی کاشن نہ ملا تو وہ یقیناً آئندہ چیک پوسٹ کو مطلع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بات کرنے کی بجائے میزائل ہی وارنڈ دیں اور دوسری بات یہ کہ راہوں میں

”تم اب صرف ہمیں یہ بتادو کہ ہمیں کیا بد قسمت کی گئی تھی کہ ہمیں جہاں روکنے کے بعد تم نے کیا کرنا تھا“..... عمران نے کہا۔
 ”وہاں کانڈر بنجن کو اطلاع کرنی تھی اور بس“۔ شیر سنگھ نے کہا۔
 ”اوہ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ خواہ خواہ ہمیں زندہ رکھا“.....

عمران نے منہ جانتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مضمین پینل کا رخ شیر سنگھ کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکتا اچھائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وک جاؤ..... وک جاؤ..... مجھے مت مارو..... میں جہارے کام آسکتا ہوں۔ میں انہیں کال کر کے کہہ دوں گا کہ تم کسی اور طرف مڑ گئے ہو۔ اور آئے ہی نہیں میں تمہیں بچاؤں گا۔ مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم ہم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو تو ہم تمہیں زندہ رہنے کا موقع دے سکتے ہیں لیکن تعاون مکمل ہونا چاہیے“..... عمران نے کہا۔

”میں مکمل تعاون کروں گا مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بتاؤ..... کہ بلیک ہاؤنڈ ڈکائیٹ کو ارڈر ابولی میں کہاں ہے۔ کون اس کا سربراہ ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اس کا درست جواب پہلے سے معلوم ہے۔ میں صرف تمہیں آڑمانے کے لئے یہ سوال پوچھ رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

ہینے کو ارڈر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ اچھائی خفیہ ہے۔ البتہ میں

ہیں ایک آدمی کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اس ہینے کو ارڈر میں کام کرتا رہا ہے۔ راہولی کے مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کا نام رگاندہ ہے۔ اس رگاندہ میں ایک بوڑھا آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام بھٹاگا ہے۔ اس بھٹاگا کا بیٹا مٹی ہینے کو ارڈر کی تعمیر میں کام کرتا رہا ہے۔ مجھے یہ بات اس نے معلوم ہے کہ وہ مٹی ہینے کے ساتھ بڑھتا رہا ہے۔ وہ شراب پینے کا بے حد شوقین ہے ایک سیلے کے دوران اس نے شراب کے نشے میں تجھے یہ بات بتائی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں“..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے آگے راہولی کے طرف مزید کتنی اتیر چیک پوسٹس ہیں“..... عمران نے پوچھا۔ مزید دو چیک پوسٹس ہیں“..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے اس کا فاتی کوڈ نمبر اور ایسی ہی دوسری معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد شیر سنگھ کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا۔ عمران نے وہاں موجود فرانسیسر پر کانڈر بنجن کی فریکنسی ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ جو کی پردہ پہلے اسے کال کر چکا تھا اس نے اسے اس خصوص فریکنسی کا علم تھا۔

”ہیلو ہیلو کانڈر اتیر چیک پوسٹ کھائی کا لنگ اور“..... عمران نے فریکنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد شیر سنگھ کے لہجے میں کال دینی شروع کر دی لیکن اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ کا نام نہ لیا تھا تاکہ انہیں کوئی شک ہو تو وہ نام پوچھنے پر بنا کر انہیں مطمئن کر سکے۔

”کیں کانڈر بنجن اٹھ لنگ پو اور“..... چند لمحوں بعد فرانسیسر سے

کانڈر بچن کی آواز سنائی دی۔
حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ جہاں سے انہیں بوست کا ہیلی کاپٹر ہم نے

روک لیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے دکنے سے انکار کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میزائل مار کر ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کی دھمکی دی تو وہ دکنے پر رضامند ہو گئے۔ میں نے اس میں موجود دوسرے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈال دی ہیں تاکہ چیکنگ سے پہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اے اے۔۔۔۔۔ بلیک ہاؤنڈ سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ اس کپٹن شرما سے بات کر ڈیویری اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک ہاؤنڈ سیکشن چیف کی آواز سنائی دی۔

”میں کپٹن شرما بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کانڈر انجینئر سے بات کروں گا اور۔۔۔۔۔ اس بار عمران نے کپٹن شرما کی سی آواز میں کہا لیکن اس نے لہجے میں غصہ اور حملہ آوری نمایاں تھی۔

”او۔۔۔۔۔ تم آپس میں۔۔۔۔۔ ان کا خیال رکھنا شیر سنگھ۔۔۔۔۔ فرار نہ ہونے پائیں اور اینڈل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر

تف کر دیا۔
”باہر موجود لاٹھیں اٹھا کر اندر کمرے میں ڈال دو اور خون کے دھبوں پر مہاڑی مٹی ڈال دو۔ یہ بلیک ہاؤنڈ والے تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ہو

جنا ہے کہ وہ نیچے اترنے سے پہلے چیکنگ کریں۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ہاتھوں سے کہا اور وہ سب مرکز تیزی سے باہر کی طرف ٹپک پڑے اور عمران نے آگے بڑھ کر شیر سنگھ کے منہ سے کپڑا باہر نکال لیا۔ شیر سنگھ نے بے سانس لینے لگا۔

”سنو شیر سنگھ۔۔۔۔۔ میں کہیں زندہ بچ جانے کا آخری موقع دے رہا ہوں۔ جب بلیک ہاؤنڈ کا ہیلی کاپٹر نیچے اترے تو تم نے باہر جا کر ان کا استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں اس طرح لے کر آنا ہے کہ انہیں شک نہ پڑ سکے۔ یوں لو تیار ہو تم اس تعاون کے لئے۔۔۔۔۔ عمران نے شیر سنگھ سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں تم سے تعاون کروں گا بالکل تعاون کروں گا۔ تم حیرت انگیز آدمی ہو۔ تم نے جس طرح سری آواز اور لہجے کی نقل کی ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ تم سے مقابلہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ بلیک ہاؤنڈ جانے اور تم جانو۔۔۔۔۔ شیر سنگھ نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلادیا اور باہر کی طرف مڑ گیا اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ سے یہ بات کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے بلیک ہاؤنڈ کا سیکشن چیف کانڈر بچن کو ساتھ لے آئے اور شیر سنگھ کا قہر قائم رہا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اس کی جگہ نہ لے سکتا تھا۔ اگر شیر سنگھ تعاون نہ بھی کرے تب بھی اس کی باہر موجودگی سے ہی وہ لوگ مطمئن ہو کر ہیلی کاپٹر سے اترائیں گے اور پھر ان پر قابو پانا مشکل نہ رہے گا۔

یہ دراصل شک پڑا تھا کہ کہیں جہارے لے گئے اور کوڑا کی نقل کر کے کوئی
 بات کر رہا ہو۔ بہر حال تم نے جو باتیں بتائی ہیں اس سے میری تسلی
 دگنی ہے۔ میں جہاں انیر چیک پوسٹ کراں پر پہنچ گیا ہوں۔ تم ان
 بیروں کو لے کر یہاں آجاؤ فوراً اور..... اس بار بلیک ہانڈز کے
 پیش چیف کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ ہلچل گئے کیونکہ اس
 پیش چیف نے اس کی توقع کے خلاف کام کیا تھا۔

”جیسے آپ حکم کریں جناب اور.....“ عمران نے جواب دیا۔

”بدلی ہاتھ ہم جہار انتظار کر رہے ہیں اور لینڈل..... دوسری
 طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک
 ذریعہ سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کھینچ کر دیا۔

”اس آدمی کی ہوشیاری اور ذہانت بتا رہی ہے کہ یہ واقعی بلیک ہانڈز
 کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے اب اس کو تھکا کرنا چاہئے سے کہیں زیادہ
 زور دی ہو گیا ہے۔ سو شیر سنگھ ہیلی کاپٹر چلا لیتے ہو..... عمران نے
 انٹر میں شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں.....“ شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”تو تم ہیلی کاپٹر چلا لیتے ہوئے ہمارے ساتھ وہاں جاؤ گے اور پھر جیسے
 بھی حالات ہوں تم نے ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ اس کے انعام میں
 تم کہیں وہیں زندہ چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے۔ ہو جو حیار ہو.....
 عمران نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں حیار ہوں.....“ شیر سنگھ نے کہا تو عمران نے اسے آواز کرنے

میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور عمران نے آگے بڑھ کر
 ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ باقی ساتھی بھی کام سے فارغ ہو کر اس کمرے میں
 موجود تھے۔ انسپکٹر صدیقی اور کیپٹن شکیل دوسرے کمرے میں رلاؤرز
 موجود تھے تاکہ ہیلی کاپٹر کو آتا ہوا دیکھ کر سکیں۔

”ہیلو ہیلو.....“ انیر چیک پوسٹ کراں سے کمانڈر بول رہا ہوں اور.....
 ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”میں کمانڈر انیر چیک پوسٹ کھانی بول رہا ہوں اور.....“ عمران
 نے شیر سنگھ کے لئے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کمانڈر میرا نام بھی بتاؤ اور میری پوسٹ کا کوڈ نمبر بھی اور.....“
 دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جڑ کر کرسی پر بندھے سینے شیر سنگھ
 کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”اس کا نام بھٹناگر ہے اور یہ چیک پوسٹ کا نمبر اسے۔ ایون ہے
 شیر سنگھ نے عمران کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

”ہیلو کمانڈر یہ جہاں کیا ہو گیا ہے جو تم نے ایسے سوالات شروع کر
 دیئے ہیں اور.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پچھلے میرے سوالات کا جواب دو کمانڈر اور.....“ دوسری طرف سے
 سخت لہجے میں کہا گیا۔

”جہار اناں بھٹناگر ہے۔ اور جہادی چیک پوسٹ کا کوڈ اسے۔ ایون
 ہے اور یو لو اور.....“ عمران نے ٹھٹھانے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہیلو کمانڈر شیر سنگھ میں بلیک ہانڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں۔

کے لئے کہہ دیا صفحہ نے آگے بڑھ کر اس کی رسیاں کھینچی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کا پٹر برتنے واپس کر ال ایئر بوٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر شیر سنگھ تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ عقب میں کر کے انہیں رسیوں سے اس طرح باندھ دیا تھا کہ وہ جب چاہتے ایک ہی جھٹکے سے رسی کھول کر اپنے ہاتھ آزاد کر سکتے تھے تاکہ راستے میں شیر سنگھ کوئی شرارت کرنے کا نہ سوچ سکے۔

”ہیلو ہیلو کانڈر ایئر بوٹ کر ال کانگ یو اوور“..... اپنا نکل ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”ہیں کانڈر شیر سنگھ انڈنگ یو اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے خود ہی ٹرانسمیٹر آن کر کے جواب دیا۔

”کون پائلٹ کر رہا ہے ہیلی کا پٹر کو اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں خود چلا رہا ہوں اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”کیوں جہاز ایئر بوٹ کا پائلٹ کہاں ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں اسے وہیں چیک بوٹ پر مجوز آیا ہوں تاکہ کسی بھی ایئر جیسی کی صورت میں وہ چیک بوٹ کا ہیلی کا پٹر آزاد کرے اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی کس پوزیشن میں ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ہیں کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے ہیں..... اور ان کی تعداد کہیں شرما سمیت سات ہے اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”اوور کے آگے بڑھے چلے آؤ۔ جہیں کاشن دیا جائے گا اور تم نے چیک بوٹ سے فاصلے پر ہیلی کا پٹر اندازاً ہے اوور لنڈن آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”گنڈ..... اگر اسی طرح تعاون کرتے رہے تو تم واقعی زندگی کے دے لو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کانڈر شیر سنگھ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

”تھوڑی دیر بعد انہیں ایک پہاڑی سے مخصوص کاشن ملنے لگ گیا اور عمران نے خود ہی اپنے ہاتھ عقب میں کر کے اسے رسی سے باندھنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد ہیلی کا پٹر چیک بوٹ سے کچھ فاصلے پر ایک سطح پتھر پر اتر گیا۔ چیک بوٹ اسی انداز کی تھی جیسی کہانی چیک بوٹ تھی ساور چیک بوٹ کے سلسلے پتھر سطح فوجی کمرے ہوئے تھے۔

”باقی لوگ یقیناً اوپر اوپر چھپے ہوئے ہوں گے اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے ہم پر انہیں فائر کرنے کا موقع مل سکے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ پہلے ہی نیچے اتر گیا تھا اور اب وہ دوسری طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر بیٹھے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

چھلانگ لگاتے ہیں جتان کی اس سائیز پر ہنگہ اتنی نہ تھی کہ وہ چھلانگ کر سنبھل سکے۔

”جلے.....“ کانڈر شیر سنگھ نے اپنے منہ پر گرفت لگے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم کانڈر انجیف صاحب کو یہ سب کچھ بتائیں گے۔ تم لوگ پاگل ہو جو اپنے ہی آدمیوں کے خلاف یہ غیر قانونی حرکت کر رہے ہو۔“ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ لکھن شرماء سے کافی حد تک ملتا تھا۔

”ان کے آگے بڑھتے ہی ادھر ادھر سے فوجی جتانوں کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے ان کے عقب میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ اب دوسرے فوجی بھی برآمد ہو گئے۔ اور ان سب کے چروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خود دیکھا تھا کہ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے دروازے سے دو افراد ساوہ لباس میں طہوی باہر آگئے اور عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی دونوں ہیں جنہیں اس نے پہلی کارپز میں دیکھا تھا۔

”گنگہ کانڈر شیر سنگھ ہمیں جہادی کارکردگی پسند آئی ہے۔ ہم جہاد کی ترقی کی سفارش کریں گے۔“ منہ سے آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کانڈر شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بولے ہی عمران سمیت سب کچھ گئے کہ یہی وہ سیکشن چیف ہے، اس کی آواز

ان گئے تھے۔
”شکر۔“ جناب آپ کے حکم کی تعمیل تو ہم پر فرض ہے۔“ شیر سنگھ

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
”انہیں اندر لے چلو۔“ اس سیکشن چیف نے غور سے عمران اور

ان کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
”جلے اندر۔“ شیر سنگھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے

مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے آگے بڑھنے پر وہ سب بھی مکرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جب کہ وہ سیکشن چیف ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ

شاہد ان کے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کو خود چیک کرنا چاہتا تھا..... بڑے سے کمرے میں لے جا کر انہیں ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر

دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مخصوص انداز میں اپنے سر کو دائیں بائیں کر کے کاندھے اچکائے تو سب کچھ گئے کہ عمران انہیں

رسیاں کھولنے کا کاشن دے رہا ہے چنانچہ جلد ہی انہوں میں ان کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے، لیکن انہوں نے اپنے بازو اس طرح عقب کی

طرف کئے ہوئے تھے۔
”تو تم دراصل باکشیانی ٹیونٹ ہو۔ اور تم نے چوکی پر موجود

کارستانی فوجیوں کا قتل عام کیا ہے۔“ اس سیکشن چیف نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آٹھ مہین

گنوں سے مسلح سپاہی ان کے سامنے موجود تھے اور انہوں نے گنیں اس طرح پکڑ رکھی تھیں جیسے انہیں حکم ملتے ہی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر

فار کھول دیں گے۔

”جہارے پاس کیا ثبوت ہے..... کہ تم بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف ہو.....“ اپنا تک عمران نے سنجیدہ لہجے میں اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے ثبوت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اتنے اختیارات بھی حاصل ہیں کہ میں تم سب کو ابھی گولیوں سے چھلنی کرا سکتا ہوں.....“ اس آدمی نے فصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن جناب سینن نے کبھی کسی سیکشن چیف کو ایسے اندھے اختیارات نہیں دیئے.....“ عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا اس کے جبرے پر لکھت اہتائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”تم..... تم نے کیا نام لیا ہے..... کس کا نام لیا ہے.....“ اس نے اہتائی حیرت جبرے لہجے میں کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے چیف ہاس جناب سینن کا..... کیا تمہیں اپنے چیف کے نام کا بھی علم نہیں ہے.....“ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”تم..... تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں تفصیل بتا سکتا ہوں۔ لیکن پہلے تم اپنی شامت ہٹاؤ۔ چلو صرف اپنا نام بتاؤ۔“ مجھے معلوم ہے کہ سیکشن فور کے انچارج کا کیا نام ہے..... عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ میرا نام بقیام ہے.....“ اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار نفی میں سر ہلادیا۔

”نہیں مسٹر.....“ اگر واقعی جہار نام بقیام ہے تو تم جھٹی آدمی ہو۔ اب میں کمانڈر شیر سنگھ اور جہاں کے کمانڈر سے کہوں گا کہ وہ تمہیں اور جہارے ساتھی کو فوراً گرفتار کر لیں.....“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور

اسی لمحے ایک طرف کھڑا کمانڈر شیر سنگھ تیزی سے منوہر کی طرف بڑھا۔ ”سواری جناب.....“ پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں۔“ مجھے معاملہ گڑبڑ

لگتا ہے.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہو نہ۔ ٹھیک ہے..... میں نے واقعی جان بوجھ کر اپنا نام غلط بتایا تھا تاکہ اس آدمی کی اصلیت جان سکوں۔ بہر حال یہ بہت کچھ جانتا ہے اور واقعی اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے اپنی شناخت کر دینی چاہئے۔“

سنو میرا نام منوہر ہے اور میں واقعی سیکشن فور کا انچارج ہوں۔ یہ دیکھو میرا خصوصی کارڈ.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جبب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے کمانڈر شیر سنگھ اور دوسرے فوجیوں کی

طرف بھرایا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ واقعی ان کا نام منوہر ہے اور یہ سیکشن فور کے انچارج ہیں.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں گا کیسے یقین کروں گا.....“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح بازو عقب میں کیے اطمینان سے ہلتا منوہر کے قریب پہنچ گیا۔

ہے۔ وہ ہمیں سہوہیں مہیا کر دے گا۔۔۔۔۔ اعظم نے کہا اور نعمانی نے رفتار آہستہ کی اور پھر ہیلی کا پڑ کو نیچے لے جا کر ایک مسلح پٹان پر اتار دیا۔
- منوہر کو اٹھا کر بیچے لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے ہیلی کا پڑ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کا پڑ سے نیچے اتر آئے۔ صدیقی نے بے ہوش بڑے منوہر کو کھینچ کر ہیلی کا پڑ سے نیچے اتارا اور اسے ایک طرف پٹان پر لٹا دیا۔

”سب سب مل کر اس ہیلی کا پڑ کو کسی گہری کھد میں ودھیل دو تاکہ اس کی حد سے ہمارا سراخ نہ لگایا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”مگر اس کے پڑول ٹینک پھٹنے سے دھماکہ ہو گا۔ جس کی آواز یہاں دور دور تک سنی جائے گی۔ کیوں نہ اس کا پڑول ٹینک کھول دیں۔ جب سارا پڑول ہسرجائے تو پھر اسے نیچے گرائیں۔“ صفور نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ یہ تجویز بہتر ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اندر سے اس کی کینٹینل کٹ نکالتا ہوں۔ اس سے ہی ٹینک کا ڈھکنا نیچے سے کھلے گا۔“ حور نے کہا اور ہیلی کا پڑ رچھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کٹ کا مخصوص تھیلہ اٹھائے نیچے اڑا اور پھر ہیلی کا پڑ کے نیچے چلا گیا۔

”تم اس دوران یہاں کوئی بڑا سا فائر نہ کرنا کہ منوہر سے پوچھ گچھ ہمیں مکمل کرنی پڑے۔“ عمران نے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور کینٹینل تھیلے اعظم کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

یہاں کمانڈر بنجین کو کال کیا تو وہاں کے لوگ چونک سکتے ہیں۔۔۔۔۔
عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہیلی کا پڑ پوری رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کٹھانی چوکی بھی کر اس کر لی۔ منوہر کو راستے میں ہوش آنے لگا لیکن عمران کے کہنے پر اس کے سر پر چوٹ لگا کر صدیقی نے اسے دوبارہ بے ہوشی کی دھول میں بھینک دیا تھا۔ کٹھانی ایئر چیک پوسٹ کے بعد دو چیک پوسٹس گزریں لیکن وہاں حالات نارمل رہے۔ صرف مخصوص کو ڈاؤر اہیت کا پائلٹ کو ڈپو چھینے تک ہی اکتفا کیا گیا تھا۔

”راہولی کی پہاڑیاں اب قریب آ رہی ہیں جناب۔“ اچانک پیچھے بیٹھے ہوئے اعظم نے کہا اور عمران اور باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

”تم آگے آ جاؤ اعظم۔ ہم نے ہیلی کا پڑ شہر سے کافی پھلے اندر دھکا ہے تاکہ وہاں موجود کسی مین چینگنگ اڈے کی نظروں سے بچ سکیں اور آسانی سے شہر میں داخل بھی ہو جائیں۔“ عمران نے کہا اور اعظم اٹھ کر آگے والی سیٹوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا، اور اس نے نعمانی کو باقاعدہ ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”بس یہاں اس پہاڑی کے نیچے کسی پٹان پر اتار دیجئے۔ اس بڑی پہاڑی کو کراس کرتے ہی جم چیک کر لئے جائیں گے۔ راہولی یہاں سے جس کھو میسر دور ہے لیکن یہاں سے مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بستی پاشکا ہے جس کا سردار رحمت علی مجاہدین کے ایک گروپ سے تعلق رکھتا

چیف کمانڈر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”تشریف لائیے سر“..... چیف کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائیڈ پر ہو کر وہ مڑا اور صدر کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا ٹھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع میٹنگ ہال میں پہنچ چکے تھے جس میں ایک بڑی سی بیٹھوی سیز کے گرد چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین نسبی یونیفارم میں اور ایک سول ڈریس میں تھا۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں احتراماً کھڑے ہوئے۔ اور تینوں فوجیوں نے صدر کو سیٹ کیا جب کہ سول ڈریس والے نے صرف ہاتھ اٹھا کر سلام کیا صدر نے آگے بڑھ کر باری باری سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ اس سول ڈریس والے کے ساتھ خالی کرسی پر بیٹھ گئے جب کہ چیف کمانڈر ان کی دوسری طرف بیٹھ گئے اور باقی تین افراد بھی بیٹھ گئے۔

”جناب گورنر“..... پہلے آپ مشکبار میں عریض پستوں کی تحریک کے بارے میں بتائیں..... صدر نے سول ڈریس میں ٹبوس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا جو مقبوضہ مشکبار کے گورنر تھے۔ صدر صاحب کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

”تشریف رکھیں“۔ یہ غیر رسمی میٹنگ ہے..... صدر نے کہا اور گورنر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

”جناب صدر رسمی طور پر تو حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ اور تھوٹائی کی کوئی بات نہیں ہے لیکن جناب اصل حالات انتہائی تشویشناک ہیں۔ تحریک روز بروز قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہم اسے دبانے کے

مشکبار میں بھارتی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے گیت میں سیاہ رنگ کی ایک کار داخل ہوئی تو ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام فوجی بھگت الٹ ہو گئے اور پھر کار جیسے ہی ایک موٹر کر عمارت کے سامنے والے حصے میں پہنچی وہاں موجود فوجی سپاہیوں کے ایک پورے دستے کی لڑیاں بچ اٹھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور باوردی فوجی ڈرائیور نے پیچھے اتر کر جلدی سے عقبی دروازہ کھولا اور کار میں سے کافرستان کے صدر نیچے اترے فوجی دستے نے انہیں سیٹ کیا اور صدر سر ملاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر مشکبار میں کافرستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنہیں جہاں سرکاری طور پر چیف کمانڈر کہا جاتا تھا نے آگے بڑھ کر صدر کو فوجی سیٹ کیا اور صدر نے جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

کہا۔

”جناب مینن صاحب آپ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ کیا صورت حال ہے؟“..... صدر نے اس بار ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی لیکن اس کے کاندھے پر حارڈ کی بجائے دوسرا کراس لگے ہوئے تھے۔

”سر..... چیف کمانڈر صاحب کی بات درست ہے۔ حالات قابو میں ہیں اور مزید قابو میں آتے جا رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز جس تیزی سے کام کر رہی ہے اس سے حالات کو کنٹرول کرنے میں بے حد مدد ملی ہے۔ ہم نے کئی نامور حریت پسند لیڈروں کو گلکاش کر کے ہلاک کر دیا ہے اور مزید لیڈروں کی گلکاش سرگرمی سے جاری ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک دو ماہ کے اندر میرا دعویٰ ہے کہ ہم یہاں موجود تمام حریت پسندوں کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کے بعد تحریک کا نام نقصان ہی منٹ جائے گا۔“..... مینن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں آپ کی رپورٹس مل رہی ہیں۔ واقعی آپ بے حد مفید کام کر رہے ہیں۔“..... صدر نے اہلیات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر.....“ گورنر نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا۔

”آپ پیلز خاموش رہیں میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سیاسی حل چاہتے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کا کوئی سیاسی حل نہیں ہے۔ سیاسی حل کا مطلب ہو گا کہ ہم اپنا موقف تبدیل کر دیں اور مظاہرہ کیا واقعی رائے شماری کر دیں، لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے

لئے؟ انتہائی سخت کارروائی میں مصروف ہیں، لیکن حالات ہمارے لئے روز بروز بدستہ بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔“..... گورنر نے کہا تو میٹنگ میں موجود صدر سمیت سب افراد کے چہرے بگڑے گئے۔

”جناب صدر.....“ گورنر صاحب کو حالات کا صحیح علم نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کیونکہ میں یہاں کا چیف کمانڈر ہوں۔ حالات بالکل درست ہیں۔ ہم نے حریت پسندوں کے کئی گروپ ختم کر دیئے ہیں۔ ان کے لیڈروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مقامی لوگوں پر اب ہماری وحشت طاری ہوتی جا رہی ہے اور وہ خود بھی اب حریت پسندوں کو پکڑنے میں ہماری امداد کر رہے ہیں۔ گورنر صاحب چونکہ سیاسی آدمی ہیں اور انہیں یہاں آنے ہوئے ابھی توڑا عرصہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ معمولی سے مظاہرے یا عام سی بڑبڑالوں سے متاثر ہو کر بھی سمجھتے ہیں کہ حالات بگڑ گئے ہیں۔“..... چیف کمانڈر نے ان فزڈ بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف کمانڈر صاحب۔ آپ فوجی ہیں اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ فوجی اور حکم سے آپ تحریک کو دبا لیں گے، لیکن میں نے سیاست میں ہمیشہ سے دیکھا ہے کہ ایسی تحریکیں فوجی اور حکم سے کبھی نہیں دبائی جاسکتیں۔ بلکہ آپ جس قدر حکم کریں گے تحریک اتنی ہی قوت پکڑتی چلی جائے گی۔ جناب صدر میں نے کئی بار مرکزی حکومت سے تحریری درخواست کی ہے کہ یہاں فوج جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں بہتر ثابت ہو گا اس لئے فوج کو اس حکم سے باز رکھا جائے لیکن آج تک مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔“..... گورنر نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے

گا۔ یہی کہ یہ علاقہ سفید پاکیشیا میں شامل ہو جائے گا۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟..... صدر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

• نہیں جناب..... سیاسی حل سے قطعی میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ برا مطلب یہ ہے کہ ہم جہاں کے حرمت پسند گروہوں سے مذاکرات کریں۔ ان کے کچھ مطالبات مان لیں، کچھ پر غور کرنے کا وعدہ کر لیں۔ اس طرح صورت حال تیزی سے سنبھل جائے گی..... گورنر نے کہا۔

• سوری..... یہ ان حالات میں ممکن نہیں ہے۔ سرکاری اور کافرستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اس تحریک کو انتہائی سختی اور بے رحمی سے کچل دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف یہ تحریک بلکہ کافرستان میں اٹھنے والی اسی قسم کی دوسری تحریکیں بھی ختم ہو جائیں۔ اگر ہم نے جہاں ڈھیل دے دی تو کافرستان میں اٹھنے والی دوسری تحریکیں بھی قوت پزیر لیں گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کافرستان کی نگڑوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ آپ کو اس ہیٹ پر بھانسنے سے ہمارا مقصد صرف عالمی سطح پر یہ بتانا ہے کہ ہم نے آپ جیسے محفل مزاج اور سیاسی ذہن رکھنے والا آدمی کو رنلگایا ہوا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ویسے آپ اب تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو ہ سکتے ہیں..... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

• میں سر..... گورنر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اپنی توہین کی وجہ سے ٹائفر کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ وہ قدم بڑھاتے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب تک وہ مینٹنگ ہال سے ملے نہ گئے اس وقت تک مینٹنگ ہال پر سکوت طاری رہا۔

• مسٹر مینن اور چیف کمانڈر مجھے معلوم ہے کہ آپ دونوں یہاں بے پناہ قلم و سبک کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تحریک مکمل طور پر کچلی نہیں جا رہی۔ اس کی وجہ..... صدر نے اس بار دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں، جلد ہی یہ فریک مکمل طور پر ختم ہو جائے گی..... ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

• مسٹر سیوارام..... آپ جہاں کے دفاعی مشیر ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟..... صدر نے اس بار ایک اور فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... میری حتمی رائے ہے کہ جب تک جہاں موجود ایک ایک مسلمان کو ہلاک نہیں کر دیا جائے وہاں حالات پوری طرح سنبھل نہیں سکتے۔ اس لئے میری تو رائے ہے کہ جہاں مسلمانوں کا قتل عام کر دیا جائے۔ ایک ہی بار اسٹارڈا آپریشن کیا جائے کہ سب شورش ختم ہو جائے..... سیوارام نے کہا۔

• نہیں مسٹر سیوارام..... یہ انتہا پسندی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو پوری دنیا میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور آج جو ملک ہمارے دوست ہیں وہ بھی ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔ ہمارا مقصد بہر حال وہی ہے جو آپ نے بتایا ہے لیکن یک دم نہیں بلکہ بھروسہ دیا جائے گا..... صدر نے کہا۔

• سر..... میرا خیال ہے کہ ہمیں مقامی افراد پر توجہ دینے کے ساتھ

مرکت میں آگئے۔ میں نے دو سیکشن ایم۔ سنور میں جھجکا دیئے۔ ایک اندر
دور ایک باہر اور اپنے سب سے فعال سیکشن فور کو حکم دیا کہ وہ فوری طور
پر اس گروپ کا کھوج لگا کر اس کا خاتمہ کر دے۔ سیکشن فور نے واقعی
کارکردگی دکھائی اور اس گروپ کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا۔ اس طرح
ان کی یہ خطرناک پلاننگ ختم ہو گئی۔..... میں نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں ایسی کیا بات ہے کہ اسے پاکیشیا یا دوسرے اسلامی
مکوں کے خلاف بطور ثبوت پیش کیا جاسکے“..... صدر نے ناخوشگوار
لہجے میں کہا۔

”جناب میں ابھی عرض کر رہا ہوں“..... میں نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا فرمائیے“..... صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔
”سر اس گروپ کے خاتمے کے بعد سیکشن فور کے چیف منوہر کو
اطلاع ملی کہ اس گروپ کا ایک آدمی ہلاک ہونے سے بچ گیا ہے۔ یہ چونکہ
بلیک پاؤنڈز کے بنیادی اصول کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی شکار زندہ بچ
جائے اس لئے منوہر نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ
زخمی ہو کر خفیہ طور پر آزاد مشہار چلا گیا ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ
پاکیشیا چلا گیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ پاکیشیا سے واپس آزاد مشہار پہنچ
گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پاکیشیائی مہینٹ ہیں جن کو وہ خفیہ طور پر
سرحد پار کر کر جہاں مشہار لے آنا چاہتا ہے۔ اس اطلاع پر اس گروپ کا
کھوج لگانا گیا جو انہیں خفیہ طور پر سرحد پار کر رہا تھا۔ اس کا کھوج نکال کر

ساتھ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ملکوں سے حریت پسندوں کے راہنوں کو
ختم کرنا ہوگا۔ یہ تحریک اس لئے زور پکڑتی جا رہی ہے کہ انہیں پاکیشیا
اور اسلامی ممالک سے باقاعدہ اسلحہ، رقم اور تربیت یافتہ افراد مل رہے
ہیں۔..... جو تھے آدمی نے ان خود کہا۔

”اوہ اوہ..... آپ جہاں کی انٹیلی جنس کے چیف ہیں۔ آپ کی بات
وزن رکھتی ہے لیکن اس کا آج تک کوئی ایسا ثبوت آپ پیش نہیں کر سکے
جسے ہم پوری دنیا کے سامنے حتی طور پر رکھ سکیں۔ کیا کوئی ایسا ثبوت ہے۔“
..... صدر نے کہا۔

”سر..... ثبوت نہ بھی ہوں تو بنائے جاسکتے ہیں..... انٹیلی جنس
کے چیف نے کہا۔

”اوہ اوہ آپ کی بات واقعی قابل غور ہے لیکن.....“ صدر نے
اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”سر ثبوت بنانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ جلد ہی آپ کے سامنے میری
خفیہ ایک حقی ثبوت پیش کر دے گی۔“..... میں نے کہا۔

”اوہ کیا مطلب..... کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے یہ آپ
نے انتہائی اہم بات کی ہے۔“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جناب گذشتہ دنوں ہمیں اطلاع ملی کہ حریت پسندوں کا ایک
گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ وادی میں موجود کافرستانی فورس کے
اسلحے کے سب سے بڑے سنور جسے کوڈ میں ایم۔ سنور کہا جاتا ہے، کو جہا
کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے چنانچہ اس اطلاع پر ہم فوری طور پر

یہ بہت پاکشیا سیکرٹ سروس کے ہیں تو پھر کچھ لیجنے کہ آپ کی نفیم بلکہ جہاں موجود کافرستانی فوج کے اسلحے کے تمام سٹور۔ تمام ہینڈ کوآرٹریڈز یہ ترین خطرے کی دو میں آچکے ہیں۔ ہم کافرستان میں ان پاکشیا فی ایجنٹوں کی کارکردگی طویل عرصے سے بھگت رہے ہیں۔ ہماری سیکرٹ سروس۔ ہماری پاور ہنسنی۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری بے شمار ایجنسیاں مسلسل ان سے شکست کھاتی چلی آ رہی ہیں۔ آپ پیوز فوری طور پر معلوم کریں کہ یہ ایجنٹ کپڑے گئے ہیں یا نہیں۔

صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے سر میں ابھی معلوم کرنا ہوں۔“ مینن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس پھرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اب وہ یہ بات کر کے بھٹا رہا ہے۔

”میں ٹرانس میزنگو لیجنے۔ میں خود یہ رپورٹ ملتا چاہتا ہوں۔“ صدر نے کہا تو مینن پیچھے گئے۔

”میں منگو اتا ہوں ٹرانس میزنگو۔“ چیف کمانڈر نے کہا اور اڑ کر خود ہی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر جب کافی دیر تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو صدر اور دوسرے سامعین اضطراب بھرے انداز میں دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر تھوڑی دیر بعد چیف کمانڈر اندر آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لائٹ ریج ٹرانس میزنگو اور قمار گران کے پھرے پر وحشت کے آثار نمایاں تھے۔

”کیا بات ہے۔ سب کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے۔“ صدر نے

ایک آدمی کو بھاری قیمت دے کر خرید لیا۔ اس طرح سچ چل گیا کہ یہ پاکشیا فی ایجنٹ درہ و درسام کی طرف سے داخل ہوں گے۔ سچا فوج سیکشن فور نے وہاں پکٹنگ کر لی۔ نتیجہً اب تک یہ پاکشیا فی ایجنٹ کپڑے جاچکے ہوں گے میں نے منوہر کو ہدایت کر دی تھی کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہ کیا جائے بلکہ انہیں گرفتار کر کے خفیہ طور پر سیل میں بٹھایا دیا جائے جہاں ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے بعد انہیں پوری دنیا کے اخباری خاتکوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اس طرح یہ ایک بہت بڑا کامیابی ہو گا کہ پاکشیا فی ایجنٹ ہمارے حرمات پسندوں کی امداد کر رہے ہیں۔“ چیف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا رزلٹ نکلا کپڑے گئے وہ۔“ صدر نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ابھی اطلاع تو نہیں آئی لیکن بہر حال وہ کپڑے جاچکے ہوں گے۔ وہ کسی صورت بھی نہیں نکال سکتے۔“ مینن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے نمبروں نے یہ معلوم کیا کہ کیا یہ واقعی پاکشیا فی ایجنٹ ہیں اگر ہیں تو کس ادارے سے ان کا تعلق ہے۔“ صدر نے جیسے بے زیادہ بے چین لہجے میں کہا۔

”سر کسی بھی ادارے سے تعلق ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔“ مینن نے کہا۔

”فرق پڑتا ہے۔ آپ کو ان پاکشیا فی ایجنٹوں کے بارے میں تجربہ نہیں ہے اور آپ کی بات نے مجھے شدید اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اگر

کردی تھیں۔ اور پھر ان کا بچہ نہیں چلا اور سیکشن فور کے انچارج صاحب بھی غائب ہیں۔..... چیف کانڈر نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں یہ رپورٹ ہی غلط ہے۔ منوہر کیسے غائب ہو سکتا ہے۔“..... مین نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایئر فورس کے کانڈر سے میری بات کر لیجئے فوراً۔“..... صدر صاحب نے تیز لہجے میں کہا اور چیف کانڈر ایک بار پھر تیز قوم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کارڈ لمیں فون میں تھا۔ انہوں نے صدر کے قریب آکر اس پر مین پریس کیے۔

”ہیں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

”جناب صدر صاحب سے بات کیجئے۔“..... چیف کانڈر نے کہا اور فون میں ادب سے صدر کے سامنے سید پر رکھا اور خود مڑ کر واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔ فون میں شاید لاؤڈر موجود تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سب تک پہنچ رہی تھی۔

”ہیلو پریذیڈنٹ ہیلو رہا ہوں۔“..... صدر صاحب نے باوقار لہجے میں کہا۔

”ہیں سر۔۔۔ حکم سر۔۔۔“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ہے مدد مند ہوتا تھا۔

”آپ نے چیف کانڈر صاحب کو کیا ایئر جنسی رپورٹ دی ہے۔“

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب کیا بتاؤں مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا لیکن ایئر فورس کے کانڈر نے فون پر مجھ سے خود بات کی ہے۔ وہ دراصل میری معرفت بلیک ہانڈز کے چیف صاحب سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس وقت صدر صاحب میٹنگ لے رہے ہیں اس لئے فی الحال بات نہیں کرانی جا سکتی۔“..... چیف کانڈر نے کہا۔

”کیا آپ جب باہر گئے تھے تو آپ کو فون کے متعلق بتایا گیا ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”ہیں سر۔۔۔ فون تو بجھلے آیا تھا لیکن میٹنگ کی وجہ سے اسے ہولہ رکھا گیا تھا ایئر جنسی کی بات سن کر میں دفتر چلا گیا۔ اور میری بات ہوئی ہے۔ بہر حال میں یہ ٹرانسمیٹر لے گیا ہوں۔“..... چیف کانڈر نے کہا۔

”کیا ایئر جنسی ہے اور کیا رپورٹ ہے۔“..... تفصیل سے بتائیں۔ آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔“..... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔۔۔ میں آپ کے سامنے کوئی بات کیسے چھپا سکتا ہوں میں دراصل اس میٹنگ کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال کانڈر نے مجھے مختصر طور پر اتنا بتایا ہے کہ بلیک ہانڈز کے سیکشن فور کے چیف ورہ درسام کے قریب ایک ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ انہوں نے بتایا کہ پاکیشیائی بمجنوں نے قریبی فوجی چوکی کے فوجیوں کو ہلاک کر کے ان کے روپ میں راہولی جا رہے ہیں اور انہوں نے اسی چیک پوسٹ سے بمبلی کا پٹر بھی حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد جناب دو ایئر چیک پوسٹس جلد

پوری تفصیل بتائیے۔..... صدر نے حکم دے دیے ہیں کہ۔

سراہتمانی حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ مجھے ایک ایئر چیک پوسٹ کے
 کمانڈر بنجن صاحب نے سپیشل کال کی ہے اور انہوں نے جو تفصیل بتائی
 ہے اس کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے انچارج اپنے ایک
 ساتھی کے ساتھ اپنی چوگام کے ایئرڈے سے حاصل کیے جانے والے ایک
 فوقی ہیلی کاپٹر اس ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ اور انہوں نے کمانڈر بنجن کو
 بتایا کہ بلیک ہاؤنڈز نے پاکیشیا سے آنے والے چند پاکیشیائی بھرتوں کو
 پکڑنے کے لئے پکٹنگ کی قسم لیکن وہ بھرت وہاں سے نکل جانے میں
 کامیاب ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب یہ بھرت اپنی چوگام پہنچیں گے
 چنانچہ بلیک ہاؤنڈز نے وہاں پکٹنگ کی لیکن جب کافی وقت گزر گیا اور وہ
 پاکیشیائی بھرت وہاں نہ پہنچے تو انہوں نے چوگام سے فوقی ہیلی کاپٹر حاصل
 کیا اور پکٹنگ رائونڈ لیتے ہوئے یہاں پہنچے رستے میں انہیں اسی چیک
 پوسٹ کا ہیلی کاپٹر جانا ہوا ملا تھا۔ بہر حال نیچے موجود فوقی جوہر پر انہیں
 کھائی میں بڑی ایک ڈاش دکھائی دی تو انہوں نے وہاں اتر کر جینٹل کی تو
 جوہر پر موجود قدام فوقی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ چند کیو بی میٹار مز بھی انکار
 لی گئی تھیں۔ اس لئے سیکشن فور کے چیف صاحب کا خیال تھا کہ جو فوقی
 ہیلی کاپٹر انہیں جانا ہوا ملا ہے۔ اس میں کافرستانی فوقی کی یو میٹارم میں
 پاکیشیائی بھرت ہوں گے۔ یہ ہیلی کاپٹر کمانڈر بنجن نے جوہر کے انچارج
 لیٹین شرمائی سرکاری کال پر بھیجا تھا کیونکہ لیٹین شرمائی انہیں بتایا تھا
 کہ وہ کسی ٹاپ ایئر جنسی کے سلسلے میں غوری طور پر راہداری پہنچا چکے

ہنگامہ اسے کھائی میں گرانے سے پہلے باقاعدہ اس کے پڑول ٹینک خالی
 رویتے گئے تھے۔ وہاں پڑول بیٹے کے نشانات ابھی تک موجود تھے اور
 پہلی کاہڑ کے ساتھ کوئی لاش بھی موجود نہیں ہے۔ سنا فچہ میں نے چیف
 کاہڑ کو کالی کیا تاکہ وہ کپشن شربا اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرائیں۔
 دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 - ٹھیک ہے آپ بھی انہیں تلاش کریں۔ پوری فورس کو حکم دے
 دیں کہ ہنگامی طور پر انہیں تلاش کیا جائے۔ صدر نے اہتائی سخت
 لے میں کہا۔ اور فون آف کر دیا۔ ان کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے
 اثرات ابھرتے تھے۔

یہ رپورٹ کسی غلط فہمی پر مبنی ہے جناب۔ سیکشن فور کا انچارج
 خوبر اہتائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ وہ اپنی آسانی سے ان پاکیشیائی
 مجنوں کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ مشین نے خدر صاحب کے فون آف
 لے ہی ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اس رپورٹ کے بعد سیرے ذہن میں یہی خیال آ رہا ہے کہ یہ
 پاکیشیائی مجنوں دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی افراد ہوں گے اور
 اگر واقعی یہ وہی ہیں تو پھر جو کچھ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے وہ غلط نہیں
 ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اقدامات کرنے کے عادی ہیں۔ وہ ہر ناممکن کو
 ممکن بنانے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں اور ان کی وادی مشہور میں آمد
 گلستان کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ آپ سب حضرات انہیں عام
 مجنوت سمجھ کر ذیل کر رہے ہیں جب کہ وہ عام مجنوت نہیں ہیں۔ ان کے

کی گئی تو انہوں نے اس کے بعد راہولی تک آنے والی ایئر چیک پوسٹس
 کے کمانڈر سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ پہلی کاہڑ دونوں ایئر چیک
 پوسٹس کو اس کر کے راہولی پہنچ گیا ہے۔ راہولی کے ایئر ہیڈ کو اور اس سے
 رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ راہولی کی فضا میں اس طرف سے کوئی
 پہلی کاہڑ آیا ہی نہیں۔ کمانڈر بچن کو شک گذرا تو انہوں نے چینگ کا
 سوچا لیکن چونکہ ان کے پاس پہلی کاہڑ تھا۔ اس لئے انہوں نے کراٹ ایئر
 چیک پوسٹ پر کال کی لیکن وہاں سے بھی کال انڈاء کی گئی تو انہوں نے
 اس سے پہلے کہ ایئر چیک پوسٹ پر کال کر کے اس کے کمانڈر کو ساری
 بات بتائی، اور دونوں ایئر چیک پوسٹس کو خود جا کر چیک کرنے کے لئے
 کہا۔ پھر اس کمانڈر کی طرف سے اطلاع ملی کہ کراٹ ایئر چیک پوسٹ کی
 ساری مشینری جہاں کر دی گئی ہے۔ اور وہاں موجود تمام افراد کو گولیوں
 سے اڑا دیا گیا ہے۔ وہاں کمانڈر کے ساتھ ساتھ کھائی ایئر چیک پوسٹ کے
 کمانڈر شیر سنگھ کی بھی گولیوں سے پھلتی لاش ملی ہے اور سیکشن فور کے
 چیف کے دوسرے ساتھی کی لاش اور ان کے پہلی کاہڑ کے پائلٹ کی لاش
 بھی وہاں پڑی ہوئی ہے جب کہ کھائی ایئر چیک پوسٹ پر بھی یہی صورت
 حال ہے۔ وہاں بھی اسی طرح قتل عام کیا گیا ہے۔ سیکشن فور کے چیف
 کپشن شربا اور اس کے ساتھی سب غائب ہیں۔ سارے راہولی بھی نہیں پہنچے۔
 میں نے یہ اطلاع ملے ہی راہولی ایئر ہیڈ کو اور اس سے رابطہ قائم کر کے انہیں
 پہلی کاہڑ کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو مجھے رپورٹ دی گئی کہ پہلی کاہڑ
 راہولی سے کافی پہلے ایک کھائی میں جہاں ہولڈا ہے لیکن اسے آگ نہیں لگی

ہماری امداد کے لئے بھیجتا۔ ہمیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور ”
..... مینن نے تیر لکچے میں کہا۔

”تپ بے فکر رہیں۔ سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گذرا نہیں ہے۔ ان کا
ناخنہ میرے ہاتھوں ہی ہوگا۔ ویسے وہ فوجی یو حیدر مز میں ہیں۔ اس لئے
فوج کے آتے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش نا ممکن ہو
جانے گی اور.....“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے..... ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ ہر قیمت پر سمجھے
اور.....“ چیف نے کہا۔

”او۔ کے اور اینڈ آئل.....“ مینن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”منوہر کی رپورٹ سے مجھے کچھ اطمینان ہوا ہے کہ یہ لوگ وہ نہیں ہو
جتنے جن کا مجھے خدشہ تھا۔ یہ کوئی اور بمبٹ ہیں۔ اگر یہ پاکیشیائی سیکرٹ
ہو اس سے متعلق ہوتے تو پھر منوہر کسی صورت بھی ان کی قید سے بچ کر
نکل سکتا لیکن اس کے باوجود سب ادارے انتہائی ہوشیار رہیں گے اور
جب یہ لوگ ہلاک ہوں تو مجھے رپورٹ دی جانے گی۔“ میٹنگ برخواست
..... صدر نے اس بار قدرے مطمئن لکچے میں کہا اور کرسی سے اٹھ
کر اٹھے ہوئے سان کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ صدر
کارٹر جیرونی دروازے کی طرف ہو گیا اور چیف کا مندر سمیت باقی افراد بھی
مذہبات انداز میں ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور..... اس بار دوسری طرف سے انتہائی
ناخوشگوار لکچے میں جواب دیا گیا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی بمبٹ کیسے حالات۔“ تفصیل بتاؤ اور.....
مینن نے تیر لکچے میں کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک بمبٹ ہیں۔ میرے سارے گھیرے توڑ کر نکل
گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا
ہوں جلد ہی میں ان کا خاتمہ کر دوں گا اور.....“ منوہر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اور.....“ مینن نے پوچھا۔

”سات آدمی تھے۔ کافرستانی فوج کی ایک چوکی جہاں کے انہوں نے
وہاں سے یو حیدر حاصل کی تھیں پھر پہلی کا پڑ سے راہ دہی آئے گئے۔
رہتے ہیں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ
انہوں نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر دیا اور مجھے اغوا کر لیا۔ مجھے ہوش
آیا تو میں ان کے دو میان ایک غار میں قید تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے
ہینڈ کو اڑا کر حمل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
گرفت سے نکل آیا۔ اور وہ فرار ہو گئے ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں
مرا گیا ہے اس لئے اب ان کی تعداد چھ ہے اور.....“ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”ہمیں ہینڈ کو اڑا کر کال کرنا چاہئے تھی تاکہ میں دوسرے سیکشن کو

دیں۔ پہلے تو وہ حیرت سے اُدھر اُدھر دیکھتا رہا پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔
 چہارا نام منوہر ہے اور تم بلیک ہائونڈز کے سیکشن فور کے چیف ہو۔
 عمران نے سر دلچے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں" منوہر نے جواب دیا اور اس بار وہ اچھل کر کودا ہو گیا
 لیکن عمران نے اس کے اس طرح اٹھ کر کودے ہونے پر کوئی اعتراض نہ
 کیا تھا اس لئے باقی ساقھی بھی خاموشی سے کھڑے رہے لیکن تولنے عمران
 کے ان سب کے ہاتھوں میں مشین پستل موجود تھے۔
 • بلیک ہائونڈز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ.....
 عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

• مجھے نہیں معلوم" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران
 اس کی بات سن کر بے اختیار ہونک بڑا۔ کیونکہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ
 جاکہ رہا ہے۔
 • تم اس کے ایک سیکشن کے انچارج ہو اور جہیں نہیں معلوم"
 عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔
 "چیف نے اسے خفیہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے پیادوں سیکشنز کے علیحدہ
 علیحدہ اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز ہیں" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور عمران نے غیبت میں سر ہلادیا۔

• اپنے اور باقی ٹین سیکشنز کے ہیڈ کوارٹرز کا محل وقوع بتا دو"
 عمران نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات ختم ہوتی منوہر نے
 ہلکت کسی جھوٹے عتاب کی طرح چمٹا لگا لی۔ وہ عمران اور صفدر کے

ایلی کا پٹر کے پٹرل ٹینک خالی کر کے عمران کے ساتھیوں نے مل کر
 اسے نیچے عمیق گہرائی میں دھکیل دیا اور ایلی کا پٹر کے نیچے گہرائی تک پہنچتے
 پہنچتے بڑے الگے۔ منوہر کو اس دوران صدیوں بھار میں لے گیا تھا اور وہ
 خود ہیں تھا۔ ایلی کا پٹر کو دھکیلنے کے بعد عمران بھی باقی ساتھیوں کے
 ساتھ اس غار کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اعظم نے تلاش کیا تھا جھد لکھوں بعد
 وہ اس کشادہ غار میں پہنچ چکے تھے یہ اس جگہ سے کافی دور تھی جہاں انہوں
 نے ایلی کا پٹر کو جبا کیا تھا۔ منوہر غار میں بے ہوش بڑا ہوا تھا۔
 "اسے ہوش میں لے آؤ صدیقی" عمران نے کہا اور صدیقی نے
 جھک کر اس کے ہجرے پر قہرمانے شروع کر دیے۔ ساتویں دور وار قہرمانے
 کے بعد منوہر کو ہوش آیا اور عمران کچھ گیا کہ منوہر طاقت ور اخصاب
 اور قوت مدافعت کا مالک ہے۔ منوہر نے کرہنتے ہوئے آنکھیں کھولیں

موت کا باعث بن گیا ہے۔..... عمران نے ہونٹ چھینچھینے ہوئے کہا اور منوہر کی طرف بڑھا جو پہلو کے بل ساکت رہا ہوا تھا۔

”یہ بھی سر چکا ہے۔ دیوار سے ضرب کی وجہ سے اس کا شاید دل بند ہو گیا ہے۔ یہ شاید دل کے کسی خاص مرض میں مبتلا تھا جس سے اس قدر جوش گھٹنے سے دل بند ہو جاتا ہے۔..... عمران نے اسے ہنسی کرتے ہوئے کہا اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ان دونوں کی موت ہمارے لئے بہتر ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن..... صدف نے کہا لیکن فقرہ اور سو را چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”جہاڑی بات درست ہے..... اعظم اب مکمل طور پر ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ اس سے ہمیں چھیننے کے لئے مناسب اڈے مل سکتے تھے۔ منوہر سے کم از کم اس کے ہیڈ کوارٹر کا ہی علم ہو جاتا۔ بہر حال اتفاقات تو ہوتے رہتے ہیں۔ اب حقیر کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ کسی خاص مرض میں مبتلا ہے۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”گھنا تو یہ کافی سخت جان تھا..... حقیر نے ہونٹ جھباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اب اس کی گلاش لو..... ہو سکتا ہے جو کچھ ہم اس سے معلوم کرنا چاہتے تھے وہ اب بھی ہمیں مل جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حقیر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ بعد اٹھ کچھ بعد جب وہ منوہر کی گلاش لے کر واپس ملا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ اور ایک جھوٹا سا باکس تھا۔ جس کی ساخت سگریٹ کیسی جیسی تھی۔ عمران نے کارڈ دیکھا۔ اس پر

دو میان موجود خطا کو کراس کر کے فار کے دہانے سے باہر جانا چاہتا تھا لیکن دوسرے لگے وہ بری طرح جھٹکا ہوا اوپس پلٹ کر دیوار سے جا ٹکرایا لیکن دوسرے لگے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ وہ ایک بار پھر ٹکرا بازی کھاتا ہوا گونے میں کھڑے اعظم سے ٹکرایا اور پھر اعظم سے ٹکرا کر وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اعظم اس کے پسینے سے لگا کھڑا تھا۔

”میں اسے مار ڈالوں گا سب اپنا اسلحہ بھیجک دیں۔..... منوہر نے تیز لگے میں کہا۔ اعظم کی گردن کے گرد اس کے بازو کا حلقہ موجود تھا جب کہ دوسرا بازو اس نے اعظم کے پیٹ کے گرد رکھا ہوا تھا اور اعظم کا چہرہ گردن پر بازو کی وجہ سے بری طرح جکڑ سا گیا تھا۔

”مار ڈالو یہ ہمارا ساتھی نہیں ہے۔..... عمران نے سروٹکے نہیں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا اپنا ہیک صدیقی جو اس سے سب سے قریب تھا برقی کی طرح اچھلا اور اس کے ساتھ ہی منوہر اور اعظم دونوں اچھل کر پہلو کے بل گرے اور اس کے ساتھ ہی حقیر نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لگے منوہر جھٹکا ہوا کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ فار کی ایک دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ سب سے نیچے گر اور چند لمحوں کے کہنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”اوہ اعظم تو مر چکا ہے۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔..... صدیقی نے سیدھا ہونے ہونے کہا۔ وہ منوہر کے ہٹ جانے پر اعظم کو اٹھنے میں مدد دینے کے لئے جھٹکا تھا۔

”جہاڑی اپنا ہیک جھٹکانے کی وجہ سے منوہر کے بازو کا جھٹکا اس کی

منوہر اور انچارج سیکشن فور کے الفاظ درج تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے اس باکس کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن وہ چاروں طرف سے بند تھا۔ عمران نے اس کے مختلف پہلو کو دبا کر شروع کر دیا لیکن وہ کھلا نہیں۔

”ہو سکتا ہے یہ کسی خاص قسم کا بم یا فلی دیو ٹرانسمیٹر ہو“..... صفور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”جلو اب یہاں سے نکلیں۔ دود کسی بھی وقت ایئر چیک ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے خار سے باہر آ گئے۔ عمران نے سب کے باہر آ جانے پر خار کے دہانے پر کھڑے ہو کر پوری قوت سے باکس خار کی اندرونی دیوار سے مار دیا، لیکن کوئی دھماکہ نہ ہوا البتہ اس باکس کے دیوار سے ٹکرانے اور پھر گرنے کی آواز ضرور سنائی دی۔

”یہ تو بہر حال نہیں پھٹتا، لیکن جو کچھ بھی اس کے اندر ہو گا وہ اب یقیناً ٹوٹ بھوٹ چکا ہو گا“..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

”ہمیں اب مغرب کی طرف چلنا ہے۔ اس بستی پاشا کی طرف۔ اس رحمت علی کی مپ ہمارے پاس ہے“..... عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادیے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک چلنے کے بعد انہیں دود سے بستی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

”میں اکیلا جاؤں گا۔ تم سب یہیں رک جاؤ اور کوئی اوٹ لے لو“

..... عمران نے بستی کے آثار دیکھتے ہی کہا۔

”لیکن عمران صاحب ہمارے جسموں پر موجود فوجی یونیفارمز بعد میں ہماری شناخت بھی بن سکتی ہیں۔ بہر حال چیکنگ تو ضرور ہو گی“..... صفور نے کہا۔

”ہاں..... اب یونیفارمز انار دینی چاہئیں..... یہ تو اچھا ہے کہ ہم سب نے اپنے لباسوں کے اوپر جی یونیفارمز پہنی ہوئی ہیں، لیکن ہمارے لباس سیاہ رنگ کے ہیں یہ بھی شناخت بن سکتے ہیں۔ بہر حال اس یونیفارم سے یہ لباس زیادہ بہتر ہے گا۔ اب اگر یہ لباس بھی انکار لیا گیا تو پھر شناخت اور زیادہ بختہ ہو جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور عمران سمیت سب نے تیزی سے یونیفارمز انار کی شروع کر دیں۔

”انہیں..... کسی ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے یہ کسی کے ہاتھ نہ لگ سکیں“..... عمران نے یونیفارم انکار کر اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنے لباس میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

”میں جہاد سے ساتھ چلوں“..... حور نے کہا۔

”نہیں تم سب یہیں رکو۔ میں اکیلا ہونے کی وجہ سے شاید کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس رحمت علی تک پہنچ جاؤں“..... عمران نے کہا اور پھر یونیفارم اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک کر وہ الوداعی انداز میں ہاتھ ہلاتا ہوا تیزی سے بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ بستی کافی چھوٹی سی تھی۔ صرف تین چیمکیں گھر تھے جو اوپر اوپر پہاڑی ڈھلوانوں پر بکھرے ہوئے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”واقعی میں پہلی بار یہاں آیا ہوں اور اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ تم ایسا کرو کہ اپنے بابا کو یہاں بلاؤ۔ اسے کہنا کہ میرا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ باباؤز سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجاہدین سے..... اودہ مگر.....“ صابرہ نے مجاہدین کا لفظ سنتے ہی اجنبی پریشانی سے اودہ اور دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم پریشان کیوں ہو گئی ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

”یہاں حکومت کے کئی غیر ہیں۔ اگر انہوں نے قہیں دیکھ لیا تو نہ

صرف تم بلکہ میں اور بابا سب مارے جائیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس

سامنے والی غار میں چھپ جاؤ میں بابا کو یہاں لے آتی ہوں، لیکن اگر جہارا

تعلق واقعی مجاہدین سے ہے تو کوئی خاص نفعانی بناؤ۔“ صابرہ نے کہا۔

”تم اپنے بابا سے کہہ دینا کہ مجھے اعظم نے بھیجا ہے جو درہ و سام کے

راستے مجاہدین کو اودہ اور پہنچانے کا کام کرتا ہے۔“ عمران نے کہا اور

صابرہ نے اشیات میں سرگلا دیوار پیر دوڑتی ہوئی ہستی کی طرف بڑھ گئی۔

عمران مسکراتا ہوا ایک طرف موجود اونچی بھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔

اس نے غار میں جا کر جینے کو پسند کیا تھا، کیونکہ اس طرح وہ ماحول سے

گٹ جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور سے ایک اوجیز مردانہ کو صابرہ کے ساتھ

ہستی سے نکل کر اودہ آتے ہوئے دیکھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہی رحمت علی

ہوگا۔

تھے۔ ابھی عمران ہستی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک طرف ایک نوجوان مشکباری لڑکی کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی تھی۔ اس کا لباس مقامی تھا لیکن مشکباری ہونے کی وجہ سے اس کا حسن و جمال مثالی تھا۔ اور پھر عمران نے اودہ اور پھر قہری ہوئیں کئی بھاڑی بھیدیں بھی دیکھ لیں۔ اودہ دیکھ گیا کہ یہ لڑکی ان بھیدوں کو یہاں چرا رہی ہے۔ عمران آہستہ آہستہ اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر بے گت خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ کسی سبکی ہوئی ہرئی کی طرح نظر آئے گی۔

”گھبراؤ نہیں میں دشمن نہیں ہوں دوست ہوں۔“ عمران نے اس کے قریب جا کر نرم لہجے میں کہا۔

”تم..... تم مشکباری تو نہیں ہو..... کون ہو.....“ لڑکی نے

ہکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں بہت دور سے آیا ہوں اور مجھے رحمت علی سے ملنا ہے۔ کیا تم مجھے

بلاؤ گی کہ اس کا گھر کون سا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ تم بابا سے ملنے آئے ہو۔ مگر.....“ لڑکی نے چونک کر کہا اور

عمران بھی اس کے منہ سے بابا کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”تم رحمت علی کی بیٹی ہو.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں

پوچھا۔

”ہاں میں رحمت علی کی اکتوتی بیٹی ہوں، اور میرا نام صابرہ ہے۔ مگر تم

کون ہو۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔“ صابرہ نے

نہا اور عمران اور اس کے ساتھی ایک غار کی طرف بڑھ گئے تب کہ
 نے تم ہمیں راہولی میں داخل ہونے کا کوئی راستہ بتاؤ جس سے ہم
 کی نظروں میں آئے بغیر راہولی میں داخل ہو سکیں۔..... عمران غار سے باہری وک گیا۔

ہوئے لہجے میں کہا۔
 راہولی میں میرا بھیجا آصف رہتا ہے۔ اس کا کپڑے کا کاروبار ہے۔
 وہ راہولی میں کپڑے کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اس کا مکان بھی راہولی
 کے ایک کنارے پر ہے اس کے پاس فون بھی ہے۔ میں تمہاری

کر سکتا ہوں کہ کہیں آصف تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد اگر تم نے
 کو مطمئن کر دیا تو وہ تمہارا کام کر سکتا ہے۔..... رحمت علی نے کہا۔
 نصیب ہے..... یہ تمہاری طرف سے ہمارے ساتھ بہت
 ہوگا۔..... عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

تو پھر تم اپنے ساتھیوں کو بلا کر ہستی کے عقبی طرف پہنچ جاؤ۔
 موجود ہوں گا۔..... رحمت علی نے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا
 سے نکل کر ادھر کو روانہ ہو گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔
 در بعد وہ ایک لبا چکر کلاٹ کر ہستی کے عقبی سمت پہنچ گئے۔
 واقعی وہاں موجود تھا جین اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اور منہ کو
 چادر میں آویسے زیادہ چھپایا ہوا تھا۔

آؤ جلدی۔ کوئی دیکھ نہ لے۔..... رحمت علی نے کہا اور
 ایک گھنٹے تک مہارتوں کے اندر گھومتے ہوئے وہ راہولی شہر کے
 پہنچ گئے لیکن شہر کی عمارتیں کافی دور تھیں۔

آپ لوگ یہاں رکھیں میں آصف کو لے کر آتا ہوں۔.....

”او۔۔۔ کے۔۔۔ آئیں میرے ساتھ میں آپ کی بات فون پر کرادیتا ہوں۔۔۔ آصف نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

”بیٹا۔۔۔ مجھے یہ لوگ بچے لگتے ہیں اس لئے تم ان کی پوری طرح مدد کرو۔۔۔ رحمت علی نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں بچا۔ میں ان کی مدد کروں گا۔ آپ واپس جائیں۔

”کیس بہتی میں آپ کی اپانک غیر جانبری سے کوئی آپ کی طرف سے شکوک نہ ہو جائے۔۔۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رحمت

علی نے اہلیت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے واپس بہتی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے خصوصی طور پر

اس کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہی آصف نے ملاقات ممکن ہو سکی تھی۔ اور پھر وہ آصف کی گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے غلط

جہاز کی راستوں سے گزرتے ہوئے وہ شہر کے نزدیک ہوتے چلے گئے لیکن ابھی تک انہیں کوئی آدمی راستے میں نظر نہ آیا تھا۔

”شہر کافی نزدیک آگیا ہے لیکن اس طرف کوئی آدمی ہی نظر نہیں آ رہا۔۔۔ عمران نے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ اب لوگ سوائے اشد ضروری کام کے گھروں سے نکلے ہی نہیں، اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کو ایسے راستے

سے لے جا رہا ہوں جو عام گزرگاہ نہیں ہے۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ کوئی آدمی آپ کو میرے ساتھ دیکھ لے۔ آپ کے لباس خصوص قسم کے

تھوڑی دیر بعد ایک پختان کی اوٹ سے رحمت علی ایک نوجوان کے ساتھ نمودار ہوا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بڑی تیز نظروں سے عمران

اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیتا ہوا آئے آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے قریب پہنچ گئے۔ رحمت علی نے آصف کا تعارف کرایا جب کہ عمران نے

اپنا اور اپنے ساتھیوں کا۔

”مجھے بھلا رحمت علی نے آپ کے متعلق بتایا ہے اور ان کے مجبور کر رہے ہیں۔ میں آپ کی سہولت میں سہولت خواہ ہوں۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ورنہ کافرستانی فوج میری جان تو کیا میرے بہنوئی

خاندان کو گولیوں سے پھینکی کر کے رکھ دے گی۔۔۔ آصف نے اپنا لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ اجنبیوں کے ساتھ تم یہی بات کر سکتے ہو، لیکن ہم تم سے صرف ایک فون کرنے کا تعاون طلب کریں تو کیا تم اس سے بھی انکار

دو گے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فون۔۔۔ کہاں کرنا ہے۔۔۔ آصف نے چونک کر پوچھا۔

”دگام میں اون کا ایک نامبر ہے یعقوب۔ اسے فون کرنا ہے۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یعقوب آ رہا وہ آپ کا کسبے واقف ہے۔۔۔ آصف نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

”براہ راست واقف نہیں ہے۔ ایک حوالے سے بات کرنی ہے۔

سے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

ہیں۔ اور ایسا لباس دیکھتے ہی کافرستانی فوجیوں نے بغیر کچھ پوچھے ہی فائر کھول دینا ہے۔..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی ڈھلوان پر پہنچے ہوئے ایک بڑے سے حویلی نما مکان میں پہنچ گئے۔ مکان کافی بڑا تھا اور وہاں چار پانچ غلام بھی انہیں نظر آئے تھے، لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نہ تھے۔ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو کر آصف نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے دوبارہ میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور اس کے نیچے خانے کے اندر ایک اور خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک کارڈ لیس فون نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ خصوصی فون ہے۔ اس پر ہونے والی بات رجسٹر نہیں ہو سکتی۔ آپ اطمینان سے اور کھل کر بات کر سکتے ہیں۔..... آصف نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس خصوصی فون کی موجودگی ہی بتا رہی تھی کہ آصف کا تعلق بھی مجاہدین کے کسی خفیہ گروپ سے ہے۔ درجہ عام تاجر ایسے فون اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ لیکن عمران بھی جانتا تھا کہ جب تک آصف کو ان کے متعلق پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے وہ اپنی شناخت ظاہر نہیں کر سکتا۔ عمران نے فون پیش لیا کہ اس پر موجود مختلف نمبر برقی کرنے شروع کر دیئے۔

”ناسری کارپوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یعقوب صاحب سے بات کر انہیں..... عمران نے جواب دیا۔
”ہو لڑ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یعقوب بول رہا ہوں۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں۔..... ہونے والے کا لہجہ عام کاروباری سا تھا۔
”میرا نام علی عمران ہے۔ حوالے کے لئے ناظران..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ آپ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔..... دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
”راہولی سے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں کے لئے کوئی فب دو۔.....

عمران نے کہا۔
”راہولی میں آصف حسین کا پوچھ لیں۔ وہ کہیں کا تاجر ہے۔ راہولی کا مشہور آدمی ہے۔ اسے پی۔ سی۔ پی کا حوالہ دے کر کہیں کہ وہ فوری طور پر مجھ سے بات کرے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں آصف کے خصوصی فون سے ہی بات کر رہا ہوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پیش ساتھ بیٹھے ہوئے آصف کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو میں آصف بول رہا ہوں۔..... آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”آصف علی عمران صاحب اکیلے ہیں یا ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی ہیں۔..... یعقوب نے پوچھا۔

پانچ دیگر ساتھی بھی ہیں۔ مگر..... آصف نے کہا۔

”مسٹر آصف..... عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا سکیورٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا سکیورٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے۔ پاکیشیا سکیورٹ سروس نے ہماری درخواست پر خصوصی طور پر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے کام کرنے کی حالی بھی ہے..... جنہیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کی سرگرمیاں۔ تحریک کے خلاف کس قدر سوشل ہو جاتی ہیں اور ہم انہیں روک نہیں پاتے۔ اگر بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پھر تحریک کا خاتمہ یقینی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکیشیا سکیورٹ سروس بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنے پر رضامند ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ یقینی ہے۔ گروپ کی باقی کمان نے فیصلہ کیا ہے کہ گروپ کا ہر فرد ہر لحاظ سے ان کی امداد کرے گا۔ میرا خیال تھا کہ یہ لوگ براہ راست وگام نہیں گئے، لیکن یہ رازبوی پہنچے ہیں تو یہ اب جہادی امداد داری ہے کہ تم ان کی ہر طرح سے مدد کرو تاکہ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہو سکے.....“ بیخوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب آپ فکر نہ کریں یہ اب میرا فرض بن چکا ہے۔“..... آصف نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے فون واپس میز پر رکھ دیا۔

”میں معذرت خواہ بتا رہا تھا کہ میں نے پہلے آپ کو انکار کیا۔ دراصل جہاں کے حالات.....“ آصف نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے آصف اور ان حالات میں جہاد رازبوی ہی ہونا چاہیے تھا، لیکن تم فکر نہ کرو ہم جنہیں ان حالات کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ تم صرف اسکا کرو کہ ہمیں کوئی ایسا اڈہ دے دو جہاں ہم رہ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مقامی لباس کی بھی ضرورت ہے اور انہیے کاغذات بھی جن سے ہماری مقامی شناخت ہو سکے۔ ہمیں چہ چلا ہے کہ جہاں رازبوی میں بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے ہم نے اسے ٹریس کر کے ختم کرنا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ جہاں ہمارے گروپ کے اطلاعات کافی وسیع ہیں اور میں رازبوی کا انچارج ہوں۔ آدمی۔ لباس۔ اسلحہ۔ اڈے۔ سب کچھ مل جائے گا، لیکن ہیڈ کوارٹر والی بات غلط ہے۔ اگر جہاں ہیڈ کوارٹر ہوتا تو لازماً مجھے اطلاع مل جاتی۔ میری معلومات کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت وگام میں ہے۔“..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں پاس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی کمیو ہے..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں..... باوجود کوشش کے آج تک اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ ورنہ تو ہم خود ان کا مقابلہ کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ لوگ بس اپنا کنبہ ہی کسی جگہ نمودار ہوتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔“..... آصف نے جواب دیا۔

”جہاں کا فرسٹائی فون کی چھاننی یا اڈہ تو ہو گا..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ایک کافی بڑی چھاؤنی ہے۔ میرے بظاہر کافرستانی فوج کے اعلیٰ افسران سے گہرے تعلقات ہیں، لیکن آج تک ان کے درے بے کسی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔ جس سے چہ چلتا کہ ان کا کوئی تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”تجربا کا سب سے بڑا فوجی افسر کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”کر تل درگاہام۔“ بہت ہی سخت گیر۔ قلم اور سفاک آدمی ہے اسے یہاں خوبی بھیڑیے کے نام سے جانا جاتا ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”وہ چھاؤنی کے اندر رہتا ہے یا علیحدہ کسی جگہ رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”چھاؤنی کے اندر رہتا ہے اور سوائے اپنے خاص ماتحتوں کے اور کسی سے ملنا بھی نہیں۔ حالانکہ میری کئی دیگر افسران سے سلام دعا ہے لیکن آج تک کر تل درگاہام سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ آصف حسین نے جواب دیا۔

”کیا تم ہمارے لئے کافرستانی فوجیوں کی نظر مزکا انتظام کر سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا

”ہاں یہ کام تو انتہائی آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ آصف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”او۔ کے۔۔۔۔۔ تم اڑے۔ فوق چپ اور اسلحہ کا انتظام کرو۔ پھر اس درگاہام سے ہم خود ہی ملاقات کر لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”میں سب سے پہلے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کرنا ہوں۔ اس کے بعد جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ آصف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اٹھ کھڑا ہوا

نے اسے اٹھا کر لپٹے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے ایک کنارے پر ایک
خصوص جگہ رکھا تو سینی کی آواز لفظی بند ہو گئی..... اس کی جگہ ایک
بھاری آواز سنائی دی

۔ "ہیلو ہیلو..... چیف آف بلیک ہاؤسڈز کالنگ اوور"..... بولنے
والے کا بچہ خاموش تھا۔

۔ "میں سیکشن فور چیف انٹرننگ اوور"..... منوہر نے ہونٹ بچھینے
ہوئے جواب دیا۔

۔ "جہار نام کیا ہے اوور"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور منوہر یہ
جیب و خرب سوال سن کر بے اختیار چونک پڑا اس کے تصور میں بجلی نے
تھا کہ چیف اس سے ایسا سوال پوچھے گا۔

۔ "منوہر..... جناب آپ جانتے تو ہیں اوور"۔ منوہر نے حیرت بھرے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

۔ "جہارے والد کا نام کیا ہے اوور"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا
اور منوہر کے چہرے پر کھٹکتے غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

۔ "جناب آخر بات کیا ہو گئی ہے کہ آپ نے باقاعدہ حسب نسب پوچھنا
شروع کر دیا ہے اوور"..... منوہر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

۔ "والد کا نام ہوا منوہر اوور"..... چیف کا بچہ استغاثی سخت تھا۔

۔ "سو رہی پہلے آپ وضاحت کریں کہ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے
ہیں اوور"..... منوہر نے دامت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

۔ "ایسا شاشت کے لئے پوچھا جا رہا ہے۔"۔ "اجتہائی ضروری ہے اوور"

منوہر کی آنکھیں کھلیں تو جھلے تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
سانس اس کے سینے میں انگ رہا ہو اور اسے سینے میں شدید ترین تکلیف
محسوس ہو رہی تھی لیکن جلد ہی اس کا سانس بحال ہو گیا اور دوسرے لمحے
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیچہ گیا۔ وہ حیرت سے اوپر اوپر دیکھ رہا تھا۔ یہ
وہی غار تھی جہاں اس کا لکڑاڑا کیشیانی وہیمینوں سے ہوا تھا لیکن اس وقت
غار خالی تھی۔ البتہ غار کے دیانے کے قریب ایک کونے میں ان لوگوں
کے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی
سے اس لاش کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ اسے اندرونی کونے سے تیز سینی
آواز سنائی دی اور وہ بری طرح چونک کر اس کونے کی طرف مڑا اور
دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس کا
سیٹھل ٹرانسمیٹر غار کے کونے میں دیوار کے ساتھ زمیں پر پڑا ہوا تھا۔ اور
سینی کی آواز اس سے نکل رہی تھی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس

دوسری طرف سے تیز لگے میں کہا گیا۔

”میرے والد کا نام کرشن رام تھا اور“..... منوہر نے جواب دیا۔
 ”گفٹ..... اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی منوہر ہو۔ لیکن اب تم اپنا
 سابقہ ملزئی کو ڈھٹاؤ اور“..... چیف نے کہا۔

”آپ اب زیادتی کر رہے ہیں جناب۔ میں یہاں انتہائی خطرناک
 حالات میں الجھا ہوا ہوں پاکیشیائی ہتھیاروں کے ساتھ اور آپ انٹرویو کا
 سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور“..... منوہر نے ایک بار پھر نافوغنوار
 لہجے میں کہا اسے حقیقت اس وقت چیف پر غصہ آ رہا تھا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی ہتھیار۔“ گھسیے حالات تفصیل بتاؤ اور“.....
 دوسری طرف سے چیف نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک ہتھیار ہیں۔ میرے سارے گھیرے توڑ کر ٹکڑ
 گئے ہیں انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا
 ہوں اب میں بھڑ ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا اور“..... منوہر نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں یہ اور“..... چیف نے پوچھا۔

”سات آدمی تھے۔“ کافرستانی فوج کی ایک چوکی تباہ کر کے انہوں نے
 وہاں سے یہ میٹارمز حاصل کی تھیں پھر اہل کارپز سے راہبوں آئے گئے۔ راستے
 میں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے مختصر یہ کہ انہوں
 نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر کے مجھے اغوا کر لیا مجھے ہوش آیا تو میں
 ان کے درمیان ایک خار میں موجود تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
 انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن بھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
 گرفت سے نکل آیا اور وہ فرار ہو گئے۔ ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں
 مارا گیا..... ہے اب ان کی تعداد اچھ ہے اور“..... منوہر نے مختصر سے
 واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

”جہیں ہیڈ کوارٹر کال کرنی چاہیے تھی۔ میں دوسرے سیکشن کو جہادی
 امداد کے لئے بھیج دیتا۔“ جہیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور“.....
 چیف نے تیز لگے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گورا نہیں ہے ان کا
 خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہو گا ویسے وہ فوجی یو میٹارمز ہیں۔ اس لئے فوج
 کے آگے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو جائے گی
 اور“..... منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔“ کے ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہیے ہر قیمت پر مجھے اور“.....
 چیف نے کہا۔

”یہیں سرا اور“..... منوہر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور ایڈٹ
 آل کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی اور منوہر نے یہ منگڑٹ کھینکنا
 بائبل ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور خار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ خار
 سے باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ وہ غور
 سے اس علاقے کو دیکھ رہا تھا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ وہ اس وقت کہاں
 موجود ہے لیکن کچھ دریاں کھڑے رہنے کے باوجود جب اس کے ذہن میں

کا چہرہ زرد ہو گیا۔

آپ..... آپ بے شک جا کر بستی میں پوچھ لیں۔ بے شک ایک گھر کی تلاش لے لیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں اور کوئی فوجی نہیں..... لڑکی نے خوف سے لڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیرے ساتھ بستی میں.....“ منوہر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب میری بھین میں.....“ لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لعنت مجھے بھیڑیوں پر.....“ سیرے ساتھ چلے.....“ منوہر نے اور

اور سخت لہجے میں کہا اور لڑکی ہونٹ پیچھے بستی کی طرف چل پڑی۔ بستی

تقریباً پچھتے ہی دو تین بوڑھے معشکاری باہر آگئے۔ ان کے چہروں پر

دشمنی تھی۔

”کیا بات ہے صابر یہ صاحب کون ہیں.....“ ایک بوڑھے نے آگے

بڑھ کر لڑکی سے پوچھا۔

”سیرا تعلق فوج سے ہے۔ میں فوج کا اعلیٰ افسر ہوں۔ چو پاکیشانی

جنت جو کافرستانی فوج کی وردیوں میں لباس میں۔ اس بستی کی طرف

لے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے وہ فوجی چاہیں۔ اگر تم نے نہ بتایا کہ تم نے

ایک کہاں چھپا رکھا ہے تو میں ایک لمحے میں پوری بستی جلوا کر راکھ کر

اٹاؤں گا.....“ منوہر نے خراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب.....“ جہاں تو کوئی فوجی نہیں آئے آپ بے شک پوری بستی

کا کاشی لے لیں۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ راہوئی میں بھت مزدوری کرنے

لے غریب لوگ۔ ہمارا بھلا کسی رجعت یافتہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے“

علاقے کی شناخت نہ ابھری تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر ایک اونچی جھان پر پہنچ کر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اب وہ اس علاقے کو پہچان گیا تھا۔ دور ایک چھوٹی سی بستی نظر آ رہی تھی اور اس بستی میں چونکہ وہ ایک بار آچکا تھا اس لئے اسے یاد آگیا کہ یہ علاقہ راہوئی سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہ لوگ تھیں جنہاں سے اس بستی کی طرف ہی گئے ہوں گے.....“ منوہر نے سوچا اور پھر جھان سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ بستی سے کچھ فاصلے پر اس نے ایک لڑکی کو بھینس چراتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرائے اور وہ تیزی سے مڑ کر بستی کی طرف پھلنے لگی۔

”رک جانا لڑکی ورنہ گولی مار دوں گا.....“ منوہر نے تیز آواز میں پچھلے

ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں.....“ لڑکی نے رک کر انتہائی خوفناک

لہجے میں کہا۔

”سنو اس طرف چھ فوجی آئے ہیں۔ بتاؤ وہ کہاں ہیں.....“ منوہر نے

اس کے قریب جا کر سرد اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”فوجی۔ اور تو کوئی فوجی نہیں آئے.....“ لڑکی نے جواب دیا۔

”یو اس مت کرو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ادھر آئے ہیں تو جہیں

فورا بتا دینا چاہیے۔ جانتی ہو میں کون ہوں۔ ایک لمحے میں پوری بستی کو

جلا کر راکھ کر دوں گا.....“ منوہر نے لڑکی پر دھم ڈالتے ہوئے کہا اور

بڑی ہوں گی۔ بہر حال کہاں دیکھا تھا تم نے انہیں۔ میرے ساتھ آؤ اور
اوپر جگہ دکھاؤ۔۔۔۔۔ منوہر نے کہا۔

”جیو فوجی نہ ہی۔ عام آدمی ہی بہر حال وہ آئے اسی طرف ہیں۔۔۔۔۔“
منوہر نے کہا۔

”نہیں جناب ادھر کوئی نہیں آیا۔ اگر آتا تو ہمیں لازماً معلوم ہو جاتا۔“
اس بوڑھے نے کہا۔

”تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ مجھے چہار اہل دست کرنا ہی پڑے گا۔“
منوہر نے غصے سے چہرے چٹختے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے صابرہ تم جہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔۔ اسی لمحے ایک
آدمی جس نے مقامی چادر لپیٹی ہوئی تھی، قریب آکر پوچھا۔

”رحمت علی۔۔۔۔۔ یہ صاحب جہاں آئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ
جہاں چھ فوجی تو نہیں آئے۔ ہم نے انہیں بتایا ہے کہ جہاں کوئی فوجی

نہیں آئے۔“ بوڑھے نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”فوجی تو نہیں جناب اللہ چھ آدمیوں کو میں نے راہولی جاتے ہوئے

دیکھا ہے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لباس تھے۔“ رحمت علی
نے کہا تو منوہر جو تک پڑا

”سیاہ لباس۔ کیسی شکلیں تھیں ان کی۔“ منوہر نے پوچھا۔
”جناب میں نے دور سے انہیں دیکھا ہے۔ اس لئے شکلیں تو نہیں

سنائی اللہ وہ راہولی جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ لباس تھے۔“
رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ یقیناً وہی ہوں گے۔ انہوں نے شناخت سے پہچنے کے لئے کوئی نشان

جہاں سے نیچے گرا۔ اور پراس کی چٹائی ہوائی ہوئی نیچے گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔ منوہر نے ہوسٹ بھینچنے اور آگے بڑھ کر اس نے نیچے ٹھک کر دیکھا تو کافی گہرائی میں رحمت علی کی کپڑی پھینکی لاش پڑی ہوئی اسے صاف دکھائی دی۔

”ہوسٹ مجھے مارنا چاہتا تھا..... تانسس.....“ منوہر نے نیچے پڑنے ہوئے کہا اور پھر وہ جتان کی دوسری طرف سے نیچے اتر کر اکیلا ہی راہولی کی طرف بڑھنے لگا۔ رحمت علی کی اس حرکت نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ اس کا لب بیک تجربہ تھا کہ کوئی مقامی مشہوری کسی فوج کے آدمی پر اس طرح حملہ نہیں کرتا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ رحمت علی کا تعلق یقیناً عربیت پسندوں سے ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشانی بھگتوں کو اسی نے راہولی میں اپنے بھتیجے آصف کے پاس پہنچایا ہو۔ اسے شک تو اس وقت ہی پڑ گیا تھا جب رحمت علی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے فلاں جگہ سے ان چھ سیاہ پوشوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن منوہر نے دیکھا تھا کہ ان دونوں بھگتوں کے درمیان اسفا فاصلہ نہ تھا کہ ایک دوسرے کی خشکیں بھی نہ دیکھی جاسکیں جبکہ بستی میں رحمت علی نے یہی بتایا تھا کہ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ ان چھ افراد کی خشکیں نہ دیکھ سکا تھا۔ اس شک کی بنا پر رحمت علی کو ساتھ راہولی لے جا رہا تھا تاکہ اس کے بھتیجے سے مل کر یہ اندازہ لگائے کہ یہ لوگ کس لائپ کے ہیں۔ اب رحمت علی نے اس پر اپنا بیک حملہ کر کے اس کے شک پر تصدیق کی ہر ثبت کر دی تھی۔

علی نے جواب دیا۔
”جہاں سے بھتیجے کا کیا نام ہے اور اس کا گھر کس طرف ہے۔“
منوہر نے پوچھا۔
”میرے بھتیجے کا نام آصف ہے جناب وہ راہولی میں کپڑے کا تاجر ہے اور اس کا گھر راہولی کے مغرب میں ہے۔“ رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”جلے میرے ساتھ اور مجھے اپنے بھتیجے کا گھر دکھاؤ اور اس سے ملو۔“
منوہر نے جلد لے سوچنے کے بعد کہا۔
”مگر جناب.....“ رحمت علی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ”مگر دوسرے لمحے رحمت علی جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ منوہر نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر قبضہ مار دیا تھا۔“
”حرام زادے میرے سہلے اگر مگر کرتے ہو۔“ جلے آگے بڑھو ورنہ گولی مار دوں گا.....“ منوہر نے فیسے سے چھٹے ہوئے کہا۔
”بیج جناب ملیں.....“ رحمت علی نے کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر منوہر کی انگلیوں کے ٹھکانات ابھر آئے تھے۔ وہ دونوں آگے نیچے پڑنے ہوئے راہولی کی طرف بڑھنے لگے۔ منوہر اسے اوپر اوپر دیکھ رہا تھا کہ ایک اونچی چٹان پر چڑھتے ہی رحمت علی اپنا بیک گھوما اور اس نے پوری قوت سے منوہر کو دھکا دے کر چٹان سے نیچے گراتا پایا، لیکن منوہر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ دوسرے لمحے اس کی جگہ رحمت علی منوہر کی لات کھا کر چٹان ہو اچھل کر

راہولی میں سیکشن فور کا خطیہ اڈہ موجود تھا اور منوہر اب اس اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ اس کے پاس نہ ہی کوئی ہتھیار تھا اور نہ کوئی ٹرانسمیٹر۔ جو پیشین ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں تھا، اس سے صرف بلیک ہاؤنڈز کے حریف سے ہی بات چیت کی جاسکتی تھی اور فی الحال وہ جیب کو یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ چند پاکیشیائی ہتھیاروں نے اسے شکست دے دی ہے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد وہ سیکشن فور کے خطیہ اڈے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اڈے کا انچارج کو رو تھا۔ کو رو جیپ منوہر کو اس طرح اپنے سلسلے پا کر بے حد حیران ہوا۔

”آپ اور جہاں اچانک اور اس انداز میں؟.....“ کو رو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”ہاں..... کچھ حالات ہی ایسے ہو گئے تھے.....“ منوہر نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ان پاکیشیائی ہتھیاروں کے ساتھ ہونے والے مقابلے اور پھر غار میں ہوش میں آنے سے لے کر جہاں پہنچنے تک کے واقعات بتا دیئے۔

”مگر ان لوگوں نے آپ کو وہاں زندہ کیسے چھوڑ دیا؟.....“ کو رو نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھلا مجھے زندہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ انہوں نے تو مجھے مردہ کچھ کر ہی چھوڑا ہوگا۔“ وہ یہ اور بات ہے کہ میں مرا نہیں تھا۔ زندہ تھا۔ مجھے دل کی ایک خاص بیماری ہے جس میں زور دار جھٹک لگنے سے دل رک جاتا ہے اور

”حیرت انگیز بیماری ہے یہ.....“ کو رو نے کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”میری اس بیماری کی تفصیلات ابھی کہیں ہیں ہوتی تھی۔ وہاں تربیت کے دوران بھی میرے ساتھ ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا، چنانچہ ڈاکٹروں نے مجھے مردہ قرار دے دیا۔ پھر میری لاش واپس کافرستان بھجوائے جانے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ میں زندہ ہو گیا۔ اس پر ڈاکٹر بے حد حیران ہوئے اور پھر میرے خون کا تفصیلی تجربہ کیا گیا اور اس طرح انہوں نے اس بیماری کو تشخیص کیا۔ یہ بیماری کروڑوں افراد میں سے کسی ایک کو ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے مجھے اس سے بچنے کے لئے پرمیز بھی بتایا لیکن وہ

راہولی میں سیکشن فور کا خطیہ اڈہ موجود تھا اور منوہر اب اس اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ اس کے پاس نہ ہی کوئی ہتھیار تھا اور نہ کوئی ٹرانسمیٹر۔ جو پیشین ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں تھا، اس سے صرف بلیک ہاؤنڈز کے حریف سے ہی بات چیت کی جاسکتی تھی اور فی الحال وہ جیب کو یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ چند پاکیشیائی ہتھیاروں نے اسے شکست دے دی ہے۔

اس قدر سخت تھا کہ میں اس پر قائم نہ رہ سکا۔ بہر حال اب اس بات کو
 تجھ کو اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر ان چھ پاکیشیائیوں کو
 نہیں کر کے ہلاک کرنا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

”میرا خیال ہے اس کے رخصت علی کے بارے میں آپ کا خیال درست
 ہے۔ پہلے اس کے بچے آصف کو کیوں نہ ٹولا جائے۔.....“ کو روکنے
 جواب دیا۔

”فصیح ہے..... اسے بلاؤ اور پھر اس سے اصل صورت حال انگوڑی“
 منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ آرام کریں میں ابھی بندوبست کرتا ہوں۔.....“ کو روکنے کرسی
 سے اٹھتے ہوئے کہا اور منوہر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے
 باہر نکل گیا۔

بڑی فوجی جیپ خاصی تیز رفتاری سے راہوولی کی اونچی نیچی پہاڑی
 سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر
 تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر کیپٹن ہشیل
 صفدر۔ نعمانی اور صدیقی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر فوجی
 پرمیٹڈ مڑ تھی۔ عمران کے کاندھوں پر میجر کے ستار موجود تھے جب کہ
 باقی سب کے کاندھوں پر کیپٹن کے ستار موجود تھے۔ تنویری در بعد جیپ
 نے ایک موڑ کاٹا اور دور دور چھاؤنی کیمپ گیت نظر آنے لگا جہاں باقاعدہ فوجی
 گارد موجود تھی۔ وہ سب ہانک کر سیدھے ہو گئے تنویر نے گیت پر موجود
 راڈ کے قریب جا کر جیپ روکی تو عمران اچھل کر نیچے اترا اور فوجی انداز میں
 چلتا ہوا سامنے پہنچے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں موجود
 کیپٹن نے اسے دیکھتے ہی اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں سلاٹ مارا۔
 ”کیپٹن.....“ عمران نے سخت فوجی لہجے میں کہا۔

”کیپٹن نارنگ جناب..... کیپٹن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن نارنگ میرا نام میجر کنڈن ہے اور میرا تعلق کافرستان ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ تم میری بات کرنا درگاہ رام سے کراؤ۔“

عمران نے حسمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ ایس سر..... کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران میری دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ کیپٹن نارنگ نے جلدی سے میرا سوچا وائزر کام اٹھایا اور اس کے چین ٹین دبا دیئے۔

”ہیں..... دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔“

”جیک پوسٹ نمبرون سے سیکورٹی آفیسر کیپٹن نارنگ بول رہا ہوں جناب۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے میجر کنڈن جیب پر تشریف لائے ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ کیپٹن نارنگ نے اہتائی موہ دیا۔

”میجر کنڈن۔ ملٹری انٹیلی جنس۔ ٹھیک ہے بات کراؤ۔“

دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ لیجئے جناب بات کریجئے کرنا صاحب سے..... کیپٹن نارنگ نے ریسور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو..... میجر کنڈن آف ملٹری انٹیلی جنس سیکشن ہماری سپیشل کوڈ ایکس دن ایکس ڈی بی بول رہا ہوں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ ایس میجر کنڈن۔ فرمائیے..... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا

”آپ سے فوری ملاقات چاہیے کرنا۔ ٹاپ سیکرٹ اور.....“

ان نے جواب دیا۔

”آپ اکیلے ہیں یا.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرے ساتھ پانچ کیپٹن بھی ہیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔“ کے آپ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر تشریف لے آئیں۔“

آرٹل درگاہ رام نے کہا۔

”دوسری کرنا ان کی موجودگی بھی بات حیرت کے دوران ضروری ہے“

”ونکہ سپیشل ایڈیشن سے ہی متعلق ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا ٹھیک ہے۔“ ریسور کیپٹن نارنگ کو دیکھتے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ریسور کیپٹن نارنگ کی طرف بڑھا دیا۔

”کیپٹن نارنگ دوسری طرف سے آنے والی بات سن رہا۔“

”ہیں سر.....“ آخر کیپٹن نارنگ نے کہا اور ریسور دک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کرنا صاحب اس وقت مارجر سیل بلاک میں ہیں۔ اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ کو وہیں لے آیا جائے وہ وہیں آپ سے گفتگو فرمائیں گے آپ نے میں آپ کے ساتھ چلا ہوں۔“ کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران نے انہماک میں سر ہلادیا۔

”تھوڑی دیر بعد کیپٹن نارنگ اپنی جیب میں پینٹا ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ چھاؤنی کچھ زیادہ بڑی تھی۔ صرف چار بیر کوں پر

نارنگا رام نے خشکس لگے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ یہ دیکھو کارڈ“..... عمران نے جیب سے

ایک کارڈ نکال کر کر تل کے سامنے پیش کیجئے ہوئے کہا۔

”جنرل اودہ۔ اودہ تو آپ جنرل ہیں۔ اودہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری“.....

کر تل نے بو کھلائے ہوئے لگے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا

ہوا اور اس نے باقاعدہ عمران کو فوجی سیلٹ کر دیا۔

”چلیے جاؤ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو شاید اس بات کو

اوپن بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔ پوچھنے پر مجھے اوپن کرنا پڑا“..... عمران

نے مدد راند سے لگے میں کہا۔

”میں سر“..... کر تل نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اب میری بات غور سے سنو۔ انتہائی جنس کو ایک مصدقہ خبر ملی ہے

کہ یہاں راہولی میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایسا خدا موجود

ہے جو بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں اطلاعات آزاد مشہور بھیجتا رہتا ہے۔

حکومت آزاد مشہور بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس

کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر ان کی یہ کوشش

کامیاب ہو گئی تو نتیجہ یہ کہ اس خبر کے ذریعے وہ بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں گے اس لئے ہم اس خبر کی گرفتاری کے لئے آئے

ہیں لیکن مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ جناب سینا نے

اپنے ہیڈ کوارٹر کو انتہائی جنس پر اوپن کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے

ہمیں یہ خفیہ مشن سونپا گیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اس ہیڈ کوارٹر

میں داخل ہوں۔ ایک ہیرک کے سامنے کمپین نارنگ کی جیب دکی تو حور

نے بھی اپنی جیب روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے اور پھر کمپین

نارنگ کی رہنمائی میں وہ ایک راہداری میں پہنچے ہوئے نیچے باقی سیڑھیوں

سے اتر کر ایک بڑے ہال ٹاکرے میں پہنچ گئے جسے دفتر کے انداز میں سجایا

گیا تھا۔ وہاں کر تل درگام رام موجود تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ

عمر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور آنکھیں میں اس طرح سرفی تھی

جیسے آنکھوں میں باقاعدہ الاؤنڈل رہا ہو

”یجر کڈن“..... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے

ہوئے کہا۔

”کر تل درگام رام“..... کر تل درگام رام نے ہواٹ بیٹھتے ہوئے کہا اور

اس طرح عمران سے مصافحہ کیا جیسے وہ جبراً ایسا کر رہا ہو۔

کمپین نارنگ واپس چلا گیا تھا اس لئے اب وہ اس دفتر میں اکیلے تھے۔

کر تل نے صرف عمران سے مصافحہ کیا تھا باقی کسی سے مصافحہ نہ کیا تھا۔

”یہ ہنٹو“..... کر تل درگام رام نے خت لگے میں کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ خود بھی بڑی سی دفتر کی میز کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے میز کے کنارے

پر مسجودہ بن دبانے تو دروازے کے اوپر سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر

آگئی۔

”ہاں اب تم کھل کر بات کر سکتے ہو۔ لیکن جلدی تم مجھے یہ یاد دکر تم

نے مجھے سیلٹ کیوں نہیں کیا جب کہ فوجی ضابطے کے مطابق سیلٹ

کرنا چاہیے تھا اور جہاں سے ساتھیوں نے بھی سیلٹ نہیں کیا“.....

دیا ہے اس وقت بھی چھائی کے ٹارمر سیل میں چار ایسے آدمی ہیں جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ ان کا تعلق حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے۔ ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے نام وغیرہ انگوڑا ہے ہیں اس لئے میں نے آپ سے ملاقات بھی نہیں کی ہے۔..... کر تل درگھرام نے کہا۔

کہاں ہیں وہ چار آدمی؟..... عمران نے کہا۔
 "ساتھ ہی ٹارمر سیل ہے۔ آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں آئیے میرے ساتھ۔..... کر تل درگھرام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن دبایا تو دروازے پر موجود سیاہ رنگ کی چادر سرسراہٹ کی تیز آواز کے ساتھ غائب ہو گئی۔

"آئیے میرے ساتھ۔..... کر تل درگھرام نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے اور پھر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے پر پہنچے جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کر تل درگھرام نے دروازے کی دھڑیل میں ایک جگہ مخصوص انداز میں پیرا تو سرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود کھلتا چلا گیا اور دروازہ کھلتے ہی ان کے کانوں سے اجنبانی گرجناک انسانی چیخیں نکلتی تھیں اور وہ سب بے اختیار ہلکے ہوئے دوسرے کمرے کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے چار مقامی آدمیوں کو ایک دیوار کے ساتھ دھجیوں سے بندھے لٹائے ہوئے دیکھا اور چار دیونا آدمی جلتی ہوئی مشطیں اٹھائے ان کے شگے جسموں کو جگہ جگہ سے دھنسنے

میں اس خبر کو خود تلاش کر کے اس کا خاتمہ کریں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟..... عمران نے کہا۔

"بلیک ہانڈز کا ہیڈ کوارٹر اور جہاں راہولی میں۔ نہیں جہاں ان کا ہیڈ کوارٹر تھا اب سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کی سروس کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ان کا ایک اڈہ الیبتہ جہاں ضرور موجود ہے اور اس کا انچارج کرو ہے۔ کو رو میرا دوست ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ الیبتہ اس کا علم ضرور ہے کہ وہ وہاں میں ہے سہاں نہیں ہے۔..... کر تل درگھرام نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کو رو کا اڈہ کہاں ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

"وہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر ایک خاکی رنگ کی عمارت ہے بظاہر وہ ایک رہائشی مکان ہے اور کو رو اس کا مالک ہے لیکن وہ بلیک ہانڈز کے سیکشن فور کا اڈہ ہے۔..... کر تل درگھرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فہمیک ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں واقعی غلط اطلاع ملی ہے۔ فکریہ چلیں یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ آپ بتائیں آج کل جہاں تحریک کی کیا پوزیشن ہے؟..... عمران نے کہا۔

"تحریک کو ہم لوگ سختی سے کھیل رہے ہیں پہلے جہاں راہولی میں تحریک کا خاصا زور تھا لیکن اب ہماری سخت کاروائیوں کی وجہ سے جہاں تحریک کا زور ٹوٹ گیا ہے کو رو نے جہاں کے چار میزروں کو ہلاک کر دیا ہے جب کہ ہم نے جہاں کے مسلمانوں پر بے حد ظلم و ستم کر کے ان کو

میں مصروف تھے۔

ام نے ایسے لکھے میں کہا جیسے وہ اپنا بہت شاندار کارنامہ بیان کر رہا ہو۔

”کر نل یہاں چھانوئی میں کھٹے فوٹی ہیں۔“..... اچانک عمران نے بوجھا۔

”سو کے قریب نفزی ہوگی کیوں؟“..... کر نل نے چونک کر حیرت برے لکھے میں جواب دیا۔

”او۔۔۔۔۔۔ کھولو انہیں اور ان کی بینڈج کرلو؟“..... عمران نے لکھتے خشک لکھے میں کہا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔“..... کر نل درگاہام نے حیرت سے بچتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے وہ بھیا ناک انداز میں جھٹکتا ہوا اچھل کر اور جاگرا۔ عمران کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ

کر نل درگاہام کے چہرے پر اس طرح پڑا تھا کہ فحش جسم رکسنے کے باوجود وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا فوٹ دور جاگرا تھا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین پشتر کے فحش و صدام کوں اور کمرے میں موجود ان چاروں دیو قامت جلاوطن کی بیٹیوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ حتمی اور صدیقی کی

طرف سے ہوتی تھی۔ کر نل درگاہام نیچے گرتے ہی بھلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کر نل درگاہام بازو دھپکنے کی کوشش کے عمران کے تھپڑ کی ضرب سے نہ بچا۔ اور ایک بار پھر جھٹکتا ہوا اچھل کر نیچے جاگرا۔ مگر دوسرے لمحے کمرہ مشین بھلی کی آواز سے گونجا اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کر نل درگاہام ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کی کھوپڑی سینکڑوں حصوں

”رک جاؤ۔“..... اچانک عمران نے جھٹکے ہوئے کہا اور چاروں دیو قامت آدمی لکھتے مڑے اور پھر کر نل درگاہام کا اٹھارہ دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ عمران ان لکھے ہوئے افراد کی طرف بڑھا۔ ان چاروں کے جسم بگڑ بگڑ سے جلتے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جسموں پر کئی جگہ زخم تھے جن میں نلک بھرا گیا تھا۔ پیروں پر تیراب ڈالا گیا تھا۔ ان کے چہرے بھی پھٹے ہوئے تھے اور وہ اچھلتا کر نلک حالت سے دوچار مسلسل کراہ رہے تھے لیکن ان کی حالت نیم بے ہوشی کی سی تھی۔

”اس قدر تشدد یہ برداشت کیسے کر رہے ہیں۔ انہیں تو مر جانا چاہیے تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ ہماری خاص ترکیب ہے جناب۔ ہم پہلے انہیں ایک مخصوص انکیشن لگاتے ہیں جس سے ان کی جسمانی قوت مدافعت کئی گنا بڑھ جاتی ہیں اس کے بعد ان پر تشدد کرتے ہیں۔“..... کر نل درگاہام نے بڑے فخریہ لکھے میں کہا۔

”یہ کون لوگ ہیں؟“..... عمران نے بوجھا۔

”یہ چاروں مقامی لوگ ہیں اور ان کے مشتعل خیموں نے اطلاع دی ہے کہ ان کا تعلق عربت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے، لیکن ابھی تک انہوں نے زبان نہیں کھولی۔ لیکن کب تک مد کھولیں گے۔ میں ان کی روح سے بھی اصل بات انگوٹوں کا اور اگر یہ زیادہ بہادر بنے تو پھر ان کے سلسلے ان کی بیٹیوں اور بہنوں کو بے ڈرہو کیا جائے گا۔“..... کر نل درگا

ہاں اس دفتر میں میر جھوڑ آیا تھا۔..... عمران نے کہا اور کمپنیشن ہٹیل نے اثبات میں سر ملا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کرنل درگ رام کی یونیفارم پہن چکا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک پیسٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس نے کمپنیشن ہٹیل کے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا۔ اس دوران باقی ساتھیوں نے ان چاروں کو ان کے لباس پہنا دیئے۔

”جلو اب ان فرنیچوں کو اٹھاؤ اور اس دفتر میں لے چلو۔..... عمران نے میک اپ سے فارغ ہو کر کہا۔ صفدر اس دوران ایک جھوٹا لیکن انتہائی طاقتور وائرلیس چارجر بم اس ٹارجر سیل میں ایک مناسب جگہ پر فٹ کر کے اسے آن کر چکا تھا، اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ ہی اس ٹارجر سیل سے باہر آگیا۔ دفتر میں پہنچ کر کمپنیشن ہٹیل نے میر موجود کرنل کی کیپ اٹھا کر سر پر رکھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے میر کے بائیں کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی کے خصوص بن کو برسر کر دیا۔ سچو لکھوں بعد دروازہ کھلا اور ایک فوقی اندر داخل ہوا۔ اس نے جبے تو حیرت سے دروازے کی سائین پر ہڑے کر رہے ہوئے ان چاروں مقامی افراد کو دیکھا اور پھر امن شن کھرا ہو گیا۔

”ان چاروں کی سینڈیج کرنی ہے۔ جاؤ بندوبست کرو۔..... کمپنیشن ہٹیل کے بولنے سے جبے ہی عمران نے اس آنے والے فوقی سے مخاطب ہو کر کہا اور کمپنیشن ہٹیل نے صرف اثبات میں سر ملا دیا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ میا ڈاکٹر بھیم کو بلاتا ہوں سر۔..... فوقی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں ہٹ کر فرش پر پھیل گئی تھی۔
اس بچہ پئے کو اتنی آسان موت کیوں مارا ہے تم نے۔..... عمران نے مڑ کر انتہائی سخت لہجے میں حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔
”میں اس بچہ پئے کو مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔..... حضور نے بھی خزا سے بولے جو اب دیا۔

”بہر حال اب ان چاروں کو نیچے اندر اور صفدر تم ایسا کرو کہ اس ٹارجر سیل میں چارجر بم لگ دو۔..... عمران نے کہا اور دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے ان چاروں مظلوم افراد کی طرف بڑھ گیا۔ پانی سا مٹی بھی آگے بڑھے اور ہاتھ لکھوں بعد انہیں اندر کر نیچے ٹھار دیا گیا۔

”ان لوگوں کے لباس ادھر کونے میں پڑے ہیں وہ انہیں پہنا دو۔ ویسے اگر تم کرنل درگ رام کو نہ مارتے تو میں پہلے ان کی سینڈیج وغیرہ کر دیتا لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے ہمیں انہیں ساتھ لے کر بلانا ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب باہر فوقی موجود ہیں وہ ہمیں ان کے ساتھ کیسے جانے دیں گے۔..... صفدر نے کہا۔

”ارے ہاں کمپنیشن ہٹیل جہاد اقد و قاست اس کرنل سے ملتا ہے۔ حضور نے عقل مند کی ہے کہ اس کی کھوپڑی اڑا دی ہے اس لئے اس کی یونیفارم محفوظ ہے۔ تم کرنل درگ رام بن سکتے ہو۔ میک اپ باکس میرے پاس موجود ہے۔ میں جہاد اچھرہ تبدیل کرتا ہوں بالوں کا رنگ اور سٹائل بدلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سر کیپ آجائے گی جو یہ

ٹھیکلے نے کہا۔

”یہ سر..... اس فوجی نے کہا اور تیزی سے سڑک پر باہر چلا گیا اور واقعی پانچ منٹ بعد وہ چاروں پوری طرح ہوش میں آکر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن ان کے جہروں پر تکلیف اور خوف کے اثرات جیسے بچھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے وہ بھی بھٹی بھٹی آنکھوں سے سب کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے پہلی بار انہیں کچھ نظر آنے لگا ہو۔“

”کھڑے ہو جاؤ..... کیپٹن ٹھیکلے نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ چاروں لڑکھواتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔“

”اپنے نام بتاؤ..... کیپٹن ٹھیکلے نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔“

”میرا نام عاصم ہے۔ اور یہ ناؤ۔ یہ سکنڈر اور یہ الفت دین ہے۔ ہم بے قصور ہیں جناب ہمارا ایجاد دین سے کوئی تعلق نہیں ہے..... ایک آدمی نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔“

”ہمیں یقین آ گیا ہے۔ لیکن ابھی ہم نے مزید تحقیق کرنی ہے اس لئے تم ہمارے ساتھ جاؤ گے اور سنو۔ اگر تم نے راستے میں کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف تم بلکہ تمہارے پورے خاندانوں کو جلا کر رکھ دیا جائے گا..... کیپٹن ٹھیکلے نے اجنبی فوجی افسانوں پر چٹختے ہوئے کہا۔“

”ہم کوئی حرکت نہیں کریں گے جناب.....“ عاصم نے کہا اور کیپٹن ٹھیکلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔

”تم کرنل کے لہجے میں بولو.....“ عمران نے فوجی کے جاتے ہی کیپٹن ٹھیکلے سے کہا۔

”مجھے اس درندے کے روپ میں بھی اپنے آپ سے شرم آ رہی ہے..... کیپٹن ٹھیکلے نے کرنل درگادام کے لہجے میں بت کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے سمجھانا شروع کر دیا اور کیپٹن ٹھیکلے نے تھوڑی سی پریکٹس کے بعد کرنل درگادام سے ملتا جلتا لہجہ اور آواز بنائی تو عمران مطمئن ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک فوجی ڈاکٹر اور اس کے پیچھے اس کے دو اسٹنٹ اندر داخل ہوئے۔“

”ڈاکٹر ان کی بیٹھک کر دو۔ میں نے انہیں فوری طور پر ساتھ لے جانا ہے..... کیپٹن ٹھیکلے نے کہا۔“

”یہ سر..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے بیگ کھولا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس نے بیٹے انہیں کئی آنکھیں لگائے پھر اس نے ان کے لباس اتارے۔ ان کے زخموں پر ادویات لگا کر باقاعدہ بیٹھک کی اور ایک بار پھر ان کو لباس پہنا دیئے۔“

”سر پانچ منٹ بعد یہ پوری طرح ہوش میں آجائیں گے.....“ ڈاکٹر نے بیگ بند کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے..... کیپٹن ٹھیکلے نے مختصر سے الفاظ میں کہا اور ڈاکٹر اور اس کے اسٹنٹ دفتر کے باہر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر گھنٹی کا بزن بدادیا۔ دروازہ کھلا اور وہی فوجی دوبارہ اندر داخل ہوا۔“

”جیب تیار کر دو مجھے ان لوگوں کے ساتھ جانا ہے..... کیپٹن

”جیب تیار ہے جناب“..... اس نے موہ بانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں میجر.....“ کپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے سامنے بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں علی“..... عمران نے کہا۔

”انہیں ساتھ لے چلو اور جیب میں بھڑاؤ۔“ کپٹن شکیل نے اس فوجی سے کہا اور وہ ان لوگوں کی طرف مڑ گیا۔

”چلو.....“ اس فوجی کا لہجہ ان مقامی افراد سے مخاطب ہوتے ہی بدل گیا تھا۔ اب وہ کسی بھیڑیے کی طرح غزا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دو جیسپس آگے بڑھ چکی تھیں وہیں اس چھاؤنی سے باہر آگئیں..... پہلی جیب کو کپٹن شکیل ہلتور کرنل درگا رام بذات خود چلا رہا تھا اور چاروں فوجی اسی جیب میں تھے۔ البتہ سائیلی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ قطعی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر حضور اور سائیلی پر صفدر تھا جب کہ باقی ساٹھی قطعی سینوں پر سوہوہو تھے۔ کرنل درگا رام کا رعب دو دہہ ایسا تھا کہ کسی نے بھی راستے میں کوئی اشارہ کرنے یا روکنے کی جرأت تک نہ کی تھی۔

”اب کہاں جانا ہے“..... کپٹن شکیل نے چھاؤنی سے باہر نکلتے ہی عمران سے پوچھا۔ لہجہ وہی درگا رام جیسا ہی تھا۔

”فی الحال تو شہر سے باہر نکلو۔ کسی بھاڑی علاقے میں ورنہ کرنل درگا رام کی جیب کی فوراً ٹھہری ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ دونوں جیسپس تیزی سے آگے بڑھنے دوڑتی

ہوئیں شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ شہر سے کافی دور نکل آنے کے بعد عمران کے اشارے پر کپٹن شکیل نے سڑک سے جیب نیچے اتاری اور بھاڑی راستے پر اسے ڈال دیا۔ پیچھے آنے والی جیب بھی ان کی پیروی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک دران بھاڑی علاقے میں پہنچ کر انہوں نے جیسپس روکیں اور پھر وہ سب جیسپس سے نیچے اتر آئے ان چاروں مقامی افراد کو بھی نیچے اتار دیا گیا۔ وہ ابھی تک کہے ہوئے اور انتہائی خوفزدہ تھے اور سارے راستے آہستہ آہستہ کر رہے ہوئے آئے تھے۔

”اب وہ ہم ڈی چارج کر دو تاکہ ہمارے مشن کا باقاعدہ افتتاح تو ہو سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے مقامی زبان میں صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک جھونا ساریوٹ کنٹرول آلہ نکالا۔

یہ نیچے دو..... میں منتہاری ہوں اس لئے اس مشن کا افتتاح کرنا میرا حق ہے.....“ حضور نے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے آلہ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے آلے پر سوہوہو ایک بن دیا تو آلے پر سوہوہو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور حضور نے دوسرا بن پریس کر دیا۔ سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور حضور نے بے اختیار آلے کو چوم کر ایک طرف گھرائی میں بیٹھ کر دیا۔ دوسرے لمحے دور سے انتہائی ہولناک دھماکوں اور شکرگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا رازہولی شہر اچانک کسی فحشہ آتش فشاں کی طرح اچانک

پھٹ پڑا ہو۔

”اوہ تو اس جھڑنی میں اسلحہ کا ذخیرہ بھی تھا..... عمران نے کہا اور سب نے اذیت میں سر ہلا دیے۔

”اب یہ نیثار مزار اور انہیں جیسوں میں ڈال کر جیسیں گہرائی میں دھکیل دو۔ ان جیسوں کی تلاش ابھی شروع ہو جائے گی..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی یہ نیثار مزار بھی امانت کی شروع کر دی۔

”آپ۔ آپ کون ہیں..... ان مقامی افراد نے جو انتہائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ ایسے لگے میں پوچھا جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہمہاں مجاہدین کی امداد کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے یہ فوجی جھڑنی بھی الٹا دی ہے اور اس سٹاک دعوے کر تل درگاہ رام کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم جنہیں اس جھڑنی سے نکال لائے ہیں اب تم لپٹے لپٹے گھروں کو جا سکتے ہو بلکہ بہتر یہی ہے تم راہولی سے کسی اور شہر کی طرف نکل جاؤ..... عمران نے کہا۔

”مگر مگر کر تل..... عاصم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں یکپلٹن فٹیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کر تل کے میک اپ میں ہے۔ اور یہ میک اپ ہمیں اس لئے کرنا پڑا ہے تاکہ تم چاروں کو وہاں سے نکالا جاسکے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس کیپشن فٹیل کی طرف بڑھا دیا تاکہ وہ اس کی مدد سے کر تل درگاہ رام کا میک اپ اتار سکے۔ عمران کے سب

ساتھیوں نے یہ نیثار مزاریں انہیں جیسوں میں ڈالا اور پھر مل کر انہوں نے جیسوں کو گہرائی میں دھکیل دیا۔ دھماکوں کے ساتھ دونوں جیسیں گہرائی میں گر کر پھٹیں اور پھر دھوا دھڑکنے لگ گئیں۔

”سنیں اب ہمیں یقین آ گیا ہے آپ واقعی کافرستانی فوجی نہیں ہیں۔ آپ میرے ساتھ پٹلیں میرا تعلق واقعی مجاہدین کے ایک گوربلا گروپ ار حمت سے ہے۔ ہمارا سردار علی شاہ آپ کو جہاں ہر ممکن مدد دے سکتا ہے..... عاصم نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں فی الحال ہمارے پاس کہیں جانے کا وقت نہیں ہے ہم نے ایک اور مشن مکمل کرنا ہے تم مجھے اپنے سردار کا پتہ بتا دو ہم فارغ ہوتے ہی اس سے مل لیں گے..... عمران نے کہا۔

”جہاں سے قریب ہی ہمارا اڈہ ہے جہاں آپ ہمارے ساتھ پٹلیں۔ اب آپ کا شہر جانا انتہائی خطرناک ہو گا۔ وہاں موجود فوج اور پولیس اب پاگل ہو چکی ہو گی اور ہر اس آدمی کو گولی مار دیں گے جو انہیں سڑک پر نظر آنے لگا..... عاصم نے جواب دیا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے فوجی جھڑنی کی اس طرح جابجا واقعی ان لوگوں کو پاگل کر دے گی..... صندوق نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو..... عمران نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ باقی تینوں عام لوگ تھے اس لئے عاصم کے کہنے پر وہ واپس چلے گئے جب کہ عاصم انہیں ساتھ لے ہوئے جہازوں کے اندر آگے بڑھنے لگا۔ عاصم سے چونکہ پوری طرح چلانے چارہ تھا اور ان چاروں میں سے وہی سب سے زیادہ

میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں..... آپ نے واقعی ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس فوجی جھڑائی کی جہابی سے تحریک کو جیتنا بے حد قوت ملے گی۔ لیکن آپ پاکیشیا سے یہاں پہنچے بھی گئے اور آپ نے یہاں کارنامہ بھی سرانجام دے دیا جبکہ ہمیں اس کی خبر تک نہ ہو سکی۔ ویسے مجھے علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا انتظار تھا میں نے اپنی پوری ضخیم کوبہ رکھا ہے کہ جیسے ہی علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا چہ چلے مجھے فوراً اطلاع دیں۔ کیا آپ کا تعلق بھی علی عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں سے ہے یا آپ کا علیحدہ گروپ ہے؟..... علی شاہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ علی عمران سے واقف ہیں؟.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کاش میں ان جیسے عظیم انسان سے واقف ہوتا تو مجھے یقیناً اپنے آپ پر فخر ہوتا۔ کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹارنہ دجنت فیصل جان میرا دوست ہے میں اسلحہ کے حصول کے لئے ہتھیاروں کی طرح کافرستان جاتا رہتا ہوں اور فیصل جان کی مدد سے جی ایم اہتانی خطرناک اسلحہ سسٹم داسوں خرید کر لے آتے ہیں فیصل جان نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے مشابہت رکھتے ہوئے ہیں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس نے انہیں نادر گروپ کی فہ دی ہوئی ہے۔ میں نے نادر گروپ کے چیف یعقوب کو بھی کہا ہوا ہے کہ

”جی جی تھا اس لئے مسخرہ دے اسے سہارا دے رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ویران پہاڑی میں پہنچے تو عاصم رک گیا اور پھر اس نے منہ میں دو انگلیاں ڈال کر مخصوص انداز میں سینی بھائی تو دور سے اسی طرح سینی بچنے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آواز پہاڑی کے ہر پتھر سے نکل رہی ہو۔ عاصم نے دوبارہ سینی بھائی لیکن اس بار آواز مختلف تھی اور چند لمحوں بعد ایک چٹان کی اوٹ سے ایک آدمی ہاتھ میں مٹین گن اٹھائے کود کر سلسٹے آیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم۔ تم۔ عاصم۔“ جہیں تو وہ کرل پکڑ کر لے گیا تھا..... اس آدمی نے قریب آکر حیرت سے عاصم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں.....“ مگر دیکھ لو اس کے باوجود ہم یہاں زندہ سلامت کھڑے ہیں اور فوجی جھڑائی بھی جہاد ہو چکی ہے اور خون پی بھی پلاک ہو چکا ہے یہ ہمارے پاکیشیا سہمان ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا ہے میں انہیں سردار سے ملانے لے آیا ہوں.....“ عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر تو یہ ہمارے محسن ہوئے.....“ آؤ..... اس آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک زرخیز زمین اڈے میں پہنچے جگہ تھی۔ یہ اڈہ خاصا وسیع و عریض تھا اور جہاں چار آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبا تنگ اور بڑی بڑی موٹھوں والا سردار علی شاہ تھا۔ عاصم نے جب سردار علی شاہ کو پورا حال سنایا تو وہ اہتانی خلوص سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملا۔

ہوئے کہا۔

”ذیل۔ میں نے جہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوج اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اپناک فوجی چھاؤنی خوفناک دھماکوں سے جہاں ہو گئی۔ ہاں خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ چھاؤنی میں موجود تقریباً نصف دو سو فوجی ہلاک ہو گئے ہیں جو چند زخمی حالت میں ملے ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا ہے کہ تباہی سے قبل کرنل درگاہرام چار مقامی افراد پر نارجر سیل میں تار جنگ کر رہا تھا کہ ایک فوجی جیب میں پانچ سچ فوجی افسر وہاں پہنچے اور پھر انہیں کرنل کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے بعد کرنل درگاہرام نے ان چاروں آدمیوں کی پینڈنچ کرائی اور انہیں جیب میں بٹھا کر اپنے ساتھ چھاؤنی سے باہر لے گیا۔ وہ فوجی جو آئے تھے وہ بھی اس کے ساتھ دوسری جیب میں چلے گئے اس کے بعد اپناک چھاؤنی میں خوفناک دھماکا ہوا اور پھر دھماکے بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہاں اسلحے کا ایک خفیہ ڈپو بھی تھا۔ بہر حال سب کچھ تباہ ہو گیا ہے اور شہر میں کر فیو لگا دیا گیا ہے۔ سیری حیثیت کا جہیں علم ہے اس لئے میں نے بہر حال معلومات حاصل کر لی ہیں کہ وہ چار آدمی جو نارجر سیل میں تھے ان میں سے ایک عاصم تھا جس کا تعلق تم سے ہے۔ میں نے جہیں کال اس لئے کیا ہے کہ شاید جہیں معلوم ہو کہ کرنل درگاہرام عاصم کو لے کر کہاں گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عاصم کو کرنل وہیں لے گیا ہوگا جہاں انہوں نے اسے کور کیا ہوگا اور“

..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

جیسے ہی یہ لوگ ان سے رابطہ کریں مجھے ان کے متعلق ضرور بتایا جائے۔ ویسے فیصل جان نے پہلے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے ان سے بے پناہ عقیدت ہو گئی ہے لیکن ابھی تک ان کے متعلق کہیں سے بھی کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ اب آپ نے کہا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور عاصم نے جس طرح قب کے کارنامے کے متعلق بتایا ہے تو مجھے عمران صاحب اور ان کے ساتھی یاد آگئے ہیں۔ علی شاہ نے اجٹائی عقیدت مجھ سے لکھی میں کہا۔

”تم تو عمران کے متعلق ایسے بات کر رہے ہو جیسے وہ چہاراجی ہو“

..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب تو بہت معتمد انسان ہیں۔ معتبر یوں کی مدد کے لئے اگر کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی کوئی کام کرے تو میں اس کے ہر دھوکہ پر پنا اپنے لئے فخر محسوس کروں گا“..... علی شاہ نے اجٹائی جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اپناک اڈے کے ایک کونے سے ٹرانسمیٹر کی تیز آواز سنائی دی اور علی شاہ چونک کر مڑ اور تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھ گیا عمران بھی ادھر متوجہ ہو گیا۔ وہاں کونے میں واقعی ایک جدید قسم کا ٹانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا علی شاہ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو اے۔ اے۔ ٹو کالنگ ذیل اوور“..... بٹن دباتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

”ہیس..... ذیل ٹانگ یو اوور“..... علی شاہ نے جواب دیتے

منع کرتے ہوئے خود بین دبا کر بات کی۔

”ہیلو میں وہی پاکیشیائی مینسٹ بول رہا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت ڈینے کے ایک خفیہ اڈے میں موجود ہوں۔ چھائی کو ہم نے جہاد کیا ہے اور عاصم اور اس کے ساتھ تین دوسرے افراد کو بھی ہم چھائی سے نکال لائے ہیں۔ کرنل درگ رام کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جو کرنل درگ رام چھائی سے باہر گیا تھا وہ ہمارا ساتھی تھا جس پر ہم نے کرنل درگ رام کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ میں تمہیں یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کافرستانی فوج کے مینسٹ نہیں ہیں اگر چہارا مطلب اے سے آصف ہے تو پھر واقعی یہ حیران کن بات ہے کہ آصف کو کیوں اغوا کیا گیا ہے اور کس نے کیا ہے۔ تم ہمیں بتاؤ کیا آئیڈیا ہے کہ آصف کہاں ہو سکتا ہے۔ اسے چھوڑنا ضروری ہے اور“.....

عمران نے اتھنی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ سر..... پھر تو واقعی جو کچھ میں سوچ رہا تھا وہ غلط تھا۔ آصف صاحب کے اغوا کے بعد ایک اور بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ راہولی شہر کے محقی طرف بہاڑیوں میں آصف کے چھارہ مت علی کی لاش بھی دستیاب ہوئی ہے۔ وہ کھائی میں گر کر ہلاک ہوا ہے۔ اس کے جسم پر کسی گولی کا نشان نہیں ہے، لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ رحمت علی کہاں کا قیدی باشندہ ہے۔ اس آدمی کا کھائی میں گرنا حیرت انگیز ہی کہا جاسکتا ہے میں نے اپنے ایک آدمی کو رحمت علی کی ہستی میں بھیجا تو وہاں سے ایک نئی اطلاع ملی ہے کہ وہاں ایک آدمی پہنچا جس نے اپنے آپ کو کافرستانی

”اے پر تو آج تک کسی کو شک ہی نہ ہو سکا تھا اور بڑے بڑے فوجی افسر اس کے دوست تھے۔ پھر اپنا تک یہ کہنے ہو گیا اور“..... علی شاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں چھادی بات درست ہے، لیکن دراصل ایک اور پیکر چل گیا ہے جس کی وجہ سے مجھے زیادہ فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اے۔ اے۔ سے اپنا تک چند پاکیشیائی مینسٹ ملے۔ اور حریف نے دگام سے ان کی خبر پورہ کر کے کی ہدایت کر دی اور۔ اے نے انہیں اپنے ایک خاص اڈے میں رکھا اور۔ اے کے کہنے پر میں نے ایک فوجی جیپ بھی اڑا کر اس اڈے پر پہنچائی اور فوجی یوٹیلٹیز بھی مہیا کر دیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق چھائی میں جانے والی جیپ وہی تھی جو میں نے حاصل کی تھی لیکن بعد کی جو رپورٹ ملی اس کے مطابق تو ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ یہ لوگ دراصل کافرستانی فوج ہی تھے۔ تبھی تو کرنل درگ رام ان سے ملا بھی اور پھر ان کے ساتھ چھائی سے باہر گیا، اور ان کے چھائی سے باہر جانے کے بعد ہی۔ اے کو بھی فوجی اٹھا کر لے گئے ہیں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکیشیائی مینسٹ..... چھارے حریف نے بھی ان سے تعاون کیا ہدایت کی تھی کیا تم درست کہہ رہے ہو اور“..... علی شاہ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر علی شاہ کو بولنے سے

گیا اور اس نے یقیناً رحمت علی کو ہلاک کیا ہوگا اور رحمت علی نے ہی ہمیں آصف سے ملوایا تھا اس لئے اس نے رحمت علی سے اس بارے میں معلوم کر لیا ہوگا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ اگر آصف زندہ ہے تو ہم جلد ہی اسے برآمد کر لیں گے اور..... عمران نے کہا۔

”میں خود بھی کوشش کر رہا ہوں، جناب۔ اگر تجھے آصف صاحب کے متعلق معلوم ہو تو میں یہاں اطلاع کر دوں گا۔ اور اگر آپ کو اس کا پتہ چل جائے تو آپ پلیز ذوالفقار کو بتا دیں وہ تجھے کال کر دیں گے اور پھر میں انہیں چھوڑنے کی کوشش کروں گا اور اخلاقی..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کا نام ذوالفقار ہے..... عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے علی شاہ سے پوچھا۔

”جی ہاں میرا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے عام طور پر میں علی شاہ کے نام سے مشہور ہوں تو کیا آپ..... علی شاہ نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ہاں..... میرا ہی نام علی عمران ہے..... عمران نے کہا تو علی شاہ نے اختیار اچھل پڑا..... اس کے چہرے پر اچھائی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ تجھے پہلے ہی شک ہو رہا تھا ورنہ کوئی عام بکثرت کبھی بھی اس طرح اس چھڑائی کو تباہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ہمارا ساتھی ماسم ان کی قیدی

فرج کا افسر بتایا۔ رحمت علی کی بیٹی مبارہ اور بستی کے لوگوں سے اس نے پوچھا کہ چھ فوجی ادھر آئے ہیں اور بستی والوں نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جب بستی والوں نے انکار کیا تو اس نے پوری بستی کو جلا دینے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس وقت رحمت علی وہاں پہنچ گیا اور رحمت علی نے اسے بتایا کہ اس نے چھ سیارہ پوشوں کو دور سے پہاڑیوں کے اندر راہولی کی طرف جاتے دیکھا ہے جس پر وہ افسر رحمت علی کو ساتھ لے کر راہولی کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد آصف صاحب بھی اسیا ہو گئے اور رحمت علی کی تلاش بھی ملی اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران یہ بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”اس افسر کا کوئی حلیہ وغیرہ معلوم ہوا ہے اور..... عمران نے پوچھا اور جب جواب میں دوسری طرف سے حلیہ بتایا گیا تو عمران کے ہونٹ بے اختیار ہنسنے لگے کیونکہ یہ صورتحال منور کا حلیہ تھامے وہ غار میں مردہ چھوڑ آئے تھے۔

”جہاں انام کیا ہے اور..... عمران نے پتہ لہجوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”میرا نام عابد ہے جناب میں آصف صاحب کا اسسٹنٹ ہوں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر سنو وہ افسر ہلیک ہیلڈز کے سیکشن فور کا چیف منور ہے۔ ہم اسے ایک غار میں مردہ کچھ کر چھوڑ آئے تھے وہ ہمارے متعلق ہی پوچھ رہا تھا۔ یقیناً ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اسے مردہ کچھ لیا تھا، وہ زندہ ہو

”کرفیو کے دوران چیکنگ فوج کر رہی ہوگی یا پولیس“..... عمران نے پوچھا۔

”دونوں“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”عمران یہ وقت سوچنے کا اور پلاننگ کا نہیں ہے۔ اگر ہم نے آصف کو واقعی چھوڑ دانا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی اندھا اقدام کرنا ہوگا“..... یکتا حور نے کہا۔

”علی شاہ تم ہمیں پولیس یو مینار مزیدیا کر سکتے ہو“..... عمران نے علی شاہ سے پوچھا۔

”اس وقت تو ممکن نہیں ہے“..... علی شاہ نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے پیر ایسا کرو کہ ہمیں وہاں تک پہنچا دو جہاں سے چیکنگ شروع ہوتی ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔ اسے ہاں عابد کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی خاص حیثیت ہے۔ کیا حیثیت ہے اس کی“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فوجی خبر ہے اور بظاہر ہندو بنا رہتا ہے“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہاں آسکتے گا“..... عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں اس وقت اس کا وہاں آنا خطرناک ہوگا۔ البتہ میں آپ کو اس کے ایک خاص اوڑے تک پہنچا سکتا ہوں“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ چلو ہمیں اسے تو نکلیں اور ہمیں اسلحہ بھی چاہیے“..... عمران نے کہا۔

میں تھا اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ لوگ سفاک درندے ہیں لیکن ہم میں بھی جرئت نہ تھی کہ ہم اس جھادنی پر حملہ کر سکتے“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”باتیں بعد میں ہوں گی پہلے آصف کی برآمدگی ضروری ہے ورنہ تار گرہ کا خاتمہ ہو جائے گا“..... عمران نے اچھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”اس کی آپ فکر نہ کریں آصف کی چاہ ہے وہ لوگ ایک ایک یونیٹ علیحدہ کر دیں اس کی زبان نہ کھلے گی لیکن اس کے باوجود آصف کی برآمدگی ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے مجاہدین کی تحریک کو بے حد قوت حاصل ہے اور اس مسئلے میں آپ جو بھی پلاننگ بنائیں، میں اور میرا پورا گروپ غلاموں کی طرح آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا“..... علی شاہ نے کہا۔

”اب منہر کے سامنے آنے کے بعد یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ آصف کو بلیک باؤنڈز نے اغوا کیا ہے۔ میں نے کر نل دو گرام سے ان کا مقامی اڈہ معلوم کر لیا ہے۔ یہ اڈہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر خاکی رنگ کی عمارت ہے۔ آصف کو قید خانہ میں رکھا گیا ہوگا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کرفیو نافذ ہے اس لئے ہمارا وہاں تک پہنچنا ہی اصل مسئلہ ہوگا۔ کیا تم کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہو جس سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں تک پہنچ سکیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ راجہ ہٹ بازار تو شہر کے وسط میں ہے۔ وہاں تک پہنچنے پہنچنے ہمیں سینکڑوں جگہ پر چمک کیا جائے گا“..... علی شاہ نے اچھائی یاوہ سانس لے لے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلمہ مل جائے گا۔ اس کی آپ فکر نہ کریں۔“ علی فہام نے کہا
اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جسہ فہام آصف کی کر بناک جینوں سے گونج رہا تھا۔ آصف کی حالت
اجنبائی و گڑ گڑاں ہو رہی تھی اس کا پورا جسم زخموں سے پر تھا۔ سپردہ اس قدر
سوچ گیا تھا کہ اس کی آنکھیں بھی غائب ہو گئی تھیں۔ اس کے جسم پر جگہ
جگہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ کمرے کے درمیان زنجیروں سے ہوا میں لٹکا
ہوا پانی سے ٹپکنے والی پتیلی کی طرح چپ رہا تھا۔ اس کے سلسلے سنوہر اور
کودو کھڑے تھے۔ سنوہر کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔ جب کہ کودو
کے ہاتھ میں ایک خون آلود شہر تھا۔

’یو لو..... کہاں ہیں وہ پاکیشیائی لجنٹ کہاں چھپایا ہے تم نے
انہیں۔‘ سنوہر نے عصبے سے پچھتے ہوئے کہا۔
’م۔م۔م۔ مجھے نہیں معلوم۔‘ آصف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

’تم کیا جہادی روح بھی بنائے گی۔‘ سنوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔

سے اڑ گئی ہے۔..... کو رو نے اجنبی درشت زدہ لہجے میں کہا تو منوہر
جی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“
..... منوہر نے حیرت سے پچھتے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب شہر پر قیامت گزر گئی ہے۔ نہ صرف
جھاڑنی بلکہ فوج کے ٹیڑھ دو سو سپاہی بھی مر گئے ہیں اور یہاں موجود فوج
اور پولیس اس وقت اجنبی خوفزدہ نظر آ رہی ہے، لیکن سب سے حیرت
انگیز بات یہ ہے کہ کرنل دو گرام اس جہاں سے پہلے جھاڑنی سے باہر چلا
گیا اور اب تک اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔“..... کو رو نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وری بیڈ یہ ساراں ہے۔ کوئی بہت بڑی سازش۔ تجھے یقین
ہے کہ یہ ان پاکستانی سپاہیوں کا ہی کیا دھرا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ ہمیں
فوراً یہاں پہنچ کر ان کو تلاش کرنا ہے۔ منوہر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا جہر خانے سے نکل کر رابدری میں سے گزر رہا ہوا اور بھاتی ہونی
سیڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

”جناب جناب..... ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیجکی ہے۔ جناب اس
میں جھاڑنی کی جہاں کا ذکر موجود ہے۔“..... ایک آدمی نے تیزی سے اس
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کو رو اور منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اوہ..... کہاں ہے اس کی پیپ..... تجھے سفاقت..... منوہر نے
پچھ کر کہا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ کو رو بھی اس کے ساتھ تھا اور

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پاگوں اور وحشیوں کی طرح
آصف پر کوڑے برسانے شروع کر دیے اور آصف کی اجنبی کریمک
پتلیوں سے کرہ لڑنے لگا وہ بار بار بے ہوش ہوتا۔ پھر کوڑے کی ضربوں
سے ہوش میں آکر پچھتے لگ جاتا۔

”اس کے پیروں کے نیچے آگ جلاؤ کو رو۔ اس کے پورے جسم کا
گوشت جلا ڈالو میں دیکھتا ہوں یہ کب تک برداشت کر سکتا ہے۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور پھر نیچے ہٹ کر وہ پانیٹے لگا۔
”باس اگر آپ کہیں تو میں اس کے دشمنوں میں مرچیں اور ملک بھر
دوں۔“..... کو رو نے کہا۔

”ہاں..... ٹھیک ہے..... لے آؤ مرچیں اور ملک لے آؤ۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور کو رو تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

”تم بتاؤ گے۔ ضرور بتاؤ گے۔“..... منوہر نے زنجیروں سے لٹکے
ہوئے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔“..... آصف کے منہ سے آہستہ آہستہ
الفاظ نکلے اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”نجانے یہ لوگ کسی مٹی کے پتے ہوئے ہیں..... زبان ہی نہیں
کھولتے۔“..... منوہر نے ہنسنے پچھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور کو رو دھماکتا ہوا اندر آیا۔

”جناب جناب غضب ہو گیا۔ پوری جھاڑنی اسلحہ ڈپو سمیت دھماکے

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور جھوٹے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین نصب تھی اور دو آدمی اسے آپسٹ کر رہے تھے۔
 ”لگاؤ وہ سیپ“..... کورونے کہا۔ اور ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے یٹن دبا دیا۔

”ایلو ایلو اے۔ اسے۔ نو کالنگ ڈیڈ اور“..... ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

”یہ تو واقعی پراسرار کال ہے جو اکثر سنائی دیتی رہتی ہے لیکن تین تک ٹریس نہیں ہو سکی“..... کورونے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”یس ڈیڈ انڈنگ یو اور“..... چند لمحوں کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”ڈیڈ میں نے کہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوجی اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی جھڑپی خوفناک دھماکوں سے جلا ہو گئی..... اے۔ اے۔ نو اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ کسی کو تفصیلی رپورٹ دے رہا ہو۔ منوہر کے ہونٹ بھیچ گئے تھے اور چہرہ مست گیا تھا لیکن وہ خاموشی سے سیپ سننا رہا اور پھر جب درمیان میں اس پاکیشیائی مینٹ کی آواز ابھری تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔ کورونے ہجرے پر بھی حیرت تھی کیونکہ وہ تفصیل بتاتی جا رہی تھی اس سے اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ قتل درگاہم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جھڑپی بھی ان پاکیشیائی ہتھیاروں نے ہی جہاد کی ہے۔

”ہو نہہ..... تو میرا خیال درست نکلا یہ کارروائی پاکیشیائی مینٹ نے کی ہے اور یہ آصف جو کچھ نہیں بتا رہا۔ اب اس کا نام بھی سانسے آگیا ہے۔ یہ گروپ لیڈر ہے اور اس کی وجہ سے ان پاکیشیائی ہتھیاروں کو جھڑپی جہاد کرنے کا موقع ملا ہے“..... منوہر نے دامت پیسے ہونے کہا۔
 ”اے گولیوں سے جھلنی نہ کر دیا جائے“..... کورونے کہا۔

”نہیں یہ ہمارے پاس قریب کا پتہ ہے۔ اب اس کے ذریعے ہم ان پاکیشیائی ہتھیاروں کا سراغ لگا لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے جسم میں ایس۔ ایس ڈی کا فون لگا دو اور اسے اس کی دکان پر پہنچا دو۔ لازماً یہ پاکیشیائی مینٹ اس سے ملے گی اور اس طرح ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس ہاس..... یہ بہترین ترکیب ہے“..... کورونے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر نے سر ہلا دیا۔

”اس کی پیڑ پیج بھی کر اڈنا۔ کہیں وہ مری نہ جائے اب اس کی زندگی ہمارے لئے اس کی موت سے زیادہ قیمتی ہے اور جلد از جلد یہ سارے کام کر ڈالو۔ اس کے علاوہ گنگو میں ذوالفقار نامی آدمی کو بھی ٹریس کرنا پڑے گا۔ جسے ڈیڈ کہا گیا ہے۔ یہ بھی اہم آدمی ہے اور پاکیشیائی مینٹ اس کی پناہ میں ہیں۔ کیا یہاں جہاد کوئی ایسا خبر ہے جس سے اس بارے میں کوئی گیوٹل ملے“..... منوہر نے کہا۔

”یس ہاس جمال پورہ کے علاقے میں جو شہر کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ ایک ہوٹل کا مالک موہن میرا خاص خبر ہے۔ وہ یہاں کا قدرتی

”نہیں سر..... ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے موڈ بانڈ لگے

میں کہا گیا۔

”ایک پولیس کشفز آئند بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک آواز

سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ مجھائی کی جہابی کے بعد اب فوج کا انچارج

کون ہے..... کو روئے سرو لگے میں پوچھا۔

”جناب کرنل دوگرا رام تو اب تک دستیاب نہیں ہو سکے۔ ویسے باقی

ماندہ فوج کا سربراہ ان کی عدم موجودگی میں۔ پھر دسے ہیں۔ سائمن نے دگم

سے مزید فوج بھی طلب کر لی ہے..... پولیس کشفز نے موڈ بانڈ لگے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر دسے اس وقت کہاں ہیں..... کو روئے پوچھا۔

”انہوں نے اپنی کوشش کو ہی عارضی طور پر اپنا دفتر بنایا ہے.....

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے..... کو روئے پوچھا اور دوسری طرف سے

فون نمبر بتا دیا گیا۔ کو روئے لو۔ کے کہہ کر کر بیڈل دبا دیا۔ اور پھر ہاتھ

اٹھا کر اس نے پولیس کشفز کے بتاتے ہوئے نمبر داخل کرنے شروع کر

دیے۔

”نہیں..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ پھر دسے سے بات کرائیں..... کو روئے

میں کہا۔

باغداد ہے اور ایک ایک آدمی کے بارے میں جانتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں

تو اسے یہاں بلوایا جائے..... کو روئے کہا۔

”نہیں میں خود وہیں جاؤں گا۔ اس طرح بات حیت زیادہ اچھے ماحول

میں ہو سکے گی۔ تم ایسا کرو ٹیپ لگے دے دو ہو سکتا ہے موبن آواز سن کر

پہچان جائے اور لپٹے کسی ایسے آدمی کو میرے ساتھ بھیج دو جو اس علاقے

اور موبن کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم سپیشل پاس بھی

ملٹری سے حاصل کرو تاکہ ہمیں راستے میں روکا نہ جائے..... منوہر

نے کہا۔

”میں ساجن کو آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں..... وہ اسے جانتا بھی

ہے اور بہترین ڈرائیور بھی ہے۔ پاس کے لئے مجھے کرنل دوگرا رام کی جگہ

ملٹری انچارج کا معلوم کرنا ہوگا۔ پولیس کشفز کو معلوم ہوگا۔ میں اسے

فون کرتا ہوں..... کو روئے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے

ٹرانسمیٹر چیکنگ روم سے نکل کر دوبارہ اسی پینل والے دفتر تک آ کرے میں

پہنچ گئے تھے۔ کو روئے آگے بڑھ کر میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی

سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے جب کہ منوہر دفتر سے ملتا ہاتھ روم کی

طرف بڑھ گیا۔

”پولیس کشفز آفس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

آواز سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ کشفز سے بات کرنا..... کو روئے تیز لگے

میں کہا۔

اسی طرح سر دھلے میں کہا۔
 "میں سر ہولان کریں۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیل..... میجر دے بول رہا ہوں۔"..... چھ لمحوں بعد ایک اور آواز
 سنائی دی۔

"میجر دے..... میں بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔" مجھے چھاؤنی کی جباہی کا
 اطلاع مل چکی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس جباہی کا ذمہ دار
 کون ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ کرنل درگ رام کو چھاؤنی کے اندر تار مار
 سبل میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ فوجی جو جیب میں آئے تھے وہ غیر ملکی
 تھیں۔ چھت تھے اور جو کرنل درگ رام ان کے ساتھ باہر گیا تھا وہ ان کا ہی ساتھی
 تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر کرنل درگ رام کا میک اپ کر دیا تھا۔ ہم
 اب ان غیر ملکی ہتھیاروں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم
 اپنی مخصوص یونیفارمز استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح وہ چھت
 ہمیں فوراً پہچان لیں گے اور عام لباس میں ہم باہر نہیں نکل سکتے کہ باہر
 آپ حضرات نے کر فیونگار کہا ہے اس لئے آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر
 سپیشل پاس ہمیں بمبھواویں اور اپنے تمام فوجیوں کو مطلع کر دیں کہ وہ
 اس سپیشل پاس کو دیکھ کر ہمارے آدمیوں سے کوئی بات نہ کریں۔
 کو روئے تھما نہ لے میں کہا۔

"میں سر۔ مگر کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ یہ غیر ملکی چھت کون ہیں
 آپ اگر ان کی تفصیل ہمیں بتاویں تو ہم خود بھی انہیں پکڑنے کی کوشش
 کر سکتے ہیں۔"..... میجر دے نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک چھت ہیں۔ میجر دے..... وہ آپ لوگوں کے بس
 کے نہیں ہیں۔ ان سے ہم ہی نمٹ سکتے ہیں۔" تب صرف اتنا کریں کہ
 سپیشل پاس بنا کر پولیس کمشنر کو بمبھواویں اسے وہاں سے حاصل کر لیا
 جائے گا۔..... کو روئے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کو روئے ایک بار پھر
 کریٹل دبا کر لائن کافی اور دوبارہ پولیس کمشنر کے نمبر ڈائل کر کے اسے
 میجر دے کی طرف سے آنے والے پاس کے متعلق بتایا اور پھر دسیور رکھ
 دیا۔ اسی لمحے منوہر باجھ روم سے باہر آیا تو اس نے میک اپ کر کے چہرہ
 بدل لیا تھا۔

"میں نے جہادی گنگو سن لی ہے۔ اب میں ساجن کے ساتھ جا کر
 پولیس کمشنر سے پاس لے لوں گا۔ تم جا کر اس آصف کے بارے میں
 میری ہدایت پر عمل کرو۔"..... منوہر نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا دفنی
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جیب میں بیٹھا اس
 عمارت سے باہر نکلا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کو رو کا آدمی ساجن تھا۔ ٹرانسمیٹر
 گنگو کی جیب منوہر کی جیب میں تھی اور منوہر نے ساجن کو پولیس کمشنر
 سے پاس حاصل کرنے اور اس کے بعد جمال پورہ پہنچ کر موہن سے ملنے کے
 بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔ اور جیب تھوڑی دیر بعد قریب واقع
 پولیس کمشنر کے دفتر پہنچ گئی۔ بی۔ ایچ کا نام سننے ہی منوہر کو پولیس کمشنر
 کے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ پولیس کمشنر نے اٹھ کر باقاعدہ منوہر کو سیلوٹ
 کیا۔

”آپ بی۔ ایچ سیٹن چیف ہیں۔ مجھے ابھی بی۔ ایچ نے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ آپ میرے دفتر تشریف لارہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے دفتر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“ پولیس کسٹرنے اہتائی موبائل گجے میں کہا۔

”شکریہ۔ وہ سپیشل پاس آگیا ہے۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی پہنچا تو نہیں لیکن بیکر دسے کافون آیا تھا کہ وہ سپیشل پاس بھجا رہے ہیں۔ دسے جناب آپ پولیس فورس کو حکم کریں۔ پولیس فورس آپ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جانیں لڑا دے گی۔“ پولیس کسٹرنے خوشامد لگے میں کہا۔

”جب ضرورت پڑی تو میں آپ کو کال کر دوں گا۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے اندر آکر کارڈ پولیس کسٹرنے کو دیا تو اس نے وہ کارڈ منوہر کی طرف بڑھایا۔

”شکریہ۔“ منوہر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیب پولیس آفس سے نکل کر جمال پورہ کی طرف بڑھنے لگی۔ صاحب نے سپیشل پاس جیب کی فرمٹ سکریں پر دنگوا تھا۔ اس لئے راستے میں انہیں روکنے کی بجائے فورج کے سپاہی باقاعدہ سلیکٹ کرتے جا رہے تھے۔

”تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جیب ایک قدیم ٹائپ کے علاقے میں داخل ہو کر کلائی کے بنے ہوئے ایک بڑے سے ہوٹل کے سامنے پہنچ کر

رک گئی۔ ہوٹل کا دروازہ آدھا بند تھا اور ہوٹل کا بال بالکل خالی نظر آ رہا تھا۔

”میں بلا لاؤں موہن کو۔“ صاحب نے جیب روکنے ہی پر بھجا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ اندر چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔“ منوہر نے کہا اور پھر وہ صاحب کے ساتھ چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد موہن ان کے سامنے تھا۔ وہ درمیانے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن چہرے سے ہی شیطان صفت آدمی لگتا تھا صاحب کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

”موہن یہ سیٹن چیف ہیں۔“ صاحب نے منوہر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ میں سر۔۔۔۔۔ میں سر۔۔۔۔۔ مجھے کور و صاحب نے فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔“ موہن نے بڑے مودبانہ انداز میں منوہر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”صاحب تم باہر جاؤ مجھے موہن سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔“ منوہر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ملانا ہوا خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آئیے جناب ادھر دفتر میں بیٹھتے ہیں جناب۔“ موہن نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور منوہر سر ملانا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک صاف ستھرے کمرے میں پہنچ گئے۔

”کیا سیوا کر دوں جناب۔“ موہن نے خوشامد لگے میں کہا۔

بی کہا۔

”ایک منٹ جناب بات چیت آگے چلنے دیجئے“..... موہن نے کہا اور منور خاموش ہو گیا۔ موہن بڑے غور سے گفتگو سن رہا تھا۔

”میں سر میں کچھ گیا ہوں یہ علی شاہ کی آواز ہے۔ اس کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے یہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے“..... موہن نے تھوڑی دیر بعد بڑے حتیٰ لجز میں کہا تو منور نے پیپ دیکارڈر تک کر دیا۔

”کون ہے یہ آدمی اور کہاں رہتا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... منور نے سرست بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ علی شاہ فروٹ مرچنٹ ہے جناب۔ پہلے یہ کافرستان میں کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا۔ پھر وہاں سے نوکری چھوڑ کر جہاں آگیا اور اس نے فٹبال فروٹ کا قحوق کا کام شروع کر دیا۔ اس کی دکان کنوے بازار میں ہے۔ میں اسے اس لئے پہچانتا ہوں کہ اس کا ملازم میرا دوست ہے اور جہاں ہو علی میں اکثر آتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی علی شاہ بھی اس کے ساتھ جہاں آجاتا ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش کہاں ہے“..... منور نے پوچھا۔

”رہائش کا تو میں نے کبھی پوچھا نہیں۔ ویسے میں معلوم کر سکتا ہوں“..... موہن نے کہا۔

”کیسے معلوم کرواؤ گے“..... منور نے پوچھا۔

”اس کا ملازم اس محلے میں رہتا ہے۔ اس کا نام جابر ہے۔ میں اسے بلا

”بیشر موہن حالات انتہائی مخدوش ہیں اور مجھے اس وقت جہادی ضرورت ہے۔ گورہ نے مجھے بتایا ہے کہ تم انتہائی ہوشیار نمبر ہو“..... منور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ ان کی سہرانی ہے جناب کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں..... ویسے آپ حکم فرمائیں۔ مجھ سے جو سوا بھی ہو سکے گی میں اس میں دریغ نہ کروں گا“..... موہن نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کسی ذوالفقار نامی آدمی کو جاملے ہو“..... منور نے پوچھا۔

”ذوالفقار..... اس نام کے چار پانچ آدمیوں کو تو جانتا ہوں..... موہن نے کہا تو منور ہونک پڑا۔

”جہاں سے پاس پیپ دیکارڈر ہے“..... منور نے پوچھا۔

”جلی ہاں ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”لے آؤ میں تمہیں ایک کیسٹ سناتا ہوں۔ اس میں ایک آدمی کا نام ذوالفقار لیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے تم اسے آواز سے پہچان جاؤ“..... منور نے کہا اور موہن اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ منور نے عجب سے وہ کیسٹ نکال کر وہ آئے سے پہلے وہاں سے ساتھ لے آیا تھا جس میں ٹرانسمیٹر مرنے والی گفتگو موجود تھی۔

موہن نے الماری سے ایک پیپ دیکارڈر نکال کر میز پر رکھی تو منور نے اس میں ٹیپ لگا۔ اور پھر پیپ دیکارڈر آن کر دیا۔

”یہ۔۔۔ آؤں تو لپٹے قہقہہ کوڑ پڑے کہہ رہا ہے۔ اس کا آخر میں اس کا نام ذوالفقار بتایا گیا ہے“..... منور نے ایک آواز کے برآمد ہوتے ہوئے

”جواب آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔ آپ مجھے کیوں یہ سزا دے رہے ہیں.....“ جابر نے روتے ہوئے سچے میں کہا۔ وہ واقعی خوف سے تھر تھر کاٹ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر منہر کچھ گھبرا گیا کہ یہ شخص ایک عام سائل کا نام ہے۔ اس کا تعلق کسی گوریلٹا تنظیم سے نہیں ہو سکتا۔

”تم نے مجھ سے غلط بیانی ہے کہ علی شاہ کا فرسان گیا ہوا ہے جب کہ آج ہی اس کی گفتگو ہم نے ایک جگہ سنی ہے۔ اگر تم سچ بتاؤ کہ علی شاہ کہاں ہے تو میں جہیں زندہ چھوڑوں گا وہ نہ جہادی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی.....“ منہر نے کشت سچے میں کہا۔ اسی لمحے مسلح آدمی نے کوڑا لاکر منہر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”سچ.....“ جواب..... میں سچ کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ کا فرستان جابر ہے ہیں اور وہ اکثر وہاں کاروبار کے سلسلے میں جاتے رہتے ہیں.....“ جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی جابر کے حلق سے انتہائی کربناک جھنجھکی اور اس کا بدن مایوس جھم جھم بری طرح پھونکنے لگا۔ منہر نے پوری قوت سے پہلا کوڑا رسید کر دیا تھا۔

”مم۔ مم۔ مم میں سچ کہہ رہا ہوں میں سچ کہہ رہا ہوں جواب.....“ جابر نے بری طرح کراہتے اور چیخے ہوئے کہا لیکن اس کا جواب سنتے ہی منہر پر جیسے دیوانگی سی سوار ہو گئی۔ اس نے مشین کی طرح جابر کے جسم پر کوڑے برسائے شروع کر دیے۔ جابر تکلیف کی شدت سے دوبارہ ہوش میں بھی ہو گیا لیکن منہر کے خوفناک کوڑوں کی ضربیں اسے دوبارہ ہوش میں

”یہ جابر ہے۔ علی شاہ کا شیجر۔ اسے مار چرسیل میں لے جاؤ.....“ منہر نے سر ملاتے ہوئے کورو سے کہا۔

”علی شاہ.....“ کورو نے پوچھ کر پوچھا۔

”ذوالفقار کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ دیکھو وہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے.....“ منہر نے جواب دیا۔ اور کورو نے اثبات میں سر ملا دیا۔ اور پھر اس نے دو مسلح آدمیوں کو اشارے سے بلایا۔

”اسے مار چرسیل میں لے جاؤ اور نکس کر دو.....“ کورو نے ان دونوں سے کہا۔

”جلو.....“ ان دونوں نے جابر کا ایک ایک بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ ”مم۔ مم مگر.....“ جابر نے احتجاج کرنا چاہا لیکن وہ دونوں اسے اس طرح پکڑے۔ کھینچے ہوئے نیچے تہ خانے کی طرف لے گئے۔

”تم نے اب ایس۔ ایس ڈی ڈکلا فون کو ہر لمحے چیک کرنا ہے۔ خاص طور پر کاشن کا محل وقوع۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان یا کیشیانی پہنچنوں کا پتہ چل جائے گا۔ میں اس دوران اس جابر کی زبان کھلوانا ہوں.....“ منہر نے کہا اور کورو کے سر ملاتے پردہ مزکر تیزی سے راہداری میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس تہ خانے میں پہنچ گیا جیسے مارچریل کہا جاتا تھا۔ جابر کو ایک دروازے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

”یہ بہت شور مچا رہا ہے جواب.....“ منہر کے اندر داخل ہوتے ہی اسے لے آنے والے دونوں مسلح افراد میں سے ایک نے کہا۔

اس جواب پر غصے سے پاگل ہو گیا اور دوسرے لمحے کمرے میں کوڑوں کی شراب شراب کی آوازوں کے ساتھ ہی جہاز کی کربناک جگہوں کا جیسے طوفان سا اٹھ گیا۔ پھر یہ جھٹکیں ڈوبتی چلی گئیں لیکن منور اسی طرح پاگوں کے سے انداز میں مسلسل کوڑے برساتے چلا جا رہا تھا۔

”جواب..... یہ آدمی مر چکا ہے“..... ایک مسلح آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ مر گیا۔ اتنی جلدی اس قدر بزدل اور کمزور آدمی تھا۔ ہوش.....“

منور نے ہاتھ روک کر پانچے ہوئے کہا۔ مسلسل کوڑے برساتے کی وجہ سے وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

”جواب یہ آدمی جسمانی طور پر کمزور تھا لیکن آپ انتہائی طاقت ور ہیں آپ کی طاقت کی وجہ سے یہ مر گیا ہے“..... اس آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور منور کا ہجرہ مسرت سے جھک اٹھا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ جاؤ کو رو کو بلاؤ اب میں اس کی لاش سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں“..... منور نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ گورو اندر داخل ہوا۔ اس کا ہجرہ جوش سے سرخ پڑا رہا تھا۔

”جواب ان پاکیشیائی ہتھیاروں کا پتہ چل گیا ہے وہ سونا نامی پہاڑی علاقے میں موجود ہیں“..... گورو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ کیسے..... کیسے پتہ چلا.....“ منور نے چونک کر پوچھا۔

”جواب ٹرانسمیر پھر لنگھو ہوتی جس میں اس اے۔ اے ٹو نے دیے

لے آئیں۔ اس کا جسم ڈشوں سے بھر گیا تھا۔

”اس کے ڈشوں میں ملک اور سرخ مرہیں بھر دو“..... منور نے ہاتھ روکے ہوئے چیخ کر کہا۔

”مت مارو مجھے مت مارو۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے“..... جہاز نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسلے ہوئے باہر آرہے ہوں اور پھر اس کی گردن اٹھک گئی۔

”اسے پانی پلو“..... منور نے ایک آدمی سے کہا اور وہ آدمی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ ہو جو تھا۔ منور کے اشارے پر اس نے جہاز کے جیزے بھیج کر اور اس کا منہ اونچا کر کے تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں اترنے دیا اور باقی پانی اس کے جسم پر پھینک دیا اور چند لمحوں بعد جہاز کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

”یو لو کہاں ہے وہ پہاڑی اڈہ ورنہ اس بار میرا ہاتھ نہ رکے گا۔ یو لو۔ اگر تم سب کچھ جگ بگ بتاؤ تو میرا وعدہ کہ جہاز علاج بھی کرواں گا اور جس بے شمار انعام و اکرام بھی دوں گا“..... منور نے کہا۔

”پہاڑی اڈہ..... کون سا پہاڑی اڈہ.....“ مجھے کیا معلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ جب میں اور کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤں گا کیا..... جہاز نے ہوش نہ بچھنے ہوئے کہا۔

”تم۔ جہاز یہ جرات کہ اس طرح انکار کرو“..... منور جہاز کے

آصف اڈے میں پہنچے گا ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور سٹوہم نے انہیں اس بار کوئی ہمت نہیں دی۔ اس پورے اڈے کو بموں سے اڑا دینا ہے۔ تجھے..... منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔
 "میں سراسیمہ ہی ہو گا۔ میں انتظار کرتا ہوں....." گورو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"اس کی لاش کو باہر لے جا کر کسی کھائی میں پھینکوا دو، اب اس کی ضرورت نہیں رہی....." منوہرنے ان دو مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا گورو کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے ٹائٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

کو اطلاع دی کہ اے زخمی حالت میں واپس دکان پر پہنچا دیا گیا ہے جس پر اس پاکیشٹائی فوج نے کہا کہ کیا وہ اے کو زیلے کے پاس اس طرح بھگا سکتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن اسے۔ اے۔ نو نے کہا کہ اسے زیلے کے اڈے کا علم نہیں ہے چنانچہ اس زیلے نے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اڈہ سوناہہاڑی علاقے میں ہے۔ وہ اسے کو سوناہہاڑی علاقے کے درمیان واقع دو کوٹوں والی پٹان پر پہنچا دے۔ وہاں سے اس کے آدمی اسے اڈے میں لے جائیں گے..... اس پر اے۔ اے، نو نے رونا مندی ظاہر کر دی ہے۔ یہ تانچہ جناب اس طرح یہ اڈہ سٹوہم آگیا ہے؟ گورو نے کہا۔

"اوہ تمہیں فوراً اپنے آدمی اس علاقے میں بھیج دینے چاہئیں....." منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں جناب..... آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکالون موجود ہے۔ جیسے ہی وہ اس اڈے میں پہنچے گا ہمیں اس کا درست محل وقوع ہمیں پہنچے پہنچے معلوم ہو جائے گا اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی پھر ہم اس اڈے کو فوج کی مدد سے گھیر لیں گے....." گورو نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں تجھے اس کا تو خیال ہی نہ آیا تھا یہ زیادہ اچھا ہے کہ جب آصف وہاں پہنچے تو وہاں ہمارا کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔ ویسے تم اس پھر دیکھو کہ کب کب فوج کا ایک دستہ جس کے پاس انتہائی طاقتور میزائل بم۔ گھنٹیں اور دوسرا اسلحہ ہو یہاں منگوانو۔ جیسے ہی

پر چھا۔

”اس کا نام منوہر لیا گیا تھا۔ مجھے عابد نے تفصیل بتا دی ہے۔ اس منوہر نے میرے بچاؤ و رحمت ملی کو ہلاک کیا ہے اور اس نے مجھ پر یہ ہولناک اور غیر انسانی تشدد کیا ہے۔ کو رو اس کا ماتحت ہے۔ بہر حال اب یہ منوہر کو رو اور اس کے ساتھی میرے انتقام سے منجھ سکیں گے۔ ویسے آپ نے جس طرح یہاں کی چھاؤنی کو تباہ کیا ہے میں اس پر بے حد خوش ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے وطن کے لئے ایک یادگار کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“..... آصف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر جہارے ساتھی کی فرانسسز کال ہینڈ منٹ مزید آتی تو ہم اس اڈے پر پڑنے کرنے کی پوری تیاری کر چکے تھے، کیونکہ میں نے کرنل درگا رام سے اس اڈے کی تفصیلات معلوم کر لی تھی، لیکن اب جہاری باتوں سے یہ بات کسٹرم ہو گئی ہے۔ میں نے جسیں یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ تم ہمیں اس اڈے کی اندرونی تفصیلات بتا دو۔ میں اس منوہر کو دراصل زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر اور دوسرے سیکشنز کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں۔ ہمارا اصل مشن بلیک ہاؤنڈز کی پوری تنظیم کا تباہ ہے۔ اس اڈے کی اندرونی تفصیلات معلوم ہو جانے سے ہم اسے زندہ پکڑ سکتے۔ ورنہ ہمیں لا محالہ پورا اڈہ تباہ کرنا پڑے گا اور اس طرح یہ منوہر بھی مر جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ویسے بھی میں ایک بار بیٹے بھی اس

عمران کی نظریں آصف پر جمی ہوئی تھیں، جس کا پورا جسم ہلپوں میں پٹا ہوا تھا۔ اس کے جہرے پر بھی ڈھم تھے، لیکن اس کی آنکھوں میں خودی کے چراغ روشن تھے۔

”بے پناہ دردنگی سے کام لیا گیا ہے۔“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”وہ ہیں ہی ایسے جناب لیکن مجھے پسند نہ رہا وہ نہیں ہے۔“

مادر وطن کے لئے میں اس سے دو گئے ڈھم کھانے کے لئے تیار ہوں اصل خوشی مجھے اس بات پر ہے کہ میں نے انہیں آپ کے متعلق کچھ نہیں بتایا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان کا وہ اڈہ بھی چھپک کر لیا ہے۔ اب میں اس اڈے کو کسی بھی کئے تباہ کر سکتا ہوں۔“..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس نے تم پر تشدد کیا ہے اس کا نام اور حلیہ۔“..... عمران نے

عمارت میں جا چکا ہوں۔ پہلے اس عمارت میں اس کا مالک رہتا تھا۔ وہ میرا دوست تھا پھر وہ کافرستان شہنشاہ ہو گیا اور سنا گیا کہ گوردونام کے آدمی نے یہ عمارت کرایے پر لی ہے لیکن چونکہ گوردونام کے سامنے نہ آیا تھا اس لئے ہمیں اس عمارت پر اور اس گوردونام کے شہنشاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اجازت میں سر ملایا اور آصف نے اسے تفصیل سے اس عمارت کے اندرونی محل وقوع کے متعلق بتانا شروع کر دیا لیکن اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

’ہاں ہاں فوجی آ رہے ہیں۔ بے شمار فوجی۔ وہ اس علاقے کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے پاس میزائل گھنٹیں بھی ہیں۔ ان کے ساتھ دو سو یلین لباس میں افراد بھی ہیں‘..... اس آدمی نے تیز لہجے میں علی شاہ سے کہا تو غار میں موجود سب افراد بڑی طرح چونک بڑے۔

’اس کا مطلب ہے کہ آصف کو یہاں آتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے ہمیں فوری جہاں سے نکالنا ہو گا‘..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

’نہیں آصف کو یہاں آتے چیک نہیں کیا گیا۔ میرے آدمی اوپر چوٹی پر موجود تھے اور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ اگر ہوتا تو میرے آدمیوں کی نظروں سے نہ بچ سکتا۔ یہ کوئی اور پراسرار چکر ہے‘..... علی شاہ نے ہنست ہنچتے ہوئے کہا۔

چکر اوہ..... اوہ..... ایک منٹ۔ اوہ..... ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ آصف تم نے اب بالکل زبان سے کوئی بات نہیں نکالی اور نہ کوئی دوسرا آدمی بولے گا۔ جب تک ہم کسی خاص پتہ یا گاہ تک نہ پہنچ جائیں

اگر یوں ناگزیر ہو تو دوسرے کے کان کے قریب سرگوشی کے انداز میں بات کی جائے‘..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں لیکن سرگوشیاں لہجے میں کہا تو علی شاہ اور آصف دونوں حیرت سے منہ بھائے عمران کو دیکھنے لگ گئے۔

’کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے‘..... عمران نے علی شاہ کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشیاں لہجے میں پوچھا۔

’یہاں ایسے کئی راستے ہیں۔ وہ ہمیں نہ پاسکیں گے‘..... علی شاہ نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔ اور عمران نے اس انداز میں سر ملایا جیسے اسے اب سمجھ آئی ہو کہ علی شاہ فوج کی آمد کی اطلاع کے باوجود مطمئن کیوں تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد علی شاہ اپنے سب ساتھیوں سمیت اڈے کا سارا سامان سمیٹ کر ایک خفیہ سرنگ کنارے میں داخل ہو گیا۔ صفدر نے آصف کو کاندھے پر لاوا اور وہ سب بھی علی شاہ کے ساتھ اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ ایک اور بڑی سی غار میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ غار خالی بڑی ہوتی تھی۔ علی شاہ نے اس غار کے ایک کونے میں موجود پتھر کو زور سے دیا تو سرنگ بنا ایک اور راستہ نمودار ہو گیا اور وہ ایک بار پھر سرنگ میں داخل ہو گئے۔ یہ سرنگ پہلے کی نسبت کافی کشادہ اور بڑی تھی۔ لیکن یہ سب تھیں قدرتی۔ پہاڑوں میں ایسی غاریں اور سرنگیں چونکہ عام ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو بھی اس پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ ابھی وہ سرنگ میں کچھ دور ہی

کے ساتھ ہی اس نے اس کی گردن کے گرد لپیٹ ہوئی پشیاں انارنی شروع کر دیں۔

”یہ..... آصف نے حیران ہو کر کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر اٹکی رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔ گردن کے عقبی حصے پر ہاتھ بھرتے ہی عمران کے لبوں پر طنز مسکراہٹ پھیل گئی اس نے عیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور دوسرے لمحے آصف کے حلق سے بے اختیار اپنی سی جینٹلی لیکن وہ چرپا نہ تھا۔ کھوکھوں بعد عمران کے ہاتھ ایک جھونا سا خون آنکھوں میں تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مہرنے کے پانی سے اسے صاف کیا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔ اس نے بن کو ایک ہتھ پر رکھا اور ایک بڑا سا ہتھکڑا کر اس نے پوری قوت سے بن پر مارا اور بن کے پرزے اڑ گئے۔

”یہ ایس..... ایس ڈاکٹار فون تھا۔ اس کی مدد سے انہوں نے اڈے کا کھوج لگا یا ہے۔ کیپٹن شکیل آصف کی میڈیکل کر دو۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ اس بن کی وجہ سے آصف زندہ ہے۔ ورنہ کس صورت بھی اسے زندہ واپس نہ بھیجتے.....“ عمران نے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایس..... ایس ڈاکٹار فون۔ یہ کیا ہوتا ہے عمران صاحب.....“ علی شاہ نے حیران ہو کر پوچھا اور عمران اسے تفصیل بتانے لگا۔

”اوہ یہ تو انتہائی خطرناک چیز ہے.....“ علی شاہ نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عابد کے ساتھ ہماری ٹرانسمیٹر ٹاک باقاعدہ سنی گئی ہے.....“ عمران نے کہا۔

گئے تھے کہ انہیں دور سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے دزلے کے پگلے سے جھٹکے لگ رہے ہوں۔

”اڈے پر میڈیکل فائز کیے جا رہے ہیں.....“ عمران نے آہستہ سے کہا اور علی شاہ نے اچھلت میں سر ہلادیا۔ باقی لوگ خاموش رہے، لیکن ان کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ سرنگ کا اختتام ایک اور غار میں ہوا جس کے دہانے سے روشنی نکل رہی تھی۔

”اب ہم یہاں پوری طرح محفوظ ہیں.....“ علی شاہ نے عمران کی بدانت کے مطابق اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”جب انہیں وہاں لاشیں نہیں ملیں گی تو وہ اس سارے علاقے کو چیک کریں گے اس لئے ہمیں اس علاقے سے کافی دور نکل جانا چاہئے.....“ عمران نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تیسے..... پھر یہاں سے بھی نکلے ہیں، لیکن اب ہمیں باہر کا سفر کرنا ہوگا.....“ علی شاہ نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اس غار سے باہر نکلے اور تیزی سے چلتے ہوئے علی شاہ کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل میں ایک پہاڑی مہرنے کے قریب پہنچ کر وہ سارے تھک کر بیٹھ گئے۔

”آصف تم خاموش رہو گے.....“ عمران نے آہستہ سے کہا اور اس

”ٹرانسمیٹر ناک ادا پھر تو ہم سب شدید خطرے میں رہے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ٹرانسمیٹر ہونے والی بات حجت نہیں سنی جاسکتی کھٹے بھی ہم بات حجت کرتے رہے ہیں لیکن اس سے کھٹے تو کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔“

..... علی شاہ نے کہا۔

”ان کے پاس صرف گنگو سٹنے والی مشین ہے ایسی مشین نہیں ہے کہ جس سے وہ اس جگہ کا کھوج نکال سکیں جہاں ٹرانسمیٹر موجود ہوتا ہے لیکن اس بار مسلسل ہماری گنگو کھل کر ہوتی ہے اس لئے انہوں نے اس کا فائدہ یہ اٹھایا کہ آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکٹافون لگا کر اسے واپس بھجو دیا اور جب دوسری گنگو میں ہم نے مابد کو کہا کہ وہ آصف کو جہاں بھجو دے تو اس ڈکٹافون کی وجہ سے انہوں نے ہمارے اڈے کا کھوج نکال دیا۔ بہر حال اب یہ آنکھ بھری ختم ہوئی چاہئے۔ سنوہر کو زندہ پکڑنے کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اب مزید وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔“

..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر ہم اس طرح چپ چپ کر بھاگتے رہے اور سوچ بچار کرتے رہے تو پھر اسی طرح وقت ضائع ہوتا رہے گا۔ جب ان کے اڈے کا ہمیں علم ہے تو ہمیں اس پر فوری ریز کرنا ہوگا۔ جب ہی بات بن سکے گی۔“

..... حور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو حور واقعی اب ڈائریکٹ ایکشن سے ہی کام چلے گا۔ علی شاہ جہارے پاس کوئی دوسرا اڈہ تو ہوگا۔“

..... عمران نے حور کو اب دیکھتے ہوئے علی شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں ہے سبھاں سے کچھ دور ہے۔“

..... علی شاہ نے جواب دیا۔

”او۔ کے تم لیپٹے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چلے جاؤ۔ آصف کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ میں لیپٹے ساتھیوں کے ساتھ اب اس اڈے کی طرف جا رہا ہوں۔ تم صرف ایسا کرو کہ اپنا ایک ایسا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دو جو ہماری وہاں تک رہنمائی کر سکے۔“

..... عمران نے کہا

”لیکن جناب وہاں شہر میں تو کرفیو نافذ ہے اور ہر جگہ پولیس اور فوج پھیلی ہوئی ہے اور اب تو فوج قطعی طرف بہاریوں میں بھی موجود ہے۔ ایسی صورت میں تو آپ کا باہر نکلتا انتہائی خطرناک ہوگا۔“

..... علی شاہ نے

..... قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں سیاحت کرنے نہیں کہ خطرے کو دیکھ کر غاروں میں چھپ کر بیٹھے رہیں۔“

..... عمران کے بولنے سے پہلے ہی حور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بہاؤی علاقہ ہے علی شاہ۔ اس لئے یہاں موجود فوج کی نظروں سے چھپ کر شہر میں داخل ہوا جاسکتا ہے۔“

..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔“

..... جیسے آپ کی مرضی۔ میرا آدمی آپ کے ساتھ رہے گا اور جب آپ واپس آنا چاہیں گے تو یہ آپ کو میرے دوسرے اڈے تک بھی لے آئے گا۔“

..... علی شاہ نے کہا اور پھر اس نے لیپٹے ایک نوجوان ساتھی کو اشارے سے بلایا۔

”حسن۔“

..... تم عمران صاحب کے ساتھ جاؤ گے اور ان کے حکم کی تعمیل تمہیں اپنی جان دے کر بھی کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا۔“

..... علی

شاہ نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل باس ایسے ہی ہوگا۔“ حسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں کسی ایسے راستے سے شہر کے قریب لے جاؤ کہ راستے میں ہمارا فوج یا پولیس سے کم سے کم ٹکراؤ ہو سکے اور دوسری بات یہ کہ تم نے ہماری رہنمائی پولیس کی کسی ایک چٹیک پوسٹ تک کرنی ہے۔ جہاں ہمیں پولیس کی یونیفارمز اور ان کی چپب وغیرہ مل سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ..... پھر تو ہمیں راگوری چٹیک پوسٹ پر جانا ہوگا۔ وہاں دس بارہ پولیس والے ہر وقت رہتے ہیں اور ایک چپب بھی موجود ہوتی ہے۔“ حسن نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ چٹیک پوسٹ..... کیا شہر میں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب یہ چٹیک پوسٹ قریب شہر آغا ٹکڑے راہولی آنے والی سڑک پر واقع ہے۔ ان کا کام آنے جانے والوں کو چٹیک کرنا ہے۔“ علی شاہ نے جواب دیا۔

”اوہ گڈ یہ بہتر رہے گا۔ چلو پھر.....“ عمران نے کہا اور علی شاہ اور آصف سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور حسن کی رہنمائی میں ایک طرف کو بڑھ گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

بھاڑی علاقے میں تقریباً ٹھٹھہ گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک ایسی

بھاڑی پر پہنچ گئے جہاں سے وہ سڑک اور چٹیک پوسٹ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں ایک پولیس چپب بھی کڑی نظر آرہی تھی اور چار پانچ مسلح پولیس والے بھی موجود تھے۔ ایک سائینڈ پر ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے بڑے سے دروازے پر دو نشانی سے روشنی باہر آرہی تھی۔ پہلی کا پول بھی وہاں موجود تھا۔

”ٹھیک ہے..... تم لوگ جہیں رکو۔ صرف حضور میرے ساتھ جائے گا۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر حضور کو اشارہ کر کے وہ بڑے بڑے پتھروں کی اوٹ لیتا ہوا نیچے اترا چلا گیا۔ حضور بھی اس کے ساتھ تھا۔ جو کی سے حضور اپنے بھاڑی ختم ہو رہی تھی اور اس کے بعد چوکی تک صاف قطعہ تھا۔ لیکن چونکہ وہ کمرہ کی عقبی طرف پر تھی اس لئے اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ساٹھ گنگے ہوئے ریوالور موجود تھے۔ چوکی کے قریب پہنچ کر وہ جھد کھوں تک رک کر حالات کا جائزہ لیتے رہے۔

”ہم نے ان کی یونیفارمز حاصل کرنی ہیں اس لئے گولی چلاتے وقت خیال رکھنا کہ صرف کھنڈی اڑے۔ دوسری غراب نہ ہو۔“ عمران نے سرگوشیاں لگتے میں حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بڑا مشکل کام ہے..... ایک دو ہوں تو چلو آدمی احتیاط کر لے یہاں تو دس بارہ ہوں گے۔ سوری میں اس قدر احتیاط کا طوطا نہیں پال سکتا۔“ حضور نے منہ بناتے ہوئے صاف جواب دے دیا۔

”ایک چٹا ہی کافی ہے۔ دوسری پالنے کے چکر میں بڑھ گئے تو سر رہا ہوا

رک کر دو گئے اس لئے مجبوری ہے حضورؐ میرا بطلوٹا پانا ہی ہوگا.....
 عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "میں نے تو عمارؑ مانگنا تھا..... یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے؟"
 حضورؐ نے مٹھائے ہوئے لچے میں کہا۔
 "سوچ لو۔ پھر جتنا کے سلسلے مکڑ جانا۔ تم اسے بکواس کہہ رہے ہو؟"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "جتنا کے سلسلے۔ کون جتنا؟"..... حضورؐ نے اور زیادہ مٹھائے ہوئے
 لچے میں کہا۔

"واہ اسے کہتے ہیں بے نیازی۔ رہا یہ ناکا مطلب تو وہ تم خوب جانتے ہو؟"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لچے وہ ہتھ کر اٹھ
 سے نکل کر مٹھوں کے بل دوڑتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد
 وہ کمرے کی عقبی دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ حضورؐ بھی اس کے پیچھے
 دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور عمران نے جیب سے ایک چھوٹی ایک ڈیلا نکالی۔
 اس کا ڈھکنا ہٹا کر اس نے اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کیپول نکالا اور
 ڈیلا کا ڈھکنا بند کر کے اس نے ڈیلا کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لچے اس کا
 بازو گھوما اور سرخ رنگ کا کیپول بڑے روشناسانہ سے اندر جا گرا۔

"اب کھل کر کاغذ رنگ کرو؟"..... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا
 اور اس کے ساتھ ہی وہ دائیں طرف کو مڑ گیا۔ جب کہ حضورؐ سر ملاتا ہوا
 بائیں طرف کو مڑا۔ کمرے کی عقبی دیوار کے اختتام پر عمران دکا اور اس
 نے سر آگے کر کے سائیز پر دیکھا۔ تین سپاہی وہاں موجود تھے۔ وہ آپس

میں گفتگو میں مصروف تھے۔ جب کہ عمران نے پہلے پانچ افراد کو چیک کیا
 تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو دوہٹ کر کھڑے تھے یا پھر وہ کہیں کے اندر
 چلے گئے تھے۔ عمران نے ربوہ اور سیدھا کیا اور دوسرے لچے ٹھک کی آواز
 کے ساتھ ہی ان میں سے ایک جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اچھل
 کر اوندھے منہ نیچے گر اور سائیز پر کھڑے ہوئے دونوں آدمی جو ٹھک
 کر پیچھے ہٹے ہی تھے کہ عمران نے ایک بار پھر ٹیگر دبا دیا اور اس بار ٹھک
 ٹھک کی آوازیں دوبار ابھریں اور وہ دونوں بھی اچھل کر پہلو کے بل نیچے
 گرے اور پھر سیدھے ہو کر ساکت ہو گئے۔ گولیوں نے واقع ان تینوں کی
 کھوپڑیاں اڑا دی تھیں۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سائیز کی دیوار
 سے اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو دو آدمی کمرے کے سلسلے گرے پڑے
 تھے۔ انہیں یقیناً حضورؐ نے ہٹ کیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔

"آجہا حضورؐ میدان صاف ہے؟"..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور
 اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اسی لچے حضورؐ بھی دوسری
 طرف سے سلسلے آگیا اور وہ دونوں کمرے کے کھلے دروازے کی طرف
 بڑھے تو وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چار آدمی موجود تھے جن ان کی
 گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ کیپول سے ٹٹکنے والی گیس کی وجہ سے بے
 ہوش تھے۔

"اپنے ساتھیوں کو بلاؤ کم نے ان کی یو میٹار مڑا مار کی پہنچی ہیں جلدی
 کرو؟"..... عمران نے کہا اور تیزی سے ایک کرسی پر بے ہوش پڑے آدمی
 کی طرف بڑھا کیونکہ اس کا قد وقامت ایسا تھا کہ عمران کو یقین تھا کہ اس

اور ساتھ ہی بڑے ہوئے لپٹے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 - اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ..... عمران نے سائنسزنگے ریلوڈ کارڈ
 اس کی طرف کرتے ہوئے سرو لگے میں کہا اور وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ
 کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم پر صرف بیانی اور مٹلون کے نیچے بچنے جانے
 والا لونی پاپا۔ تھا

”کیا نام ہے جہارا“..... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔
 ”شیام۔ میرا نام شیام ہے۔ مگر تم کون ہو۔ اور یہ میری یونیفارم اور
 یہ.....“ شیام نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کا ذہن ابھی پوری
 طرح منہجیل نہ پایا تھا۔

”عہدہ کیا ہے جہارا“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔
 ”کیپٹن۔ میں پولیس کیپٹن ہوں مگر.....“ شیام نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”او۔ کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بھلی کروور نہ گولی
 مار دوں گا“..... عمران نے سرو لگے میں کہا اور کیپٹن شیام تیزی سے سزا
 اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو حرکت میں آیا اور سزا ہوئی اٹھکی کا ایک
 کنکری پر کھا کر وہ ٹھٹکا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لالت چلی اور کیپٹن
 شیام ایک جھٹکے کا ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی اندر داخل
 ہوئے۔

”قام لاشیں ٹھکانے لگا دی ہیں“..... صفدر نے کہا۔
 ”ان چاروں کے ہاتھ پیر باندھ کر اور منہ میں کپڑے ٹھونس کر انہیں

کی یونیفارم اس کے لباس کے اوپر فٹ آجائے گی ویسے اس کے کانہ حوں
 پر موجود سنار بنار ہے تھے کہ وہ انبار ہے۔ عمران نے اسے گھسیٹ کر
 کرسی سے نیچے گرا یا اور پھر برقی رقبادی سے اس کی یونیفارم اتار فی شروع
 کر دی۔ سجدہ گھن بعد عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

”ایسی یونیفارمز منتخب کرنا جو جہارے لباسوں کے اوپر فٹ آسکیں۔
 عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے معروف ہو گئے۔
 حسن۔ صفدر اور صدیقی نے باہر موجود افراد کی یونیفارمز ہائی تھیں جب
 کہ تنور نعمانی اور کیپٹن شکیل کو کمرے کے اندر موجود یونیفارمز فٹ آ
 گئی تھیں۔

”باہر موجود لاشوں کو اٹھا کر حقیقی طرف کسی کھائی میں ڈال دو اور
 اس کے ساتھ ہی باہر کا خیال رکھو میں اس افسر صاحب کا انٹرویو لے لوں۔“
 عمران نے کہا اور اس افسر پر جھٹک گیا جس کی یونیفارم اس نے
 پہنی ہوئی تھی۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا
 تھا۔ سجدہ گھن بعد اس کو ہوش آنے لگ گیا تو عمران سیدھا ہو گیا۔
 کیپٹن میں موجود گھیس ایسی نوعیت کی تھی کہ اس کے اثرات زیادہ
 در تک انسانی جسم پر نہ رہتے تھے اس نے اس کے شکار کو عام طریقے سے
 ہوش میں لایا جاسکتا تھا اور اگر نہ بھی لایا جائے تو وہ گھنٹوں بعد وہ خود بخود
 ہوش میں آجاتا تھا۔

”م۔ م۔ م۔ یہ۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ.....“ اس آدمی نے ہوش میں
 آتے ہی پوچھا۔ ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھے ہوئے سسٹے کھڑے عمران

عمران میرزا میں ایک انتہائی یادگار اور افواہ کھائی دینے

بلیک ہاؤنڈز حصہ دوم

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

○ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بلیک ہاؤنڈز کے خلاف جدوجہد اپنے عروج پر پہنچ گئی۔

○ بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشنز چب کھل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف میدان میں اترے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر موت سے دوئلہ دار جنگ کرنی پڑی۔ اس جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟

○ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کے ظالم طاقتور اور انتہائی حریت یافتہ سیکشنز کا خاتمہ کر سکے یا خود اپنے انہم کو بچ گئے؟

○ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ کی تلاش میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ناقابلِ تسخیر فوجی چھاونی کو تسخیر کرنا پڑا۔ ایک ایسی چھاونی جہاں ہر قدم پر موت اپنے جوتے کھلے موجود تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

○ بلیک ہاؤنڈز اور پاک فیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایسی شدید تیز رفتار اور خونریز جنگ جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ مسلسل اور تیز رفتار آپریشن لمحہ بہ لمحہ بدلنے والے جان لیوا اعمالات۔ محاسب کو ہنڈک دینے والا سپنس۔ ایک ایسا مشن جو یقیناً یادگار حیثیت رکھتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

بھی دور ڈال گاؤ جلدی کر دہمارے جہاں زیادہ در در کا خطرناک پہلی ہو سکتا ہے۔
..... عمران نے مڑ کر ساتھیوں سے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ کرے
سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔
"حسن اب تم نے ڈرائیونگ کرنی ہے۔ ہم نے راجہ ہٹ بازار کے
آغری کوٹے میں موجود عمارت پر جانا ہے۔ راستے میں کسی نے کوئی بات
نہیں کرنی۔ میں خود بات کروں گا۔" عمران نے جیب کی طرف بڑھتے
ہوئے حسن اور اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیب انہیں
اٹھائے تیزی سے راہولی شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ختم شد

شہرہ آفاق مُصنّف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ٹماپ راک ————— دوم	خدا ر جولیا ————— مکمل
جولیا فائنٹ گروپ — اول	کاروانِ درہشت ————— اول
جولیا فائنٹ گروپ — دوم	کاروانِ درہشت ————— دوم
پاور لینڈ ————— اول	جیل کے جاسوس ————— اول
پاور لینڈ ————— دوم	جیل کے جاسوس ————— دوم
جہانِ ان ایکشن ————— اول	کیکمپ ریکرنہ ————— اول
جولانِ ان ایکشن ————— دوم	کیکمپ بلاسٹ ————— دوم
اسٹار ٹریک ————— اول	وائٹ ڈائنگر ————— مکمل
اسٹار ٹریک ————— دوم	اوہورا فاد سولا ————— اول
بٹل ڈیولز ————— مکمل	سوت کا دائرہ ————— دوم
فیس آف ڈیوٹی ————— اول	راین پڈ ————— اول
فیس آف ڈیوٹی ————— دوم	راین پڈ ————— دوم
بلیک ڈیوٹی ————— اول	بانکے مجرم ————— مکمل
بلیک ڈیوٹی ————— دوم	ڈائمنڈ آف ڈیوٹی ————— مکمل
ہٹ ٹاٹ، اول، ہٹ ٹاٹ، دوم	ٹماپ راک ————— اول

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

اس ناول کے تمام حقوق محفوظ رکھنا مقصد ہے اور
پیش کردہ ہر قسم کی نقل و کتب کی اجازت
یا نقل و کتب کی اجازت بغیر ہرگز نہیں دی جائے گی
مستثنیٰ ہر قسم کی نقل و کتب کی اجازت نہیں دی جائے گی

محترم قارئین - سلام مسنون..... "بلیک ہاونڈز" کا دوسرا اور
آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے
کے لئے اجتنائی بے چین ہو رہے ہوں گے۔ کیونکہ کہانی اب اپنے
عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے آپ اپنے ہمد غلط
بھی ملاحظہ کر لیتے کیونکہ یہ بھی دلچسپی میں کسی سے کم نہیں ہیں۔

شہر کا نام لکھے بغیر محترم محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں..... "آپ
اپنے ہر ناول کو جاسوسی ادب میں ایک نیا ناول کہتے ہیں حالانکہ آپ
کے ناول ایک جیسے ہوتے ہیں سب میں جاسوسی موجد ہوتی ہے۔
عمران کا کردار مرد عیار جیسا ہے جس طرح مرد عیار کی وینیل سے
سب کچھ نکل آتا ہے اسی طرح عمران کی بیسب سے بھی سب کچھ نکلتا ہے۔
دوسرے قارئین نہانے کیوں آپ کو عظیم جاسوسی ادب سمجھتے ہیں۔
میں تو ہرگز ایسا نہیں سمجھتا اس لئے آپ میرا قیمتی مشورہ مانیں اور
جاسوسی ادب لکھنا چھوڑ دیں۔

محترم محمد ابراہیم صاحب - خط لکھنے اور قیمتی مسٹرے کا بے حد
شکریہ۔ واقعی یہ بات قابلِ غور ہے کہ جاسوسی ادب کے ہر ناول میں
جاسوسی کیوں ہوتی ہے لیکن آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ جاسوسی

ناشران - اشرف قریشی
مستطاب - یوسف قریشی
پرستار - محمد عارف



ادب میں جاسوسی کی بجائے کیا شامل ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ اپنے آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔ جہاں تک عمران اور عمرو عیار کے کرداروں میں یکسانیت کا تعلق ہے۔ تو ان دونوں کرداروں کے تو نام تک ملتے ہیں اگر آپ کو عمرو عیار کی کہانیاں پسند ہیں تو آپ عمران کو بعد یہ دور کا عمرو عیار سمجھ کر کتب پڑھ لیا کریں تو یقیناً آپ زیادہ محفوظ ہوا کریں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ مجھے عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتے تو یہ آپ کی مہربانی ہے میں خود اپنے آپ کو عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتا آپ دوسروں کی فکر ہرگز نہ کریں دوسرے سمجھتے ہیں تو سمجھتے دیں آپ کا اور میرا کیا بگڑتا ہے باقی رہا آپ کا قیمتی مشورہ تو واقعی یہ انتہائی قیمتی ہے اور میں یقیناً اس قیمتی مشورہ قبول کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ مجبوری ہے امید ہے آپ آئندہ خط لکھتے وقت شہر کا نام ضرور لکھا کریں گے۔

قادر پور اس سے غصنفر عباس صاحب لکھتے ہیں..... "وہیے تو آپ کا ہر ناول شاپکار کہلائے جانے کا حقدار ہے لیکن "سٹائی ویا" پڑھنے کے بعد ہمیں آپ کی قلم کی عظمت کا صحیح معنوں میں اور آگ بھڑک ہے جاسوسی ادب میں ایسے بے مثال ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ ایک شکایت آپ کی وساحت سے دکاندار اور لائبریرین حضرات تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ہم قارئین سے قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں۔ آپ ان کو روکیئے ورنہ ہم تو بہر حال آپ کے ناول پڑھنے کے لئے مجبور

ہیں۔

مترم غصنفر عباس صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اگر واقعی دکاندار صاحبان اور لائبریرین حضرات قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کو اسلام میں بخنی سے منع کیا گیا ہے اور ہم سب الحمد للہ مسلمان ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ کو ایسی شکایت نہ ہوگی۔

زورہ غازی خان سے نام لکھے بغیر ایک مترم لکھتی ہیں..... آپ کی کتب میری پسندیدہ کتب ہیں اور میں انتہائی شوق سے آپ کی کتب پڑھتی ہوں۔ آپ کے ناولوں میں اکثر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ استعمال کر کے اپنی شکلیں تبدیل کر لیتے ہیں میرے ساتھ بھی ایک ایسی مشکل پیش آئی ہے کہ میں بھی کچھ عرصہ کے لئے اپنی شکل تبدیل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے ان دکانوں یا کینوں کا نام لکھ کر بھیجیں جہاں سے ماسک وغیرہ ملتے ہوں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے۔

مترم خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ ماسک یا میک اپ سے شکل تبدیل کر لینا ایک فن ہے جسے باقاعدہ ٹریننگ سے تک سیکھنا پڑتا ہے۔ جہاں تک آپ کے ساتھ کسی مشکل پیش آنے کا تعلق ہے تو مشکل کا مقابلہ شکل تبدیل کر لینے سے نہیں کیا جا

مکمل مشکل کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کیا جاتا ہے اس لئے آپ بھی اپنی مشکل کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کریں تو آپ کو مشکل جدید مل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ امید ہے بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔

میلنگ سے شیخ عفر وحید صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے تمام ناول صیری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک ناول "حضرات الارض" میں ایک خط سائبریا کی عالیہ سسرز کی طرف سے شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے سائنس لائبریری کے قیام کا مشورہ دیا تھا مجھے یہ مشورہ بے حد پسند آیا ہے میں سائنس لائبریری میلنگ میں بنانے کا خواہش مند ہوں۔ آپ عالیہ سسرز کا مکمل پتہ مجھے روانہ کر دیں تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں محترم شیخ عفر وحید صاحب..... خط لکھئے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکر ہے۔ سائنس لائبریری کا قیام واقعی ایک احسن اقدام ہے تاکہ ہمارے ملک میں سائنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ مل سکے۔ لیکن اس کے لئے کسی مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ سائنس کے موضوعات پر کتابیں بازار سے ملتی ہیں ان سے آسانی سے آپ سائنس لائبریری بن سکتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

منوہر کا چہرہ غصے سے لمبے کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ منوہر کے حکم پر فوجیوں نے اس پورے علاقے پر قیامت خیز بمباری کی لیکن اس ساری بمباری کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا تھا۔ ایک خفیہ اڈے کا کچھ حصہ سائنس ضرور آیا تھا جس میں کبیل اور خوراک کے ٹوٹے ہوئے ڈبے موجود تھے لیکن اس پورے اڈے پر موجود ہتھیار بنانے کے باوجود وہاں سے ایک لاش بھی نہ ملی تھی۔ اڈے کی پوزیشن بہر حال بتا رہی تھی کہ یہ وہی اڈہ ہے جس کی تلاش میں وہ آئے تھے لیکن پاکیشیائی دہشت اور اس کے ساتھی سب جہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ منوہر کے کہنے پر فوج نے دور دور ملک کے علاقے کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا لیکن وہ سمجھنے نہ گزرنے کے باوجود ابھی تک سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔

"یہاں یقیناً خفیہ دہشتہوں گے اور ان کو گھوٹنے پرے داری کا انتظام بھی کیا ہوا ہو گا اس لئے دور سے ہی وہ فوج کو آتے دیکھ کر ان خفیہ

کے بارے میں علم ہی نہیں ہو سکتا۔ چلو اب واپس چلیں۔ اب ہمیں کوئی اور پلاٹنگ کرنی ہوگی۔..... منوہرنے ہوٹ پہنچتے ہوئے کہا تو کورو نے اور ایڈنڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور فوجیوں کو واپس کی ہدایات دیتے میں مصروف ہو گیا اور وہ سب واپس راہولی کی طرف چلنے لگے۔ چونکہ ان کی جیب کافی دور موجود تھی اس لئے انہیں جیب تک پہنچتے پہنچتے کافی دقت لگ گیا۔ اب کہاں جانا ہے پاس..... کورو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”واپس چلو اور کیا کرتا ہے..... ایک اجماع موقع ملا تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ بہر حال ہمیں دوبارہ اس آصف کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ ڈنکی ہے اس لئے وہ زیادہ دور نہ جاسکے گا۔..... منوہرنے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے پاس..... پورے راہولی شہر کے ایک ایک گھر کی باقاعدہ فوج اور پولیس کے ذریعے تلاش لی جائے وہ زیادہ عرصے تک خاروں میں چھپے نہیں رہ سکتے۔..... کورو نے جیب سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے میجر دستے کو تفصیلی ہدایات دینی ہوں گی اس پورے علاقے کی تاکہ بندی سرورڈی ہے تاکہ وہ راہولی سے باہر نہ جاسکیں۔ اس کے بعد واقعی ایک ایک گھر کی تلاش بھی لی جائے گی۔..... منوہرنے ہوٹ پہنچتے ہوئے کہا۔

”سر..... آپ نے بتایا تھا کہ وہ بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوادرٹ کی تلاش

راستوں سے ٹھل گئے ہوں گے لیکن آپ بے فکر رہیں آصف کے جسم میں ڈکٹافون کی موجودگی سے یہ نفا کر نہ جاسکیں گے۔..... منوہرنے کے ساتھ کمرے کو روئے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تک اس ڈکٹافون نے بھی کوئی گفتگو ریکارڈ نہیں کی۔..... منوہرنے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کورو کوئی جواب دیتا۔ اس کے ہاتھ میں موجود جھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر کال آتی شروع ہو گئی یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

”ایسے ایسے دوشا کالنگ اور۔..... کورو کے بشن دباتے ہی ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی۔ دوشا ٹرانسمیٹر مشینری کا انہار بج رہا تھا۔

”ہیں..... کورو انڈنگ یو۔ کوئی خاص کاشن ملا اور۔..... کورو نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں سر..... بلکہ ڈکٹافون ہی آف ہو چکا ہے اور۔..... دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آف ہو گیا..... کیا مطلب اور۔..... کورو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا رابطہ ختم ہو گیا ہے جناب وہی صورتیں ہو سکتی ہے یا تو وہ غراب ہو گیا ہے یا پھر اسے علیحدہ کر کے توڑ دیا گیا ہے اور۔..... دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے یقیناً اسے چیک کر لیا ہوگا اس لئے آف کر دیا۔ اس کا مطلب ہے وہ اجنبی تربیت یافتہ لوگ ہیں در نہ عام بھینٹوں کو تو اس

”اوہ تم احمق آدمی..... جہاڑو دگر وکلا علاقہ چیک کرو۔ جلدی کرو
..... آئندہ نے فیصلے لے لیں جو اب دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر سلطانا ہوا
اپنے ساتھیوں سمیت جہاڑی علاقے کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر اور کورا
جیب سے اترتے ہی کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔

”مہاں تو خون کے دھبے نظر نہیں آ رہے۔“..... منوہر نے پولیس
کشیئر آئندہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
”مجھے تو انسپکٹر نے رپورٹ دی تھی۔ شاید باہر ہوں۔“..... آئندہ نے
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور منوہر کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ اسی
لئے دور سے کسی کی جھنجھکی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب ادھر متوجہ ہو گئے
ایک سپاہی جھنگتا ہوا اور دوڑتا ہوا لہجہ کی طرف ہی آ رہا تھا۔

”جنتاب جنتاب..... ادھر پانچ لاشیں بھی پڑی ہیں اور چار آدمی زندہ
بھی موجود ہیں ان کے ہاتھ اور پیر بھی بندھے ہوئے ہیں اور منہ میں
کپڑے ٹھیسے ہوئے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔“..... سپاہی نے قریب آ کر تیر
تیر سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ سب ادھر کو دوڑ پڑے۔ سپاہی نے ہر کچھ بتایا
تھا واقعی وہاں یہ سب کچھ موجود تھا۔ البتہ منوہر نے دیکھا کہ ان میں سے
سات افراد کی بونیٹیا مر غائب تھیں۔

”اوہ اوہ..... یہ حملہ یقیناً پاکستانی یا بھگتنوں نے کیا ہے۔ ان کی
یونیفارمز حاصل کرنے کے لئے۔ اوہ۔ اوہ۔ فوراً اپنی پوری فورس کو
الٹ کر دو کراچی پولیس افسروں کو گرفتار کر لیا جائے یا کوئی مار دی
جائے اور سٹو ادھر آفاں گھر میں بھی اطلاع کر دو ہو سکتا ہے وہ جیب لے کر

ادھر کو نکل گئے ہوں۔ جلدی کرو۔“..... منوہر نے جھنجھتے ہوئے کہا۔
”مگر۔ مگر جنتاب..... پولیس کشیئر آئندہ نے حیرت بھرے لہجے میں
کچھ کہنا چاہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ جلدی کرو۔ وہ انتہائی خطرناک
لوگ ہیں۔ کہیں فرار نہ ہو جائیں۔“..... منوہر نے اس کی بات کا لہجہ
ہوئے کہا۔ اور آئندہ تیزی سے سڑا اور دوڑتا ہوا لہجہ کی طرف جانے لگا۔
نرا نمبر شاید اس کی جیب میں تھا اس لئے وہ ادھر ہی جا رہا تھا۔ اس
دوران ان بے ہوش افراد کو نہ صرف کھول دیا گیا تھا بلکہ انہیں ہوش میں
لانے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی اور پھر ایک ایک کر کے چاروں افراد
ہوش میں آ گئے۔

”کیا ہوا کیپٹن شام یہاں کیا ہوا تھا۔“..... انسپکٹر نے ایک آدمی کے
ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اوہ اوہ..... تم انسپکٹر..... اوہ وہ لوگ چلے گئے۔“..... اس آدمی
جسے کیپٹن شام کہہ کر پکارا گیا تھا، اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”کون لوگ۔ تم کن..... کی بات کر رہے ہو۔“..... منوہر نے آ
گئے بڑھ کر اس سے پوچھا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔“..... کیپٹن شام نے اٹھ کر کمرے ہوتے
ہوئے حیرت سے کہا۔

”یہ کشیئر صاحب کے ساتھ آئے ہیں۔“..... انسپکٹر نے کیپٹن شام

کی طرف بڑھنے لگا۔

"نام اور منہ پوچھنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی اور میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے انہیں زندہ کیوں رہنے دیا۔ وہ آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے تھے۔" کورونے ساتھ چلتے ہوئے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہی باتوں پر میں بھی خود کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی مثبت جواب سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال اب ہمیں واپس چلنا ہے۔" منوہر نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیب تیز رفتاری سے واپس شہر کی طرف الٹی چلی جا رہی تھی۔ ابھی جیب تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ کورو کی جیب میں موجود ڈرامسیر سے کال آتی شروع ہو گئی۔ اور کورو اور منوہر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ کورونے جلدی سے جیب سے ڈرامسیر نکالا اور منوہر نے اس کے ہاتھ سے ڈرامسیر چھین لیا۔

"تم جیب علاؤ بھائی علاقہ ہے کہیں کسی کہانی میں نہ جا پڑیں میں خود کال انٹر کرنا ہوں۔" منوہر نے ڈرامسیر چھینے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بین دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو..... دو شا کالنگ اور..... یلن سبے ہی دوشا کی آواز سنائی دی۔"

"یہیں چیف انٹلنگ یو اوور..... منوہر نے کہا۔"

"جواب ہم نے سات پولیس والوں کو پکڑ لیا ہے وہ ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے ہمارے چار آدمی مار ڈالے ہیں اوور....."

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارا تعلق بی۔ ایچ سے ہے۔" منوہر نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر..... میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چوکی کے اندر موجود تھا کہ اچانک ہلکی سی کلنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میرے جسم پر یہ بیضیوں کا منہ بوند تھا۔ جب کہ ایک مقامی آدمی میرے سامنے میری بیضیوں کے ہونے کو اٹھا۔ میرے ساتھی بھی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں سائیکسٹرنگ رہو اور تھا۔ اس نے مجھ سے میرا نام اور منہ پوچھا اور پھر مجھے مرنے کے لئے کہا، جیسے ہی میں مڑا میری گھٹنی پر ضرب لگی میں کچے گرا تو دوسری ضرب لگی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو آپ سامنے موجود ہیں....." کمپشن شیاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی وائس پر عمل کر دیا ہے جناب..... ہاں کمپشن شیاہ کیا ہوا کون لوگ یہاں آئے تھے..... اس دوران آج نے وہاں آ کر پہلے منوہر سے بات کی اور پھر وہ کمپشن شیاہ سے مخاطب ہو گیا لیکن کمپشن شیاہ کے بولنے سے پہلے منوہر نے کمپشن شیاہ کی بات دہرا دی۔

"آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں جناب۔ آپ کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے درست نتیجہ نکالتا ہے۔ اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہی ہوا ہوگا بہر حال اب فکر کی کوئی بات نہیں وہ لوگ کہیں چھپ نہیں سکتے۔" پولیس کسٹرنے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا اور منوہر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اشارت میں سر ہلادیا اور واپس چوگا،

دوسری طرف سے دوشانے کہا تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون پولیس والے۔ کیسے قبضہ کرنا چاہتے تھے پوری تفصیل بتاؤ اور.....“ منوہر نے جھٹکے ہوئے کہا۔

”جناب میں نیچے کنٹرول روم میں تھا اور بار بار افراد موجود تھے کہ میں نے چیکنگ مشین پر بیرونی گیٹ پر ایک پولیس جیپ کو روکے ہوئے دیکھا۔ اس میں سے ایک سپاہی نے اتر کر کال ہیل کا بائو دیا یا۔ ہمارے ایک آدمی نے جب پھانک کھولا تو وہ اسے زبردستی دھکیلتے ہوئے اندر لگے اور جناب انہوں نے انتہائی برقی رفتار سے اسے اوپر موجود چاروں افراد کو سائیکسنگ کر دیا اور وہاں سے ہٹا کر وہاں سے پھیل گئے۔

میں چیکنگ مشین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چونکہ اوپر ایک بھی آدمی زندہ نہ بچا تھا۔ اس لئے وہ سب جب اوپر اوپر سے گھوم کر ہال میں پہنچے میں نے وہاں ان پر ریڈ فائر کر دیا۔ اور وہ سب بے ہوش ہو گئے اور اب بھی وہیں بے ہوش پڑے ہیں۔ اگر یہ پولیس والے نہ ہوتے تو میں یقیناً انہیں ہلاک کر دیتا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کروں کہ اچانک پولیس والے ہمارے خلاف کیوں ایکشن میں آ گئے ہیں اور..... دوشانے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور منوہر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دوشانہ..... بہت بڑا کارنامہ! چھپیں اس کا اعلان ملے گا جہارے تصور سے بھی زیادہ بڑا انعام۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں پاکیشیائی مہینٹ ہیں انہوں نے ایک پولیس چوکی پر حملہ کر کے وہاں موجود پولیس والوں کو ہلاک کر کے ان کی یونیفارمز بھیجی

ہوتی ہیں اور یہ جیپ بھی انہوں نے وہاں سے ہی اڑائی ہے۔ اور تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور.....“ منوہر نے مسرت سے جھٹکے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی مہینٹ۔ تو میں انہیں ہلاک کروں اور..... دوشانے لہجے میں بھی مسرت نمایاں تھی۔

”میں اور کورو وہیں آ رہے ہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گاریف فائز کی وجہ سے یہ خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتے اس لئے اب ان کی طرف سے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ گلا۔ ٹھ..... دوشانے نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور رائیڈ ٹل.....“ منوہر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ مسرت کی زیادتی سے اس سے صحیح طریقے سے بات بھی نہ ہو پا رہی تھی۔

”دوشانے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے جیپ ورنہ یہ خطرناک لوگ آسانی سے ہمارے اڈے پر قبضہ کر لیتے اور ہم بچے ہوئے بھلوں کی طرح ان کی بھولی میں جا گرتے.....“ کورو نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی مسرت کی تھمکیاں موجود تھیں۔

”ہاں..... لیکن یہ بتاؤ کہ انہیں ہمارے اس خفیہ اڈے کا کیسے علم ہو گیا کہ وہ سیدھے اس پر حملہ کر ڈالے.....“ منوہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اس اڈے کی متعلق میرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ صرف کرنل درگادرام کو علم تھا کیونکہ وہ مٹری کا چیف تھا۔ اسے سرکاری

طور رہتا یا گیا تھا اور تو کوئی نہ جانتا تھا۔ کو رو نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ..... تو اڈے کی مشتاق انہیں کر تل درگزارم سے معلوم ہوا ہو نہ..... اب ہلست کچھ میں آرہی ہے۔ سانسوں نے پولیس بھو کی پر قبضہ کر کے وہاں سے جیپ اور یونیفارمز اس لئے حاصل کیں کہ پولیس یونیفارمز کی وجہ سے انہیں شہر میں روکا نہ جاسکے گا۔ اس طرح وہ آسانی سے اڈے تک پہنچ گئے۔ منوہر نے کہا اور کو رو نے بھی اہلیات میں سہلا دیا تھوڑی دیر بعد جیپ اڈے کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گئی۔ کو رو نے نیچے اتر کر کال ہیل کا بلن پریس کیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور دو شا کا چہرہ نظر آیا۔

”آپ آگئے ہاں میں پھاٹک کھول ہوں“..... دو شا نے باہر جھانکتے ہوئے کہا اور پھر مچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور کو رو نے جو اس دوران وہ بارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جیپ آگے بڑھا دی۔ پوربھ میں ایک پولیس جیپ موجود تھی۔ اس کے قریب جا کر کو رو نے جیپ روکی تو منوہر جھٹک لگا کر نیچے اتر آیا۔

”کہاں ہیں وہ لوگ.....“ منوہر نے چیخ کر پھاٹک بند کر کے واپس آتے ہوئے دو شا سے پوچھا۔

”میں نے انہیں اٹھا کر نارہر سیل میں پہنچا دیا ہے اور زنجیروں سے بھی جکڑ دیا ہے میرا خیال تھا کہ شاید آپ ان سے حریت پسندوں کے اڈوں کے بارے میں پوچھ کر رہ گئے.....“ دو شا نے قریب آتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں دیری گڈ واقعی اس سے ان حریت پسندوں کے اڈوں کے

ارے میں سلطنت حاصل کی جاسکتی ہیں۔ گڈ شو۔ تم واقعی زمین آدمی ہو.....“ منوہر نے اہلیت میں سہلا تے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جہ خانے میں باقی تھیں جہاں نارہر سیل تھا۔ کو رو اور دو شا بھی اس کے پیچھے تھے۔

اندرا آگئے۔ یہاں عین اور افراد سوچو تھے۔ سائیکسٹرنگے ریلواریوں کی وجہ سے چند لمحوں میں ان کا خاتمہ کر دیا گیا اور پھر بھالک کھول کر جیپ کو اندر لے آیا گیا۔ انہوں نے ساری عمارت گھوم ڈالی لیکن ان چار افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں نظر نہ آیا اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں اگلے ہوئے ہی تھے کہ اچانک کمرے کی چھت سے سرخ روشنی ان پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریک ہو گیا۔ اور اب اسے اس حالت میں ہوش آیا تھا اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اب بری طرح بھٹس چکے تھے۔ لیکن عمران کو کم از کم یہ اطمینان ضرور تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا گیا اور ہوش میں لانے کا بھی تکلف کیا گیا ہے اور منوہر کے ہاتھ میں گولے کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ ان پر تشدد کر کے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے اور شاید اسے سب کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا اس لئے وہ عمران کو ہوش میں دیکھنے کے باوجود خاموش کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹکی ہوئی ذمیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور دونوں پیروں کے گرد بھی ذمیریں موجود تھیں عمران نے موقع غنیمت جانا اور سراٹھا کر اس نے ہاتھوں کے گرد موجود فولادی کوڑوں کی جاکڑہ پینا شروع کر دیا لیکن کوڑے کھلے نہ تھے اس لئے اس کی کلائیوں کو سختی سے جکڑے ہوئے تھے ذمیر اوپر یو ا میں نصب فولادی کڑوں میں جاکڑ ہو رہی تھی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ان ذمیروں سے آزاد ہو سکو گے..... اسی لمحے منوہر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

درو کی ایک تیز ہر جسم.... نہیں دوڑتے ہی عمران کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ہونٹ بھیج گئے۔ کیونکہ ایک لمحے میں وہ ساری صورت حال کو بھانپ گیا تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ فولادی ذمیروں میں جکڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی قطار کی صورت میں اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ اور ایک نوجوان اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگاتے میں مصروف تھا جب کہ سلسلے منوہر ہاتھ میں ایک گولہ اٹھائے بڑے جاہز انداز میں کھڑا تھا اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا اور عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے سارے واقعات بے اختیار گھوم گئے۔ پولیس جیپ میں وہ آسانی سے اڑے تک پہنچ گئے تھے۔ رستے میں کسی نے انہیں نہ روکا تھا۔ کال ہیل کے جواب میں ایک آدمی نے بھانک کھولا تو عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی

”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ واقعی سب کچھ ہٹا دوں گے..... منوہرنے چونک کر پوچھا۔“
 ”بالکل وعدہ.....“ عمران نے جواب دیا۔

گفتہ..... اس کا مطلب ہے کہ اصل اہمیت ہیڈ کو اور ٹرکی نہیں ہے بلکہ سیکشن ہیڈ کو اور ٹرکی ہے اور تمہارے کہنے کے مطابق تو یہ بھی دگام میں

جہیں جس نے بھی اطلاع دی ہے اس نے کسی حد تک درست اطلاع دی ہے۔ پہلے سیرائیکشن ہیڈ کوارٹر اس عمارت میں ہی تھا۔ کیونکہ بلیک ہاؤنز کے قیام کے وقت وادی کو چار ڈویژنوں میں تقسیم کر کے ایک ایک ڈویژن ایک ایک سیکشن کے دے لگایا گیا تھا اور سیکشن فور کے دے بجوڑوں لگاتھا اس کا مرکز راولپنڈی ہی تھا اس لئے میں نے سیکشن ہیڈ کوارٹر یہاں بنایا تھا، لیکن پھر اس تقسیم کو ختم کر دیا گیا اور پھر سیکشن کے دے مختلف کام لگا دیے گئے اور پوری وادی ان کی رینج میں دے دی گئی اور تمام سیکشنز ہیڈ کوارٹر ڈویژنوں میں شفٹ کر دیے گئے۔۔۔۔۔ منور نے جواب دینے کو کہا۔

تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن کیا تم تفصیل بتاؤ گے کہ جلیق باؤنڈز کے چاروں سیکشنز کے ذمے کیا کیا کام لگائے گئے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

ہیں..... اب بہت باتیں ہو چکی ہیں تم نے۔ اب تم مجھے یہ بتا دو کہ حریت پسندوں کے اڈے کہاں کہاں ہیں..... منوہر نے مصلیٰ لے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں کیڑے ہوئے کونڈے کو فضا میں جھٹکا دے کر اس سے شراب کی خوفناک آواز پھینکی۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

تم سیکشن فور کے چیف ہو لیکن تمہارا انداز بالکل بگم ہے۔

جذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”کیا بکواس ہے۔ کورو مجھے جانتا ہے۔ تم اسے چکر نہیں دے سکتے۔“
..... منوہر نے فیسے سے ہرے ہوئے لٹکے میں کہا۔

”ہاں میک اپ مشین موجود ہے اور کورو اس کا استعمال بھی جانتا ہے ابھی اسلیٹ سامنے آجائے گی۔“ عمران نے ٹیگٹ سرولٹے میں کہا اور دوسرے لٹکے کورو نے ٹیگٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ربو اور کارڈ منوہر کی طرف کر دیا۔

”سوری ہاں اب مجھے چینگنگ کرنی ہوگی۔ اس کی جیب سے آپ کے خصوصی کارڈ کا برآمد ہونا اور آپ کے پہلے مجھ سے اس کا ذکر نہ کرنا یہ سب مشکوک ہے۔“ کورو نے تیز لٹکے میں کہا۔

”کیا..... کیا..... تم مجھ پر شک کر رہے ہو..... مجھ پر.....“
منوہر نے پیچھے پلٹے ہوئے فیسے سے چیخ کر کہا اور دوسرے لٹکے اس کا کوڑے والا ہاتھ بھٹی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تہہ ناز کورو کی پیٹ سے گونج اٹھا۔ منوہر نے واقعی انتہائی مہارت سے کوڑا کورو کے اس ہاتھ پر مارا تھا جس میں اس نے ربو اور پکڑا ہوا تھا اور ربو اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا اور کورو ابھی ضرب کھا کر سنبھلا بھی نہ تھا کہ منوہر نے اس طرف چملا ٹانگ لگا دی۔ جدھر ربو اور منوہر ہوا تھا اور ربو اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا کر انگر اس سے پہلے کہ وہ ربو اور اٹھانا کورو نے بھی اس پر چملا ٹانگ لگا دی اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے

کیا جہاز خیال ہے کہ ہم کوڑوں سے ڈر کر جہیں سب کچھ بنا دیں منوہر ہم جہاں ایک خاص مقصد کی وجہ سے آئے ہیں اور اگر مقصد کو واقعی جانتا چاہتے ہو تو پھر میری جیب میں سے وہ کارڈ نکال کی میں نے اب تک اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کی ہے۔ گھبر میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں جہاز اچھی بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کارڈ کیسٹا کارڈ۔ کورو جا کر اس کی کٹاشی لو۔..... منوہر نے چہ کہا اور منوہر کے ساتھ کھڑا ہوا آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا۔ کورو نے عمران کے لباس کی تا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ واقعی اس کی جیب سے کارڈ برآ۔ میں کامیاب ہو گیا مگر کارڈ دیکھتے ہی کورو بے اختیار اچھل پڑا۔
”باس یہ تو آپ کا کارڈ ہے۔ یہ اس کی جیب میں کیسے آگیا.....“
نے کارڈ لے کر دائیں مڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ مجھے اسے چنیک کرنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے پتہ اس وقت میری جیب سے نکالا ہوگا جب یہ مجھے مردہ سمجھ کر غار میں آئے تھے۔“ منوہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر کورو کے ہاتھ چھینتے ہوئے کہا۔

”اب کورو اسحاق بھی نہیں ہے کہ وہ اصلی اور نقلی پاکیشٹانی میں پہچان نہ کر سکے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اختیار تیزی سے منوہر کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر لاشعور

تم۔ تم۔ کیا تم واقعی..... کو رو نے بری طرح پلٹتے ہوئے حور
 ۱۔ عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا پہرہ شاندار کی طرح سرخ ہوا تھا۔
 ۲۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کو رو۔ جا کر میک اپ وائرلے آؤ اور
 ۳۔ دونوں کے ہجرے داش کر کے دیکھ لو۔ ابھی اصلیت تمہارے سامنے
 ۴۔ بنائے گی..... عمران نے کہا اور کو رو چند لمحے ہنست چھٹا ہوا کھڑا رہا
 ۵۔ ہر تیزی سے مڑا اور۔ بیرونی دروازے کی طرف دوڑنا چلا گیا۔

۶۔ یہ۔ یہ کیا جکر چلا دیا ہے تم نے۔ اس کا کیا فائدہ ہوگا..... کو رو
 ۷۔ کے باہر جاتے ہی تنور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ۸۔ پھر چلائے بغیر جہاں سے ہماری رو میں ہی نکل سکتی تھیں، لیکن تم
 ۹۔ ب خاصوش رہو گے..... عمران نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد کو رو
 ۱۰۔ دوڑتا ہوا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین میک اپ وائرلے
 ۱۱۔ جو تھا۔

۱۲۔ چلے سر اچھڑ چیک کر دو..... عمران نے کہا اور کو رو سر ہلاتا ہوا
 ۱۳۔ ران کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کو نیچے زمین پر رکھا اور اس کے
 ۱۴۔ اتھ خشک کنوٹ عمران کے سر پر مٹھانے کے لئے اس کے سامنے کھڑا
 ۱۵۔ ا ہی تھا کہ ملکیت عمران نے سر کو جھٹکا دے کر پوری قوت سے اس کی
 ۱۶۔ ک پر دے مارا۔ کو رو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار
 ۱۷۔ شت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے حلق سے چلے سے بھی زیادہ
 ۱۸۔ ہناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی۔ پلٹ کر وہ پہلو کے بل گرا اور چند
 ۱۹۔ لمحے چپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

۲۰۔ گرے اور پھر اس ربو الور کے حصول کے لئے ان دونوں کے درمیان
 ۲۱۔ خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی اور وہ آدمی جس نے عمران اور اس
 ۲۲۔ ساتھیوں کو انجشن لگائے تھے، ایک طرف خاموش کھڑا انتہائی حق
 ۲۳۔ بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا
 ۲۴۔ اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کس کا ساتھ دے لیکن اسی لمحے دھماکہ ہوا اور
 ۲۵۔ کے ساتھ ہی بکرہ اس آدمی کی پیچ سے گونج اٹھا۔ جدوجہد کے دور
 ۲۶۔ ربو الور چل گیا تھا اور گوئی اس آدمی کے سینے میں جا لگی تھی۔ اس دھما
 ۲۷۔ اور پیچ نے منوہر اور کو رو دونوں پر مختلف رد عمل کیا اور وہ دونوں ہی
 ۲۸۔ اختیار اچھل کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ دونوں ہی بری طرح ہانپ رہے
 ۲۹۔ ربو الور چلنے کی وجہ سے جو اچانک جھٹکا لگا تھا اس کی وجہ ربو الور ان
 ۳۰۔ ہاتھوں سے نکل کر ایک کونے میں جا کر اٹھا۔

۳۱۔ تم۔ جہاں یہ جرات کہ تم منوہر کے منہ آؤ..... منوہر نے ہلکا
 ۳۲۔ چپکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی مابہر انداز میں کو رو
 ۳۳۔ جھٹکا لگادی لیکن کو رو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف گھبرا اور مزہ
 ۳۴۔ اس طرح جھٹکا ہوا سیہ حاسا سیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا
 ۳۵۔ دوسرے لمحے الٹ کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی
 ۳۶۔ کو رو نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گھنٹی پر بوٹ کی نو
 ۳۷۔ اور منوہر جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔
 ۳۸۔ گھنٹہ کو رو۔ تم نے واقعی میکشن فور کی لاج دکھائی ہے۔
 ۳۹۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

حضور نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
 "عمران صاحب ان دونوں کو یا ان میں کسی کو بھی کسی وقت
 سنا ہے اور ہم اسی طرح بے بس کھڑے ہیں۔" صفدر نے کہا۔
 "اب سارے کام میں نے ہی کرتے ہیں۔ تم بھی کوئی چلائنگ
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "جہاں آپ نے اس کام کو دیا ہے۔ اب یہ چھوٹا سا کام بھی کر
 کر دیں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس
 "واقعی یہ چھوٹا سا کام ہے۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔" عمران
 شیعہ ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ کو اوپر اٹھا کر
 کو پکڑا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اس درخبر کے سہارے اوپر کو اٹھا
 گیا جہاں تک پیروں میں موجود درخبروں نے اجازت دی۔ اس کا
 کو اٹھا، لیکن اب اس کے دوسرے ہاتھ کی درخبر خاصی نیچے تک نکلا
 تھی اور عمران نے اپنے ہاتھ کو سوزا اور اس کی انگلیاں تیزی سے اس
 پر حرکت کرنے لگیں جو اس کی کلائی میں دھوست تھا۔ جسم کے
 اٹھ جانے کی وجہ سے اب وہ یہ سب کچھ آسانی سے کر سکتا تھا۔ اور وہ
 لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی کرا کھل گیا اور عمران کا ایک ہاتھ ز
 گرفت سے آزاد ہو چکا تھا اسکے ساتھ ہی عمران ایک جھٹکے سے نیچے
 زمین پر کھڑا ہوا اور اس کا آزاد ہاتھ تیزی سے دوسرے ہاتھ کے کر
 طرف دھکا اور چند لمحوں بعد دوسرا کبھی کھل چکا تھا۔ دوسرے لمحے
 نے جھٹک کر پیروں کے کمرے بھی کھول دیے۔
 "آؤ اب یہ چھوٹا سا کام جہاں سے ساتھ بھی کروں تاکہ تم یہ چھوٹا

باقی ساتھیوں کے ساتھ کر سکو۔" عمران نے آزاد ہوتے ہی ساتھ
 کمرے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 "آپ کے لئے واقعی یہ چھوٹا سا کام تھا۔" صفدر نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا۔ چند لمحوں بعد عمران نے صفدر کو
 "نہیروں سے آزادی دلائی اور پھر وہ مڑ کر اس کو سننے کی طرف بڑھ گیا جہاں
 وہ ریوالتور پڑا ہوا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے منوہر اور کورو کے درمیان
 کشمکش ہوتی رہی تھی۔ اس نے ریوالتور اٹھایا اور تیزی سے بیرونی
 دروازے کی طرف نکل گیا۔ مگر اس سے پہلے ہی وہ جہاں موجود سب افراد
 کو ہلاک کر چکے تھے لیکن جس طرح انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اس سے
 عمران بچ گیا تھا کہ اس کے نیچے جسے خائفے ہیں اور وہاں بیٹھنا کچھ افراد
 موجود ہو سکتے ہیں۔ باہر آکر وہ مختلف کمروں میں گھومتا رہا اور ہر ایک
 کمرے میں اسے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے دھکن کی طرح اٹھا ہوا
 نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے یہ بند تھا۔ لیکن نیچے سے کوئی اور آیا
 نا۔ عمران ریوالتور ہاتھ میں پکڑے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچا تو وہ ایک
 جھٹکے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہاں مشینری موجود تھی لیکن آوی کوئی
 تھا۔ عمران نے مشینری کو ایک نظر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے
 ریوالتور نے گولیاں اگنی شروع کر دیں اور مشینری دھماکوں سے پھٹنی
 نروس ہو گئی جب ریوالتور خالی ہو گیا تو عمران نے اسے وہیں جیسے گا اور پھر
 اہل مڑ کر وہ سیڑھیاں پھر اٹھا ہوا اور نیچے گیا۔ اس کے سب ساتھی آزاد ہو
 چکے تھے اور ان کی جگہ منوہر اور کورو درخبروں سے بکڑے ہوئے نظر آ رہے

تھے۔

”گلا..... تم نے انہیں اب صحیح جگہ پر نکس کر دیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہم جہاد اختیار کر رہے تھے ورنہ میں اب تک ان کی کمال اوجید ہوتا.....“ تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں یہ کام کرنے میں تم واقعی جہاد کا درجہ دیکھتے ہو۔“..... مراد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”باہر کی کیا صورت حال ہے عمران صاحب؟“..... صفدر نے شاہد موصوعہ پر ہنسنے کیلئے فوراً ہی بات کر دی۔
 ”اس سکون ہے۔ نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں جدید مشینری نصب تھی اور یہ شخص یقیناً اسی تہہ خانے میں موند تھا۔ اس نے ہمیں بے ہوش کیا تھا بہر حال میں نے تنویر والے ہاتھ دکھائے ہیں اور مشینری کی کمال اوجید ہکتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا ضرورت تھی اس کی.....“ غالی مشینری نے ہمارا کیا بگاڑ دینا تھا..... تنویر نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اب یقیناً جہاد امروہ خصوصاً کام کرنے کیلئے صحیح طور بگاڑ چکا ہو گا اس لئے کوڑا اٹھاؤ اور اس منوہر کی کمال امارت شروع کر دو۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ کیا واقعی.....“ تنویر نے نکلت خوش ہوتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں..... ہم نے اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں تفصیلی بحث کیا ہے اس لئے اب تک ساری بھاگ دوڑ کی محنت ہے۔“
 ”خود تم یہاں سے میک اپ باکس نکال کر اور منوہر کا میک اپ اپ پر کو تو۔ کو رو کا میک اپ صدیقی کرے گا۔“ العتبہ ان پولیس ارمز کا کام اب ختم ہو گیا ہے۔ انہیں انار دو..... عمران نے کہا اور اور اس کے ساتھی سر ملاتے ہوئے تیزی سے مرکز دروازے کی طرف گئے۔

”اجاب..... اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس منوہر سے ساری جملات انگوٹوں آپ یقین کریں کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔“
 ”ایک طرف کڑے حسن نے کہا اور عمران اور تنویر دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
 ”کیا تم اس پر کوڑے برسانا چاہتے ہو؟“ عمران نے کہا۔ وہ واقعی اٹھا تھا کہ فطری نفرت کی وجہ سے وہ تنویر کی بجائے یہ کام خود کرنا چاہتا ہے۔
 ”اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ویسے یہ بلیک ہاؤنڈز سے متعلق لوگ فنی ختم جان واقع ہوئے ہیں ہمیں اس کا تجربہ ہے ان کی بڑیاں کیوں زادی جانتا ہے زبان نہیں کھلتے۔ ہم نے بھی ان کے دو آدمی بگڑے اور ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے زبان نہ کھولی تو پھر ان پر اب طریقہ استعمال کیا گیا اور انہوں نے آسانی سے زبان کھول دی۔ یہ یہاں کا قہر ترین طریقہ ہے۔“ حسن نے جواب دیا۔
 ”عقرب طریقہ..... وہ کیا ہوتا ہے عقرب تو بھوکے ہیں کیا تم اس

کو بھڑکوں کے ڈانک گواؤ گے۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرنے لگے۔
 "اوہ نہیں جناب یہ تو اس کا نام ہے۔ ویسے اصل طریقہ اور ہے
 آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے اس کا مظاہرہ کروں۔۔۔۔۔
 نے شعبہ ہاؤس کے سے انداز میں کہا۔

"تم اس کو درپیر طریقہ آزمائے ایسا کہ ہو کہ آزمائش آزمائش کے
 ہم منور سے ہی ہاتھ دھو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور حسن سر
 کو رو کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے تو اس نے اس کے چہرے پر زور وار تھپڑ
 تاکہ کو رو ہوش میں آئے۔ اور پھر جیسے ہی کو رو ہوش میں آیا حسن
 ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس نے
 اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نچلے حصے پر رکھیں اور اس کے ساتھ
 کی انگلیوں نے مخصوص انداز میں حرکت کی تو کو رو کے حلق سے
 انتہائی بھیاں تک بیچ نکلی اور اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم بری
 پور کئے لگا۔

"بتاؤ یہاں کتنے افراد ہیں بلیک ہاؤنڈز کے۔۔۔۔۔ حسن نے فراتے
 کہا۔ اس کے ساتھ اس کی انگلیاں مخصوص انداز میں حرکت کرتی را
 کرہ کو رو کے حلق سے ٹپکنے والی مسلسل بیخوں سے گونے لگا۔
 "بتاؤ۔۔۔۔۔ حسن نے انگلیوں کی حرکت روکنے ہوئے کہا۔
 "بتاؤ ہوں خدا کیلئے اپنا ہاتھ بٹاؤ۔۔۔۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔
 بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ کو رو نے انتہائی ہراساں لگے میں کہا اور حسن یہ
 گیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی دائیں آنکھ شائری طرح سرخ ہو

ہلک رہا تھا جیسے کسی نے اس کی آنکھ میں سرخ رنگ پھیر دیا ہو۔ اور
 اس کی آنکھ سے تیزی سے ٹپکنے لگ گیا تھا اور کو رو مسلسل اپنی آنکھ
 پب رہا تھا۔
 "بتاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ اس بار میں تجھے نہ ہٹوں گا۔۔۔۔۔ حسن نے تیر لگے
 کہا۔

"یہاں اڈے پر ہم چھ افراد تھے میرے علاوہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔
 یہاں ہمارے نمبر ہیں۔۔۔۔۔ کو رو نے انتہائی خوفزدہ لگے میں کہا۔
 "سب نمبروں کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ ورنہ۔۔۔۔۔ حسن نے آگے
 بڑھتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔۔۔۔۔ خدا کیلئے رک جاؤ۔۔۔۔۔ میں اسے برواشت نہیں
 سکتا۔۔۔۔۔ رک جاؤ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں یہ تو موت سے بھی بدتر
 زاب ہے۔۔۔۔۔ کو رو نے گھٹکھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 زنجیروں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ حسن ان کے بارے میں
 ال کرتا رہا اور کو رو اس طرح جواب دیتا رہا جیسے اس نے سب کچھ
 دینے کا تہیہ کر لیا ہو۔

"دیکھا جناب آپ نے۔۔۔۔۔ یہ کس طرح بولا ہے۔ ورنہ آپ اس کی
 میاں اڑا دیجئے یہ تفصیل نہ بتاتا۔۔۔۔۔ حسن نے بڑے غریہ لگے میں
 ران اور حیرت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی تم نے کمال کر دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح
 ی کسی کی زبان کھلائی جا سکتا ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ

آدی اسے استعمال نہیں کر سکتا..... حسن نے کہا۔

”نام تو اس کا صحیح رکھا گیا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان رگوں کو مخصوص انداز رنگینے میں سے انسانی ذہن کے اس حصے پر ایسا رد عمل سوتا ہے جیسے کسی ہتھیار کے کلنے سے انسانی اعصاب اثر قبول کرتا ہے لیکن چونکہ یہ اثر براہ راست دماغ کا اندرونی حصہ قبول کرتا ہے اس لئے یوں سمجھو کہ ہتھیار کا ذہن براہ راست انسانی دماغ کے اس حصے انجکٹ میں کر دیا جاتا ہے اور انسانی اعصاب کے ساتھ ساتھ چونکہ انسانی حیاتیات کا مرکز بھی وہیں ہوتا ہے اس لئے انسانی جسم پر اس کاری ایکشن ناقابل برداشت حد تک پڑتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ اجازت دیں تو اس منور پر بھی اسے آزمائیں“..... حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں اس پر یہ طریقہ میں آزمائیں گا“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو منور کا ٹکڑا اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب منور کو ہوش آنے لگا تو عمران بیچے ہٹ گیا۔

”یہ..... یہ..... یہ سب کیا ہے..... اودہ..... اودہ..... سب تم نے کیسے کر دیا“..... منور نے ہوش میں آتے ہی اودہ اور دیکھتے ہوئے چیخ ماری کہا۔

”یہ سب پانچ گنا نتیجہ ہے اور اس کی تفصیل میں بھلے ہی طور کو بتا چکا ہوں۔ دوبارہ اسے دہرانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ دکان میں بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن ہیڈ کو انٹر کہاں کہاں ہیں اور ان کی کیا تفصیلات ہیں“..... عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے

طریقہ سب سے آسان اور انتہائی نتیجہ خیز ہے“..... عمران نے طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”یہ آخر طریقہ کیا ہے۔ سیری کچھ میں تو نہیں آیا“..... حسن نے جب بھرے لہجے میں کہا۔

”آٹاکہ کی رگوں کا تعلق براہ راست دماغ سے ہوتا ہے اور دماغ جس حصے سے ان کا تعلق ہوتا ہے وہیں انسانی حیاتیات کا مرکز ہوتا ہے انسانی جسم پر موجود اعصاب کو حرکت میں لانے کے احکامات بھی وہی حصہ دیتا ہے اور ان احکامات پر عمل کرنا حرام مغز کا کام ہوتا ہے اعصاب کا عملی کنٹرول ہوتا ہے اگر ان رگوں کو جو آنکھ سے دماغ کی طرف جاتی ہیں مخصوص انداز میں رنگید جائے تو اس کے اثرات دماغ کے حصے پر انتہائی شدت سے پڑتے ہیں اور انسانی حیاتیات اور اندرونی اعضاء کا چونکہ مرکز بھی وہی حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اثرات انسان صرف جسم بلکہ دماغ تک قبول کرتی ہے اور یہ اثرات اس قدر سخت ہو ہیں کہ انسانی اعصاب اور حیاتیات انہیں برداشت نہیں کر سکتے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ کیا تم انسانی ذہن کی سائنس جانتے ہو“..... حنور حیرت بھرے لہجے میں حسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے تو حجاب یہ سب کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمارے اس علاقے قدیم زمانے سے انسانوں سے راز اگوانے کیلئے اس طریقے کو استعمال جاتا تھا اور اسے عقرب طریقہ کہتے ہیں البتہ اسے باقاعدہ سیکھنا پڑتا ہے

ایک بار پھر اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے ایک بار پھر منوہر کے حلق سے نکلنے والی خوفناک بیخوش سے کمرہ گونج اٹھا۔

"میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔" دار گاڑ سیک رک جاؤ رک جاؤ میں کہتا ہوں رک جاؤ..... منوہر نے پاگوں کے سے انداز میں بیچ بچ کر کہنا شروع کر دیا۔

"بلو..... بلو....." بولتے جاؤ۔ ورنہ..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور انگلیوں کا دباؤ کم کر دیا اور پھر واقعی جیسے دیکھا دیکھا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح منوہر نے تفصیلات بتاتی شروع کر دیں، لیکن کچھ دور بعد اس کی زبان رک گئی اور عمران سمجھ گیا کہ ہولناک تشکیف کی شدت ختم ہو گئی ہے۔ اس نے دوبارہ دباؤ ڈال کر انگلیوں کو حرکت دی تو منوہر کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران نے اس کے لاشعور کو اپنے تابع کر لیا ہو، اور پھر عمران سوال کرنا رہا اور منوہر اس کے جواب دیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران نے محسوس کیا کہ جو کچھ منوہر جانتا تو وہ سب کچھ بتا چکا ہے تو وہ مجھے ہٹ گیا۔

"حسن تم نے آج مجھے لہنا شاگرد بنا لیا ہے۔ یہ طریقہ راز اگوانے کے لئے سب سے کامیاب طریقہ ہے۔" احتیاطی کامیاب..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باقاعدہ حسن کے شانے پر تھپکی دی۔

"فکر یہ ویسے مجھے حیرت ہے کہ آپ نے اس قدر ہمدرد سے سیکھ لیا اور مجھے اسے سیکھنے کے لئے پورے دو ماہ محنت کرنی پڑی تھی....." حسن نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب اس استاد کی شاگردی کا راز گہی الاپا جاتا رہے گا یا کوئی مزید اقدام بھی کرنا ہے....." حنور نے پھٹکائے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے صفدر اور دوسرے ساتھی اندر آ گئے۔ صفدر منوہر کے روپ میں جب کہ صدیقی کو روپ میں تھا۔ باقی ساتھی اسی پھٹے والے میک اپ میں تھے۔ ان سب نے یونیفارمز اندر دی تھیں اور وہ اسی لباس میں تھے جن میں وہ علی شاہ کے اڈے سے نکلے تھے۔

"کیا ہو آپ نے ابھی تک پوچھ گچھ شروع ہی نہیں کی....." صفدر نے منوہر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پوچھ گچھ مکمل بھی ہو گئی....." البتہ حنور کی کوڑے مارنے والی حسرت اس کے دل میں ہی رہ گئی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب کیا انہوں نے بغیر نقد کے سب کچھ بتا دیا ہے....." صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے محسوس نہیں کیا کہ ان دونوں کی دامن آنکھوں کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ ان پر جہنم ڈھنی نقد ہوا ہے۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ اس نقد کا نام کس قدر درست ہے کہ چشمِ دوزن میں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور واقعی ان کی آنکھیں تو عجیب انداز میں سرخ ہو رہی ہیں اور سوتی ہوئی سی لگ رہی ہیں، لیکن اس کا نقد دے کیا تعلق....." صفدر نے

بھی پورے شہر میں ہو رہی ہو گئی۔..... عمران نے کہا۔

”اے میں نے بتا جاؤں جناب آتے ہوئے میں نے جیک کر لیا ہے۔ پولیس کی پہلی جیک پوسٹ سے پہلے ہی ایک راستہ الٹا سو رہے۔ جس طرف آگے جا کر گہری کھائیاں ہیں۔ میں جیب کو وہاں بھینک کر خود آگے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔..... حسن نے جواب دیا۔

”اوه پھر تو سارے سسٹے مل ہو گئے۔ ارے ہاں ایک مسٹر انکی رہتا ہے۔ تم پہلے ہمیں بتاؤ کہ اس جیب کے ذریعے ریلوے سے باہر نکلنے کے بعد ہمیں دگام پہنچنے کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ کیا اس جیب کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے دگام پہنچنے کا۔..... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں سڑک کا ہی راستہ ہے۔ لیکن پورے راستے میں آج کل جگہ جگہ انتہائی سخت چیکنگ ہوتی ہے۔ کٹاکشی لی جاتی ہے اور ذرا کسی پر شک پڑ جائے تو اسے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔..... حسن نے جواب دیا۔

”ہم منوہر اور کورو کے میک اپ میں اس کارڈ کی موجودگی میں آسانی سے دگام پہنچ جائیں گے۔..... مسٹر نے کہا۔

”نہیں مسٹر جہاں اور صدیقی کا یہ میک اپ صرف راہو سے باہر نکلنے کے لئے ہے۔ یہ انتہائی مستحکم تنظیم ہے اور انتہائی جدید ترین آلات استعمال کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی بھی طرح سے معطوم ہو جانے کے اصل منوہر اور کورو دارے جانچے ہیں تو ہم آسانی سے شکار کر لے جائیں گے۔ میں دگام اس طرح پہنچنا چاہتا ہوں کہ کسی کو ہماری وہاں موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔..... عمران نے کہا۔

حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

”اوه انتہائی حیرت انگیز طریقہ ہے۔ اے تو باقاعدہ سیکھنا چاہئے۔ بہر حال اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔..... مسٹر نے کہا۔

”ہمیں اب باقی کارروائی دگام میں کرنی ہوگی۔ حسن نے کورو سے یہاں کے خبروں کی تفصیل حاصل کر لی ہے۔ ان لوگوں سے یہ خود چھٹکارا حاصل کرتے رہیں گے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بروڈی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ باہر آ گئے تھے۔ جیب کے منوہر اور کورو اسی طرح ٹارپر سیل میں ہی بندھے کھڑے رہے تھے۔

”اب دونوں کو تم نے زندہ چھوڑ دیا ہے۔ ان کی زندگی تو ہمارے خلاف جائے گی۔..... مسٹر نے کہا۔

”انہیں زندہ چھوڑنا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے، لیکن میں چاہتا تھا کہ پہلے یہاں سے نکلنے کے تمام انتظامات کر لئے جائیں اس کے بعد انہیں قتل کیا جائے۔ ان کی جیب موجود ہے اور اس کے قریب پر لگا ہوا ایک کارڈ بھی میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ فوج کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس لئے اب ہمیں اس جیب میں سفر کر کے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ میں دراصل اس پولیس جیب کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس میں ہم آئے تھے کہ اس کا کیا کیا جانے ساس کی جہاں موجودگی پولیس والوں کو منوہر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مشکوک کر دے گی اور یہ کام آئندہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس جیب کی تلاش

کی اجازت دے دی۔ حسن کے جسم پر ابھی پولیس یونیفارم موجود تھی اور یہ جیب میں جانے کی حد تک سردی تھا۔ درہ ایک عام آدمی کو پولیس جیب جلاتے دیکھ کر عام آدمی بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ حسن نے سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ پولیس جیب کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے اظہارے پر کمیشنر شکیل نے آگے بڑھ کر پھانگ کھول دیا اور حسن جیب جلاتا پھانگ سے باہر نکل گیا تو کمیشنر شکیل نے پھانگ بند کر دیا۔

”جواب اس کی ایک ہی صورت ہے کہ آغا نگر میں فوج کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی ہے۔ یہ چھاؤنی دراصل وہاں موجود اسلحے کے ایک بڑے ڈپو کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی طرح کوئی فوجی ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو پھر بغیر کسی روک ٹوک کے آپ دگام پہنچ سکتے ہیں اور وہاں پہنچ کر آپ ہیلی کاپٹر ہمیں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔“ حسن نے کہا۔

”تم تو واقعی کام کے آدمی ہو حسن۔ سارے مسئلے چٹکیوں میں حل کیے جا رہے ہو۔“ عمران نے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور حسن مسکرا دیا۔

”حسن کو ساتھ کیوں نہ لے چلیں۔ وہاں دگام میں بھی یہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔“ حصد نے کہا۔

”نہیں جناب میں یہاں انتہائی اہم ڈپوٹی پر مامور ہوں۔ مجاہدین کے بے شمار گروہوں کو سپلائی ہونے والے اسلحے کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ دگام نہیں جا سکتا۔“ حسن نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں آغا نگر اور وہاں موجود چھاؤنی اور اسلحہ ڈپو کے بارے میں تو تفصیل بتا سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔“ حسن نے اشیات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتاتی شروع کر دی۔ عمران نے اس سے کئی سوالات کئے اور جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے حسن کو جیب لے جانے

”کیا کیا کہہ رہے ہو ارجن پاکیشیائی بہنوں کی گرفتاری۔ کون پاکیشیائی بہن دوست دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مجھے چیف پاس نے بتایا تھا کہ جس باجو ڈاگروپ کا خاتمہ کیا گیا ہے اس کا ایک آدمی بچ نکلے میں کامیاب ہو گیا اور وہ آدمی آزاد مستحکم رہا اور پھر وہاں سے پاکیشیا چلا گیا۔ منور اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ وہ چند پاکیشیائی بہنوں کو ساتھ لے کر واپس آزاد مستحکم آیا ہے اور وہ کسی فضیہ مقام سے سرحد کراس کر کے یہاں داخل ہونا چاہتے تھے کہ منور نے انہیں سہل کرنے والے ایک آدمی کا کھوج نکال لیا اور پھر اس راستے پکٹنگ پر کردی لیکن وہ بچ کر نکل گئے اور کوئی فوجی پہلی کا پڑاؤ کر کے وہ راہو کی طرف آئے اور حیرت انگیز بات یہ بھی پاس نے بتائی کہ انہوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا لیکن منور ان کی گرفت سے بچ نکلا اور اب ان کے پیچھے ہے۔ یہ کسی دن بیٹے کی بات ہے۔ دیکھو اب تک تو وہ ان کا خاتمہ بھی کر چکا ہو گا۔“..... ارجن نے جواب دیا۔

”اگر ان پاکیشیائی بہنوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا تو پھر یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ بہن ہوں گے اور پاکیشیا میں انتہائی خطرناک بہن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی ہیں۔“..... دوسرے آدمی نے منہ دباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہن۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرشن۔“..... باقی دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا ہوا کمرہ تھا جس میں صوفوں اس وقت تین افراد بیٹھے کھٹکھٹو میں مصروف تھے لیکن ان کی نظریں بار بار ایک طرف بند دروازے کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے انہیں کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

”مسٹر والا مشن بھی ختم ہو گیا اور اس باجو ڈاگروپ کا بھی خاتمہ ہو گیا لیکن منور نظر نہیں آ رہا وہ کس جگہ میں لٹھا ہوا ہے۔“..... ایک آدمی۔
کہا تو باقی دو میں سے ایک آدمی نے اختیار ہونک پڑا۔ جب کہ دوسرا آدمی طرح مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”ارے ہاں سورا میں بھی کل سوچ رہا تھا کہ منور سے ملاقات نہ ہوئی۔“..... دوسرے نے کہا۔

”وہ پاکیشیائی بہنوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہے۔“..... تیسرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو بیٹے دونوں تقریباً اچھل سے پڑے۔

آپ کے آنے سے پہلے منوہر کی ہی بات کر رہے تھے لیکن یہ بات الٹی اب معلوم ہوئی ہے کہ منوہر کو ہلاک کیا جا چکا ہے..... کرشن نے کہا۔
 منوہر سے میری سپیشل ٹرانسمیٹر بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت سے نکل آیا ہے اور اب ان کا تعاقب کر رہا ہے میں مطمئن ہو گیا کیونکہ میں منوہر کی صلاحیتوں سے واقف ہوں لیکن پھر منوہر کی طرف سے جب کوئی اطلاع نہ ملی تو میں نے اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرنا چاہی تو سپیشل ٹرانسمیٹر ڈیڈ ہو چکا تھا۔ اب مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ منوہر کہاں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے میں خاموش ہو گیا اور پھر جو اطلاع ملی وہ منوہر کی ہلاکت کی تھی اور یہ اطلاع راہولی کے ٹریڈ انچارج میجر وجے نے دی ہے..... پاس نے کہا۔
 کیا میجر وجے نے آپ کو براہ راست کال کیا تھا۔ پاس..... سورمانے چونک کر پوچھا۔

نہیں وہ مجھ سے براہ راست کال کیسے کر سکتا تھا اسے میرا نمبری معلوم نہ تھا اس نے چیف کمانڈر کو اطلاع دی اور چیف کمانڈر نے مجھے اطلاع دی اور اسی کی اطلاع پر میں نے خود میجر وجے سے رابطہ قائم کیا تو مجھے تفصیلات کا پتہ چلا تفصیلات کے مطابق راہولی میں ٹریڈ کی چھائی اور اسلئے کے چھوٹے سے ڈپو کو ڈاسٹاسٹ سے لڑا دیا گیا اور چھائی کا انچارج کرنل درگھرام جو بھابی سے پہلے جیپ میں بیٹھ کر گیا تھا غائب ہو گیا۔ اس چھائی کی چھائی کی وجہ سے راہولی میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ پھر راہولی میں بلیک ہانڈز کے اڈے کی طرف سے میجر وجے کو فون کر کے

ہاں..... میں درست کہہ رہا ہوں میرا تعلق کافرستان ٹریڈ انٹیلی جنس سے ہے اور میں ان کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ دینا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس اور ٹریڈ انٹیلی جنس بے شمار بارڈن سے نگرانی ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ ہمیشہ کامیابی یا کیشیا سیکرٹ سروس کو حاصل رہی ہے..... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کرشن کی بات کا جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا وہ تینوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

یہ منظر مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے آنے میں۔ تم بور تو نہیں ہوئے..... آنے والے نے کہا۔
 نہیں پاس ایس کوئی بات نہیں..... ان تینوں نے خوشامد اے لے میں کہا۔

میں نے یہ بھی میٹنگ اس لئے کال کی ہے کہ تنظیم بلیک ہانڈز شعوبہ خطرے میں گھر چکی ہے۔ منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے قاتل غائب ہیں..... پاس نے ہوش چہاتے ہوئے کہا۔

منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے وہ کیسے..... کس نے کیا ہے..... ان تینوں نے تقریباً جھٹکے ہوئے کہا۔

یقیناً یہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہی کیا دھرا ہو گا۔ میں جہیں تفصیل بتاتا ہوں..... پاس نے کہا۔

جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا پاس وہ میں پہلے ہی انہیں بتا چکا ہوں ہم

آوی بھی ہلاک کر دیا ہے اور ان کے قبضے سے بھی نکل آئے ہیں کیا مایہ ہو گیا ہے تو جناب صدر نے اپنا خیال بدل دیا لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ یہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں..... ہاں نے کہا۔

”میں سر..... جناب صدر کا خدو سے درست تھا کیونکہ وہ اس سروس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ منوہر کا ہونکہ پہلے کبھی ان سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اس لئے اسے ان کی کارکردگی کے بارے میں علم نہ تھا اور اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ بار بار بھی گیا۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلیجنس سے ہے اور انٹیلیجنس کی بار اس مہم سے نکلنا چاہی ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سارے واقعہ کا درست طور پر اندازہ لگا سکتا ہوں۔ ہوا یہ ہو گا کہ یہ گروہ راجپوت ہونچا۔ منوہر بلیک ہاؤنڈز کے اڈے میں چھپ گیا۔ اس گروپ نے پولیسر جو کی پر حملہ کر کے وہاں سے جیپ اور پولیسر یو پیٹارمز اڑائیں اور اس اڈے پر حملہ کر دیا، جہاں منوہر اور کورو کے علاوہ سب مارے گئے۔ منوہر اور کورو زندہ گرفتار ہوئے ہوں گے اور ان پر تھوڑے دیر کے انہوں نے لازماً بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر اور سیکشنز ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں بے ہوش کر کے یا ہلاک کر کے جیپ میں ڈالا ہو گا اور ان دونوں کا میک اپ کر کے وہ اس جیپ میں اور اس پشیل کارڈ کا قاعدہ ڈاکر راجپوت لے لے اور آغا نگر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے اسلحہ ڈوب جہاں کیا اور پہلی کا پڑاؤ کر کے جیپ منوہر اور کورو کی لاشیں وہیں چھوڑ کر وہ اس پہلی کا پڑاؤ

ڈرلے سیدھے دھکم بچکنے اور نواحی علاقے میں پہلی کا پڑا چھوڑ کر وہ پیدل جہاں داخل ہوئے اور اب جہاں کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے..... کرشن نے تفصیل سے اپنا اندازہ بتاتے ہوئے کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن ہیڈ کوارٹر شدید خطرے میں ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے ان پر ریڈ کر کے انہیں جہاد کر سکتے ہیں۔ میں ہیڈ کوارٹر کی بات اس لئے نہیں کر رہا کہ منوہر کو بھی میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے انہیں بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا..... ہاں نے کہا۔

”ہاں..... یہ دنیا کا اجتنائی خطرناک ترین گروپ ہے اس لئے ان کے مقابلے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ صدر مملکت سے بات کر کے کافرستان سے سیکرٹ سروس یا ملٹریجنس کو جہاں طلب کر لیں تاکہ وہ ان کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں..... کرشن نے کہا۔

”نہیں..... میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس طرح بلیک ہاؤنڈز کی کارکردگی اعلیٰ حکام کی نظروں میں نہ رہے کہ وہ جانے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ بلیک ہاؤنڈز کے ہاتھوں ہی ہو۔ اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے..... ہاں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں..... ہم سب مل کر آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ جہاں دھکم میں ہماری سب حد وسیع تنظیم ہے جب کہ ان کی تعداد چار پانچ سے زیادہ تو ہوگی..... سو رہا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اصل مشن اس سٹور کا خاتمہ ہوگا اور انہوں نے پیش بندی کے طور پر پلاننگ یہ کی ہوگی کہ پہلے بلیک ہانڈز کے ہیڈ کو ارٹر کو جہاد کروایا جائے اس طرح بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر اہلینان سے لے کر سٹور کو جہاد کر کے کافرستانی فوج کی کمری توڑ دی جائے۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جہادی بات میں دزن ہے، لیکن تم دراصل کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کو اپنے اپنے سیکشن ہیڈ کو ارٹر نمبر نو میں منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس سٹور کی نگرانی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ لازماً اس سٹور پر حملہ کریں گے اور وہاں اگر ہم پہلے سے ہوشیار ہوئے تو ہم انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکیں گے۔ انہیں یہ توقع ہی نہ ہوگی کہ ہم وہاں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا تو ارجن اور سورادھوں نے اثبات میں سر ہلادینے۔

”گھر۔۔۔۔۔ تم نے درست کہا ہے۔ واقعی تم ذہین آدمی ہو۔۔۔۔۔ ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ میری پلاننگ یہ ہے کہ سورادھوں دھم میں تینوں سیکشنز کو کنٹرول کر کے ان لوگوں کا جہاں سراخ لگائے اور ان کے خاتمے کی کوشش کرے۔ کیونکہ سورادھ کے سیکشن تھری کا جہاں دھم کے مقامی فراڈ میں خاصا اثر و رسوخ ہے۔ ارجن اپنے سیکشن کی ایک ٹیم لے کر انجوری شہر میں ذرہ لگائے اور اگر یہ لوگ جہاں سے نکل کر راجپوری

سے تو ہمیں بھی اس مشن کو سلسلہ رکھنا ہوگا جس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سرس کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”ہاں نے بتایا تو ہے کہ ان کا مشن بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہے۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

”مجھے اس میں شک ہے۔ میں اپنی وضاحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلے پاس نے میٹنگ کال کی۔ اس میں ہمیں بتایا گیا کہ حریت پسندوں کا ایک گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ کافرستانی فوج کے وادیا مشہور میں سب سے بڑے لٹکے کے سٹور کو اڑانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے اس کے لئے اس نے پاکیشیا یا دوسرے کسی اسلامی ممالک سے تربیت یافتہ افراد کی خدمات حاصل کی ہوں۔ چنانچہ تین سیکشنز کی ڈیوٹی اس سٹور پر لگائی گئی اور سیکشن فور کے ڈس اس باجوڑا گروپ کے خاتمے کی ڈیوٹی لگادی گئی سیکشن فور کا انچارج منوہر اور گروپ کے خلاف حرکت میں آگیا۔ گروپ ختم ہو گیا مگر ایک آدمی آؤ مشہور سے ہوتا ہوا پاکیشیا پہنچا اور پھر وہ اپنے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سرور کو لے آیا۔ منوہر سے ان کا مقابلہ ہوا اور نہانے کیوں دو دھم یا کسی علاقے کی طرف آنے کی بجائے راجپوری پہنچ گیا۔ بہر حال منوہر اور راجپوری میں اس کے اڑنے کا خاتمہ ہو گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس کا یہ گروپ دھم پہنچ گیا۔ اب آپ خود سوچیں کہ ان کا اصل مشن کیا ہوگا۔ کیا اس کے سٹور کا خاتمہ یا بلیک ہانڈز کا خاتمہ۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”دونوں بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی۔۔۔۔۔ سورمانے جواب دیا

بچیں تو ارجن وہاں آسانی سے انہیں ذیل کر لے گا کیونکہ ارجن راجوری کا رہنے والا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے سیکشن نو میں افراد کا تعلق بھی راجوری اور اس سے ملحقہ علاقوں سے ہی ہے۔ اس مل راجوری میں سیکشن نو زیادہ تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ میں اپنے گرو کے ساتھ اسلحہ ڈپو پر موجود رہوں گا۔ ہم تینوں کا آپس میں رابطہ رہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ سیکشن تھری کے ہاتھوں نہ مارا اور راجوری پہنچا تو سیکشن نو اس کا خاتمہ کر دے گا اور اگر پھر بھی وہ نو اسلحہ ڈپو تک پہنچ جاتا ہے تو پھر میں اور میرا سیکشن اس کا خاتمہ کر دے گا مجھے یقین ہے کہ ہماری یہ پلاننگ کامیاب رہے گی۔..... کرشن نے بہت اچھی پلاننگ ہے۔ تم فکر نہ کرو میں ان کا خاتمہ ہمیں دگام ہی کر دوں گا۔..... سورمانے کہا۔

”اوہ کے..... اب ہمیں چلنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے بنا کرتے رہیں اور وہ لوگ اس دوران سیکشن ہینڈ کو آڑو کو ہی متاثر کر..... ارجن نے کہا اور وہ تینوں اسلحہ کمرے ہوئے۔“

”پھر یہ پلاننگ ملے ہو گئی۔..... کرشن نے کہا اور سورما اور ا دونوں نے اذیت میں سر ہلا دیے اور پھر وہ تینوں تیز قدم اٹھاتے کہ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ایک بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اوصیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر قدرے بایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا ہو ایضاً جہاد سے چہرے پر بایوسی کیوں ہے۔..... عمران نے دنگ کر کے اسے پوچھا۔

”جہن عمارتوں کا آپ نے تپ دیا ہے۔ وہ چاروں خالی بڑی ہوئی ہیں اور دوسرا یہ کہ ان چاروں کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے میرے گروپ کے چھ افراد ان نگرانی کرنے والوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ چار بکڑے گئے ہیں اور صرف دو بچ کر واپس آئے ہیں۔ یہ سب نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب پوری تفصیل بتاؤ۔..... عمران نے ہونٹ چہاتے ہوئے کہا۔

تفصیل یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ آپ نے چار عمارتوں کو تھیک کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے اس کیلئے گرہ پ کے بارہ افراد اس کام پر لگایا۔ یہ انتہائی ہوشیار آدمی ہیں اور اب ان میں سے دو بچے آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ چاروں عمارتوں میں داخل ہوئے ہیں۔ کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے جین جین کے گرہ پ ہٹائے تھے ایک دوسرے کے ساتھ پیٹریل ٹرانسمیٹر رابطہ رکھا ہوا تھا اور چاروں نے ایک دوسرے کو بتایا کہ عمارتیں یکسر خالی پڑی ہیں لیکن دایمی وقت باہر نگرانی پر موجود افراد نے ان پر فائر کھول دیا۔ چھ افراد فائرنگ سے ہلاک ہو گئے جب کہ دو بچے گرہ پ کے دایمیں آئے ہیں کامیاب ہوئے۔ یعقوب نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو بچے گئے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے۔ وہ اب کافرستانی فوج کے اذیت خانوں میں کب تک لٹریاں دگرتے رہیں گے۔“ یعقوب نے آہستہ سے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا تم انہیں جھڑانے کے لئے کچے نہیں کرو گے۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔ آپ جہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں یہاں کافرستانی فوج کا جبر اس قدر ہے کہ جہاں سانس لینا دشوار ہو رہا ہے۔ خاص طور پر دگام میں کیونکہ وہ دارالحکومت ہے اور کافرستانی فوج کی سب سے زیادہ تعداد بھی یہیں ہے یہاں جگہ جگہ کافرستانی

فوج نے بڑے بڑے اذیت خانے بنا رکھے ہیں۔ جہاں مظلوم اور بے گناہ مستحبابوں پر ایسے ایسے ہولناک ظلم روا رکھے جاتے ہیں کہ اگر ان کی تفصیل بیان کی جائے تو انسانیت بھی سن چھپالے اور خاص طور پر اگر جہاں میں سے کوئی آدمی بچڑا جائے تو اس کے ساتھ تو جو کچھ ہوتا ہو گا۔ اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان اذیت خانوں کی اس قدر کڑی نگرانی کی جاتی ہے کہ وہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔۔۔۔۔ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ جہاز سے آدمی وہاں زبان کھول دیں گے تو پھر جہیں اور جہاں سے باقی آدمیوں کو نقصان نہ پہنچے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں اس خدشے کے پیش نظر ہم نے یہاں ایبیا سیٹ اپ رکھا ہوا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے واقف نہیں ہے ہر ایک نے فرضی نام ہوتے ہیں اور وہ سب علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور اپنا ٹک انہیں کوئی مشن سونپا جاتا ہے۔ رپورٹ لینے کے لئے بھی انتہائی پیچیدہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس لئے وہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہیں اندازہ ہے کہ جہاز سے ان آدمیوں کو کس اذیت خانے میں لے جایا جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جہاں سب سے بڑا اذیت خانہ آدمی اور پولیس کا مشترکہ اذیت خانہ ہے اور آدمی کی سب سے بڑی اور مضبوط چھائی و میٹل پور کے درمیان واقع ہے۔ میرے اندازے کے مطابق میرے آدمیوں کو وہیں لے جایا

یا جہار سے آدمیوں کو کرنا ہوگا اور جب تک یہ تلاش نہ ہو جائیں ہم بیکار تو نہیں بیٹھ سکتے..... عمران نے کہا۔

”اس منہر اور کورو کی لائیں وہاں آغا نگر میں رہ جانے کی وجہ سے انہیں علم ہوا ہوگا.....“ صفدر نے کہا۔

”ہاں اور جنہیں معلوم ہے کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور چھوٹی میں ڈائنامیٹ فٹ کئے تو ہماری پوزیشن کیا تھی۔ ہمارے پاس اس وقت ہی نہ تھا کہ ہم اس جیپ تک پہنچ کر منہر اور کورو کی لاشوں کے چہرے بگاڑ سکتے.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھیوں نے اقبات میں سر ہلا دیئے۔

”اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو عمران صاحب پھر راہرونی کا اسلحہ چاہا کرنے پر کام کریں۔ اگر یہ تباہ ہو جاتا ہے تو سمجھئے کہ کافرستانی فوج کی وادی مشہور میں کر ٹوٹ جائے گی اور تحریک کو بے پناہ تھوڑے سے گی.....“ یعقوب نے کہا۔

”وہ کس طرح..... کافرستان کے پاس اسلحہ کی کیا کمی ہے۔ وہ مزید اسلحہ بھراؤں گا.....“ عمران نے جو تک کر کہا۔

”آپ کی بات درست ہے، لیکن اس کے لئے وقت چاہئے۔ اور جتنا وقت کافرستان سے مزید اسلحہ وادی تک پہنچنے میں لگے گا اس وقت تک مجاہدین بے پناہ قوت یکڑ لیں گے.....“ یعقوب نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ باجوڑا گروپ نے بھی اس اسلحہ خانے کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی اور جیک ہاڈنڈ کے سینشن فور نے اس پر

جائے گا۔ جس آدمی پر یہ شک پڑ جائے کہ اس کا کوئی تعلق مجاہدین سے ہے اسے رمیش پور ہی لے جایا جاتا ہے.....“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ رمیش پور چھوٹی کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں.....“ عمران نے پوچھا۔

”مل تو سکتی ہیں لیکن اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ اس چھوٹی میں جا کر آدمیوں کو واپس لاسکیں گے تو یہ ناممکن ہے۔ یہ چھوٹی رمیش پور کے قدیم لیکن انتہائی مضبوط قلعے کے اندر واقع ہے اور یہ قلعہ رمیش پور چھاڑی پر بنا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد مسلح فوج کا پہرہ رہتا ہے۔ اس جانے والی اگلی سڑک پر چار فوجی چیک پوسٹس ہیں دیکھ بھی باقی طرف سے اس قلعے تک پہنچنا ناممکن ہے اور قلعے کے سب سے اونچے پتار باقاعدہ نگران چوکی بنی ہوئی ہے جس پر ایسے آلات فٹ ہیں جن سے کئی میل تک زمین پر رہنے والے کیڑے اور آسمان پر اڑنے والے پرندوں تک کو چیک کر لیا جاتا ہے اور قلعے کی فصیل پر چاروں طرف انتہائی ہولناک میزائل گیس فٹ ہیں جن کی رینج بے حد وسیع ہے اس لئے صرف حمین آدمیوں کے لئے آپ کا وہاں جانا سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ان تین افراد کو بھول جائیں۔ ولادی کی آزادی کے لئے اس سے سینکڑوں مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں دے چکے ہیں اور تباہی اور تباہی دیتے رہیں گے.....“ یعقوب نے کہا۔

”جب وہ بلا نگر خانی ہیں تو پھر مزید ہم کیا کریں۔ ہم یہاں اجنبی ہیں ہم انہیں فوراً ان کے سینشن ہینے کو افراتو آش نہیں کر سکتے۔ یہ کام تو جہاں

نادر بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں..... جہاں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے گا۔ یہ فوجی چھاؤنی قلعے کا معاملہ ہے۔ ہم سب کو مل کر وہاں کام کرنا ہوگا۔“..... عمران

کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میں آپ کو یقین دلانا کہ آپ میرے دے جو بھی خدمت لگائیں گے میں اور میرا گروپ اپنی اہل پر کھیل کر اسے پورا کریں گے اور اگر آپ اس اہمیت خانے کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ مجاہدین پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔“..... یعقوب نے کہا وہ اب دل گرگشتی کی کیفیت سے باہر آچکا تھا۔

”صرف اہمیت خانہ بلکہ اس پورے قلعے کو جہاد ہونا پڑے گا۔“..... ان نے کہا اور یعقوب کی آنکھوں میں جنگ ابھرائی۔

”اگر ایسا ہو جائے عمران صاحب تو یہ راہوری کے اسے خانے سے بھی دو جگہ ہوگا کافرستانی فوج کے لئے۔“..... یعقوب نے مسرت بھرے میں کہا۔

”اس چھاؤنی کا انچارج کون ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میکر جنرل گرونام اس کا انچارج ہے۔“..... یعقوب نے جواب دیتے کے کہا۔

”اس چھاؤنی میں بہتے والے یا وہاں جانے والے کسی آدمی کا پتہ لگ گا۔“..... عمران نے پوچھا اور یعقوب خاموش ہو گیا۔ اس کی فراخ دلی پر ٹھنسی ابھرائی تھیں۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات پر

عمل ہونے سے پہلے اس گروپ کا خاتمہ کر دیا اور اسی گروپ کا آدمی روٹنے پا کھینچا آیا۔ وہاں بلیک ہاؤنڈز کے دو شکار پہلے ہی مجھ سے مل چکے تھے اس لئے ہم نے بلیک ہاؤنڈز کے خاتمہ کا مشن حیار کیا اور جہاں آگئے۔ اسلحہ خانے کی جہابی سے زیادہ اہم بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ریشٹن پور چھاؤنی میں اسلحہ خانہ نہیں ہے۔“..... منصور نے پوچھا۔

”ہے۔ اور کافی بڑا ہے۔ لیکن راہوری کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راہوری میں حکومت کافرستان نے اس قدر اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے کہ آپ اسے اسلحہ کا مستودہ کہہ سکتے ہیں۔“..... یعقوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے..... آخری ترجیح اسے بھی دیں گے، لیکن فوری طور پر، نے بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنا ہے اور تم ایسا کرو کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن ہیڈ کو اڑھڑ جہاں جبریل کئے گئے ہیں، انہیں کلاش کراؤ یا جو کسی ایسے آدمی کو کلاش کرو جس کا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہو۔ باقی کام خود کر لیں گے اور جب تک یہ کلاش نہ ہو ہم جہادے ساتھیوں کو آواز کرانے کا مشن پورا کریں گے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے اہمیت خانے میں پہنچے ہیں اس لئے ہم انہیں وہاں مجاہدینوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنے..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مشن سونپ دو دیکھو میں اس چھاؤنی کو کس طرح مبادہ کرتا ہوں۔“..... حور نے اچھا

اور دوسری بات یہ کہ یہاں دگام میں حالات میری توقع سے زیادہ نا
ہیں۔ تم نے دیکھا کہ جب ہم پہلی کاپڑ نواح میں جھوڑ دگام کی حدود
داخل ہوئے تو یعقوب تک پہنچنے پہنچنے ہمیں کس قدر ناگوار حالات
گزرنا پڑا۔ اس لئے ہم یہاں کھل کر بھی کام نہیں کر سکتے اور جہاں
یعقوب اور اس کے گروپ کا قلعہ ہے۔ یہ لوگ اس قدر تربیت
نہیں ہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق کام کر سکیں اس لئے میں نے
اور پلان بنایا ہے کہ چھاؤنی کی تباہی کے ساتھ ساتھ اس میجر جنرل کو
کو پکڑ کر اس کے ذریعے اجتماعی اعلیٰ سطح پر رابطہ کر کے بلیک ہاؤنڈ
چیف کو ٹریس کیا جائے۔..... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں
چہرے چمک اٹھے۔

”اوہ وری گڈ واقعی یہ بہترین پلاننگ ہے۔ اجتماعی شاندار“
خویر نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ یہ
ایک گھنٹے بعد یعقوب کی واپسی ہوئی تو اس کے چہرے پر چمک تھی۔
”عمران صاحب۔ قدرت شاید ہم پر بے حد مہربان ہے۔ اس
سے نہ صرف ملاقات ہو گئی ہے بلکہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے
پوری طرح حیار ہے مگر اس نے معاوضہ کافی ہماری طلب کیا ہے
چھاؤنی کی تباہی کے مقابلے میں اس معاوضے کی کوئی اہمیت نہیں
سپلائی بھی آج شام کو جانے والی ہے۔ یہ سپلائی ایک کمپنی ایورگر
ڈے ہے۔ اس کمپنی کے سین سٹور دگام کے نواح میں ہے جو
وہاں سارا دستہ سپلائی کیا جانے والا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے اور

ٹوک لگا کر انہیں لوڈ کیا جاتا ہے۔ وہاں فوجیوں کا ایک گروپ موجود رہتا
ہے اور ایک فوجی جیب اس سپلائی کے ساتھ ساتھ چھاؤنی تک جاتی ہے۔
..... یعقوب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس ڈرائیور سے کیا کہا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔
”میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ ہمیں چھاؤنی اور قلعے کے اندرونی
حالات کی تفصیل بتائے اور اس اذیت خانے کے بارے میں بھی بتائے۔
یہ ڈرائیور جیلے اس فوجی چھاؤنی میں بطور ڈرائیور کام کرتا رہا ہے۔ یہ میجر
جنرل گردنام کا ذاتی ڈرائیور تھا لیکن میجر گردنام کو جب سرکاری ڈرائیور
رکھنے کا حکم دیا گیا تو اس نے اسے اس کمپنی میں رکھ لیا اور اس ڈرائیور کے
مطابق یہ کمپنی میجر جنرل گردنام کے بھائی اردنا سنگھ کی ہے۔.....
یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ ڈرائیور؟..... عمران نے پوچھا۔
”اس نے ہمیں کمپنی کے سنور کے قریب ایک ریستوران میں ملنے کے
لئے کہا ہے۔ سنور کوڈنگ میں دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں اس لئے وہ ان
دو تین گھنٹوں میں فارغ ہوتے ہیں، اس لئے تمام ڈرائیور اس ریستوران
میں بیٹھ کر وقت پورا کرتے ہیں۔..... یعقوب نے جواب دیا۔
”او۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے۔ اسلحہ بھی لے لیا
جائے اور میک اپ باکس بھی۔..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”باقی ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”مسٹر تو وہاں تک پہنچنے کا ہوگا.....“ صفدر نے کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے.....“

وہاں ایک بہت بڑی گاٹھری ہے اور شہر سے روزانہ لاکھڑی کا ٹرک سلیے کپڑوں کے ٹھنڈے وہاں لے جاتا ہے۔ اس کا ڈرائیور ہمارے گروپ کا آدمی ہے۔ آپ تیار ہو جائیں میں آدھے گھنٹے کے اندر اس ٹرک کے ساتھ بھاڑ بچھ جادوں گا اور پھر اس ٹرک میں چپ کر ہم آسانی سے وہاں تک پہنچ جائیں گے.....“ یعقوب نے کہا۔

”جگہ.....“ یہ اچھا انتظام ہے.....“ عمران نے کہا اور اس کے بعد وہ سب اپنے اس نئے مشن کی حیلاریوں میں مصروف ہو گئے جب کہ یعقوب باہر چلا گیا۔

”کرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سہ رمانے جھٹک کر دروازے میں داخل ہوئے والے نوجوان کی طرف دیکھا۔“

”باس میں نے ایک اہم اطلاع حاصل کر لی ہے.....“ آنے والے نوجوان نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیسی اطلاع.....“ سہ رمانے جھٹک کر پوچھا۔

”پکڑے جانے والے افراد کا تعلق مشہور حریت پسند گروپ سے ہے اور یہاں دھکم میں اس گروپ کا انچارج یعقوب ہے اور میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں.....“ نوجوان نے کہا۔

”اوہ اوہ.....“ یہ تو واقعی اہم انتہائی اہم اطلاع ہے آکاش۔ پوری تفصیل بتاؤ.....“ سہ رمانے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس جو آدمی شدید زخمی حالت میں پکڑے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک میرا واقف تھا۔ میں نے اسے ریش پور جانے سے روک دیا اور اسے

لپٹے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کی سرہم چلی کر دی اور پھر جب میں نے اسے بتایا کہ میرا تعلق بھی حریت پسند کے ایک خفیہ گروپ سے ہے اور میں نے اپنے طور پر اسے اس گروپ کی تفصیل بتائی دو چار نام لئے تو وہ آدمی میرے جال میں آگیا اور پھر وہ مکمل گیا۔ اس سے بچ چلا کہ یعقوب ان کا پاس ہے۔ سہانچہ میں نے اسے تو آزاد کرنے کے لئے کہا اور خود یعقوب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یعقوب کے پاس آج کل چند افراد آئے ہوئے ہیں جنہیں اس نے کسی خفیہ مقام پر ٹھہرایا ہوا ہے۔ سہانچہ میں سمجھ گیا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے لوگ ہوں گے۔ اب اگر اس یعقوب کو پکڑ لیا جائے تو ان افراد کو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔..... اکاش نے جواب دیا۔

”یہ یعقوب کون ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے۔“..... سورمانے پوچھ اور اکاش نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے ٹریس کر آتا ہوں۔“..... سورمانے کہا اور مین بر رکھے ہوئے فیلڈ فون کا سرورس دھاکا اس نے سبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”میں رام چند کا پوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔“

”سورما بول رہا ہوں رام چند سے بات کرنی ہے۔“..... سورمانے تیر لہجے میں کہا۔

”میں سرورس لائن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”رام چند بول رہا ہوں۔“..... بولنے والے کا لہجہ قدرے سپاٹ سا تھا۔

”رام چند..... بھیدوں کی اون کا کاروبار کرنے والے یعقوب کو جانتے ہو۔“..... سورمانے کہا۔

”ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔“..... رام چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمیں فوری طور پر مطلوب ہے۔ کیا تم اسے ٹریس کر سکتے ہو۔ معاوضہ جو تم چاہو گے وہی ملے گا۔“..... سورمانے کہا۔

”صرف ٹریس کرنا ہے۔ یا..... دوسری طرف سے رام چند نے پراسرار لہجے میں کہا۔

”اگر اخرا کر سکو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ صرف یہ بتا دو کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔“..... سورمانے کہا۔

”دونوں کام ہو سکتے ہیں۔ جو تم کہو۔“..... رام چند نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”تو پھر اسے اس طرح اخرا کر لو کہ کسی کو اس کے اخرا کا علم نہ ہو سکے۔“..... سورمانے کہا۔

”ٹھیک ہے معاوضہ تعین گنا ہو گا۔“..... رام چند نے کہا۔

”مل جائے گا۔“..... سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیا۔

"اب مجھے اجازت ہے جناب۔" اکاش نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔۔۔۔۔ لیکن تم نے ہیڈ کوائرٹ میں بی رہنا ہے۔ میں تمہیں اس
 گروپ کے خاتمے تک ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔"۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔
 "میں یاس۔"۔۔۔۔۔ اکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا
 "پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سورمانے
 چونک کر سیور اٹھایا۔

"میں۔۔۔۔۔ سورمانے تیز لہجے میں کہا۔
 "رند حیر بول رہا ہوں یاس۔ یعقوب ثانی آدمی کو رام چند کے آدمی
 جہاں پہنچائے ہیں۔ وہ بے ہوش ہے۔"۔۔۔۔۔ رند حیر نے کہا۔
 "گذا۔۔۔۔۔ مجھے ایسی کال کا انتظار تھا۔ اسے مارٹر سیل میں پہنچا کر اچھی
 طرح پانچہ دو می خود بھی آ رہا ہوں۔"۔۔۔۔۔ سورمانے مسرت بھرے لہجے
 میں کہا اور سیور رک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوائرٹ سے نکل کر اس کالونی کی طرف
 بڑی چلی جا رہی تھی جس میں رند حیر کا ڈھ تھا۔ رند حیر کا تعلق بھی اس کے
 سیکشن سے تھا۔ یہ اڑے اس نے مخصوص مقاصد کے لئے قائم کیا ہوا تھا۔
 کار میں اکاش بھی اس کے ساتھ ہی موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار اس کو ٹنچی میں پہنچ گئی۔ برآمدے میں رند حیر خود
 موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سورما اور اکاش کا استقبال کیا۔

"وہ ہوش میں آ گیا ہے یا ابھی تک بے ہوش ہے۔"۔۔۔۔۔ سورمانے

"کہاں پہنچاؤں اسے اور کس نمبر پر اطلاع دوں۔"۔۔۔۔۔ رام چند نے
 پوچھا اور سورمانے جواب میں اسے ایک رہائشی کو ٹنچی کا پتہ اور اس کالونی
 نمبر بتا دیا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر سورمانے رسیور
 رکھ دیا۔

"تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اکاش۔ اب اگر یہ یعقوب مل
 جائے تو اس گروپ کا آسانی سے خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور رام چند ایسا آدمی
 ہے جو یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔"۔۔۔۔۔ سورمانے رسیور رکھ کر اکاش
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں یاس میں جانتا ہوں اسے اس کی ضرر خفیم آگنویس کی طرح
 پورے دگام میں پھیلی ہوئی ہے۔"۔۔۔۔۔ اکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور سورمانے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔
 "میں رند حیر بول رہا ہوں۔"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
 بھائی دی۔

"سورما بول رہا ہوں۔"۔۔۔۔۔ سورمانے تھکاتے لہجے میں کہا۔
 "میں یاس۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ نکلت نکلت مودبانہ
 ہو گیا۔

"رام چند کو میں نے ایک آدمی کو انوا کر کے جہازے پاس پہنچانے
 کے لئے کہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے یا رام چند کال کرے
 تم نے فوراً مجھے یہاں ہیڈ کوائرٹ میں اطلاع دینی ہے۔"۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

"میں یاس۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سورمانے رسیور رکھ

ہو..... سو رمانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

مگر تجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ میں تو کافرستانی حکومت کا وفادار ہوں۔ ایسے اداکار تھو..... بیٹھو پنے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ہمیں معلوم ہے..... بلیک ہانڈز کے کوئی چیز چھٹی نہیں رو سکتی
 ہمیں معلوم ہے کہ تم دگام میں حریت پسندوں کے سب سے
 خطرناک گروپ نارو گروپ کے مقامی انچارج ہو اور پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کا گروپ بھی جہادے پاس بھاگ چکا ہوا ہے اور تمہیں بھاگ لایا
 بھی اس مقصد کے لئے بھیجا ہے تاکہ تم اس جگہ کے بارے میں ہمیں
 تفصیل بتاؤ جہاں تم نے اس گروپ کو رکھا ہوا ہے..... سورمانے
 نیلے میں کہا۔

یہ سب کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے، جناب۔ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو سیدھا سادہ سا تاجر ہوں..... یعقوب مراد، جناب دیا۔

”کوڑاے آؤ دندھیر..... میں دیکھتا ہوں اس میں برواشت کا مادہ لٹتا ہے۔“ سورما نے فصیلے لہجے میں کہا اور دندھیر تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا ایک کوڑا ہک سے لٹکا اور واپس آکر اسے سورما کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ یعقوب کی چیخوں اور کوڑے کی خوفناک آواز سے گونج اٹھا۔ سورما اہتائی سبہ دردی سے یعقوب پر کوڑے برسائے چلا جا رہا تھا۔

”یو لو کہاں ہے وہ گروپ یو لو اورٹ کھال اتار دوں گا“..... سو رہا

یو چھا۔

معلوم نہیں باس میں تو اسے ٹارگٹ سیل میں کرسی پر باندھ کر کپ کے استقبال کے لئے باہر انگلیا تھا..... دعدص نے جواب دیا۔ اور سو رہا نے عجلت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کی دیواروں کے ساتھ کواڑے۔ خنجر اور ایسے ہی دوسرے نخلہ کے آلات لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان ایک کرسی پر رسیوں سے باندھا ہوا ایک سقائی آدمی موجود تھا لیکن اس کی گردن ذمعلی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر ابجرا ہوا گوز مڑا رہا تھا کہ اسے سر پر جوت لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

’اسے ہوش میں لے آؤ۔ رند صیر‘..... سورمانے کہا اور رند صیر نے آگے بڑھ کر جوری قوت سے اس مقامی آدمی کے ہجرے پر یکے بعد دیگرے تھپیڑوں کی بادش کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ آدمی چٹختا اور کراہتا ہوا ہوش میں آگیا اور رند صیر ہچھے ہٹ گیا۔ وہ آدمی حیرت سے سامنے کھڑے سورما-کاکش اور رند صیر کے ساتھ ساتھ کمرے کے ماحول کو دیکھ رہا تھا۔

”جہاں گھر پہ سب کیا ہے..... یعقوب نے ہومٹ بیچھتے ہوئے
حیرت مبرے لہجے میں کہا۔“

میرا نام سو رہا ہے اور میں بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن تھری کلائیف ہوں اور تم اس وقت بلیک ہاؤنڈز کے اڈے میں ہو۔ یہ سب کچھ میں نے جہیں اس لئے بتا دیا ہے تاکہ جہیں اندازہ ہو سکے کہ تم کون کونوں میں

نے چپکتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم مجھے نہیں معلوم.....“ یعقوب نے انتہائی درد
بھرے لہجے میں کہا اور سورا کا ہاتھ پٹے سے زیادہ بھرپور انداز میں پٹنے لگ
گیا۔ یعقوب کا پورا جسم کوزوں کی ضرروں سے زخمی ہو گیا تھا اور پھر اس کا
گردن اڑھلک گئی۔

”اسے پانی پلاؤ.....“ سورانے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور رند صیر سر ہلا کر
ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باس! یہ لوگ! انتہائی سخت جان ہوتے ہیں اور اپنے کلاڑی کا خطرہ جان
تک دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یہ ان کا لیڈر ہے اس لئے یہ اس
طرح کے تشدد کے سامنے زبان نہیں کھولے گا.....“ اکاش نے کہا۔
”تو پھر.....“ سورانے کہا۔

”باس! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی زبان کھلوادیں.....“ اکاش
نے کہا۔

”کس طرح.....“ سورانے چونک کر پوچھا۔

”اس کی ایک بیٹی ہے۔ اس کا نام زرنہ ہے۔ بے حد خوبصورت اور
نوجوان ہے۔ اگر اسے اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور پھر اسے دھمکی دیکر
جانے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیٹی کو بے عزت کیا جائے گا تو
مجھے یقین ہے کہ یہ زبان کھول دے گا.....“ اکاش نے جواب دے
ہوئے کہا۔

”اور واقعی یہ کامیاب طریقہ ہے۔ آؤ میرے ساتھ.....“ سورانے کہا

اور کراہیں بھینک کر وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اکاش بھی اس
کے پیچھے تھا۔ رند صیر انہیں راستے میں ملا۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا
جگ تھا۔

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے آؤ.....“ تم نے ایک اور کام کرنا ہے۔
.....“ سورانے کہا اور رند صیر سر ہلا کر ہوا ان کے پیچھے واپس چل پڑا۔ ایک
دوڑنا کرے میں پہنچ کر جب سورانے اکاش کی بات رند صیر کو بتائی تو
رند صیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اکاش کی بات درست ہے باس.....“ یہ آدمی واقعی زبان کھول دے
گا.....“ رند صیر نے کہا۔

”تو پھر اس کی بیٹی کو اغوا کر کے کلام تم نے کرنا ہے۔ ابھی اور اسی
وقت.....“ سورانے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی بیٹی کہاں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں
تفصیل.....“ رند صیر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں اور
یعقوب کی رہائش گاہ بھی جانتا ہوں.....“ اکاش نے کہا۔

”فوراً چلاؤ اور جس قدر جلدی اسے اغوا کر کے لاسکو لے آؤ.....“ سورا
نے کہا اور اکاش اور رند صیر مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

سکتا تھا۔..... دوسری طرف سے اسی طرح متوحش لہجے میں جواب دیا گیا۔
 ”کیا..... کیا مطلب کہ یہاں خوفناک واقعہ“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جناب ابھی دس منٹ پہلے یہاں چند آدمی اپنا تک داخل ہوئے انہوں نے فائرنگ کر کے سب ملازمین کو ہلاک کر دیا۔ میں بھی ان کا ملازم ہوں بارہوی ہوں۔ میں کچن میں تھا، فائرنگ کی آوازیں اور ملازموں کی چیخیں سن کر میں ڈر کر پیشہری میں چھپ گیا پھر میں نے یعقوب صاحب کی بیٹی ذریہ کی چیخیں سنیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ جب میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ ذریہ قاتل تھی۔ میں نے یعقوب صاحب کے بیٹے اسلم صاحب کو فون کیا ہے اور اس دوران آپ کی کال آگئی ہے“..... دوسری طرف سے اسی طرح متوحش لہجے میں بتایا گیا۔

”اوہ کس نے کیا ہے اخوان کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو“..... عمران نے ہنس بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”جی سہی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں“..... دوسری طرف سے ملازم نے جواب دیا۔

”سو جیسے ہی اسلم صاحب آئیں تم انہیں کہہ دینا کہ وہ پرنس سے بات کریں وہ میرا فون نمبر ملتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اچھا“..... اوہ ایک منٹ جناب میرا خیال ہے۔ اسلم صاحب کی کار آ رہی ہے“..... ملازم نے چوتھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور علیحدہ رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

عمران اور اس کے ساتھی لاٹزاری والے ٹرک میں چھپ کر جانے لے تیار بیٹھے ہوئے تھے لیکن یعقوب ٹرک لے کر نہ آیا تھا حالانکہ اس وعدہ کیا تھا کہ وہ آوے گھنٹے کے اندر اندر ٹرک کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا لیکن اب ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ واپس نہ آیا تھا۔ ”کہیں کوئی ٹکڑ بڑ نہ ہو گئی ہو“..... عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہا پھر کسی نے دوسری طرف سے رسیور اٹھایا۔

”کون ہے“..... ہونے والے کا لہجہ بے حد متوحش تھا۔

”یعقوب صاحب ہیں۔ میں ان کا دوست پرنس بول رہا ہوں“.....

عمران نے آواز بدل کر کہا۔

”اوہ نہیں جناب..... وہ اگر یہاں ہوتے تو یہ خوفناک واقعہ نہ

”جیل کون صاحب پول رہے ہو“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”تم اسلام ہو۔ میں برنس ہوں۔ تم یعقوب صاحب کے ساتھ ہمارے پاس آئے تھے“..... عمران نے کہا۔

”اوپ ہاں جناب ہمیں تو غضب ہو گیا ہے۔ یعقوب صاحب کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کی بیٹی زرنہ کو بھی“..... ”اسلم نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر تقریباً کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یعقوب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کب۔ کیسے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب یعقوب صاحب لانڈری کے ٹرک ڈرائیور سے ملنے کے لئے کینے خانی کے باہر کھڑے تھے کہ اچانک ایک کار وہاں آکر دی اس میں سے دو افراد اٹھے اور انہوں نے یعقوب صاحب کے سر پر ڈاکو اور پیر انہیں کار میں ڈال کر لے گئے۔ وہاں ہمارے ایک آدمی کا بک سٹال ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی تو میں نے ان کا کھون لگانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس آدمی نے اس کار کا شبر دیکھ لیا تھا اور ابھی یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی کہ اس کار کو ٹرپل کالونی کی ایک کونٹری میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ اسی لمحے ملازم کافون آگیا اور مجھے فوراً کہا ”آئیڈا۔ نہانے یہ اچانک کیا سچر چل گیا ہے“..... ”اسلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کونٹری کا شبر جہاں کار کو جاتے دیکھا گیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب اس کونٹری کا شبر اٹھارہ بتایا گیا ہے“..... ”اسلم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم زرنہ کے اغوا کے بارے میں کام کرو میں خود اس کونٹری کو چیک کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر رسیور دکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ اب ہمیں خود انکیشن میں آنا ہوگا۔ سپیشل بیگ ساتھ لے لو“..... عمران نے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے ہر دونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک کمر میں بیٹھے ہوئے یعقوب کی طرف سے ہیبہ کر رہے اس رہائش گاہ سے نکل کر چوک کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ صفدر اور صدیقی سائیڈ سیٹ پر اٹھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبی سیٹ پر ستور۔ کپٹن عقیل اور نعمانی تھے کار خاص تیز رفتاری سے کالونی کے چوک پر پہنچی اور پھر تیزی سے دائیں طرف کو جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔

”کیا آپ کو اس کالونی کے محل وقوع کا علم ہے“..... ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

”ہاں..... میں نے نقشے کو خود سے پڑھا ہے“..... عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور سب ساتھی خاموش ہو گئے۔ کار خاص تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک دور سے انہیں سڑک کے کنارے پولیس کی گاڑیاں کھڑی نظر آئیں۔ وہاں چیکنگ ہو رہی تھی۔

”آپ لوگ خاموش رہیں گے“..... عمران نے کہنے ساتھیوں سے

طرح یہ علم ہو گیا ہو گا کہ ہم یعقوب کے پاس چھپے ہوئے ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ یعقوب نے جب باوجود تشدد کے زبان نہ کھولی ہو گی تو ان درندوں نے اس کی زبان کھلوانے کے لئے اس کی بیٹی کو انوار کرایا ہو گا؟.....
 عمران نے کہا اور پھر ایک موزکات کر جب اس نے کار آگے بڑھائی تو کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی کے نام کا بڑا سا بورڈ بھی چوک پر موجود تھا اور یہ وہی نام تھا جو شیخراہم نے عمران کو بتایا تھا۔

”ہو سکتا ہے..... اس کو ٹھی میں بلیک ہاؤنڈ کا اڈہ ہو اور ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے اس لئے اس کو ٹھی پر پھیلے بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول فائر کئے جائیں گے پھر عقبی طرف سے ہم اندر جائیں گے.....“
 عمران نے کالونی میں داخل ہوتے ہی کہا اور صندوق نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا سپیشل ہیگ کھنکھانے شروع کر دیا اور جب عمران نے کار ایک سائین پر کر کے روکی تو وہ ہیگ میں سے کیپسول فائر کرنے والا پشیل نکال چکا تھا۔ ہیگ سے میگزین نکال کر اس نے اس میں فٹ کیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہو سکتا ہے اڈے کی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے تم بھٹے اکیلے جا کر گیس فائر کرو۔ پھر ہمیں اشارہ کر دیتا.....“ عمران نے صندوق سے کہا اور صندوق سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر گیا۔ صندوق چونکہ دروازے کی طرف پہنچا ہوا تھا اس لئے وہ پھیلے ہی نیچے اتر گیا تھا۔ صندوق تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مطلوبہ کو ٹھی سڑک کے اس پار تقریباً سو گز دور ٹھی اور جہاں ہ

کہا اور کار کو آگے بڑھاتا ہوا تیزی سے ایک پولیس کار کے قریب لے جا کر روک دی۔

”ہیلو آفیسر بلیک ہاؤنڈ سپیشل کارڈائیر جنسی مشن.....“ عمران نے تیز لہجے میں آفیسر سے کہا۔

”اوہ ایس سر آپ جا سکتے ہیں.....“ آفیسر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیچ پیچ کر سڑک پر موجود پولیس والوں کو عمران کی کار کو راستہ دینے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ پولیس کے سپاہی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے اور عمران تیزی سے کار کو آگے بڑھانے لے چلا گیا۔

”یہ تو بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ سپیشل کارڈ کیا ہے.....“ صندوق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زمانے میں سپیشل مطلب یعنی گھر باس پہننے کا ہے۔ شرعین تھا۔ انہوں نے میری نقل کی ہے۔ حکومت کی طرف سے بلیک ہاؤنڈ کو جو کارڈ دیا گیا ہے اس کا کوڈ نام سپیشل کارڈ رکھا گیا ہے۔ اس کارڈ کی وجہ سے فوج اور پولیس حکم کے تابع ہو جاتی ہے لیکن یہ کارڈ تنگ ہونے پر بالاعدہ چسک کیا جاتا ہے اس لئے میں نے ساتھ ہی امیر جلی مشن کا اضافہ کر دیا تھا اس لئے بات بن گئی.....“ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اس میں سر ہلا دیئے۔

”یہ یعقوب اور اس کی بیٹی کو کس نے انوار کیا ہو گا.....“ اچانک صندوق کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... یہ کام بلیک ہاؤنڈ ہی کر سکتی ہے۔ انہیں یقیناً کسی

طرف چلائگ لگاتے ہوئے کہا اور وہ سب پلک جھپکنے میں لگی کی سانیئہ دیواروں سے جا چپکے اور بس ایک لمبے کے ہزاروں جسے کافرق رہ گیا اور وہ سب چھت سے بستے والی گولیوں کی زد میں آکر ختم ہو جاتے۔ چھت میں ایک قطار کی صورت میں گنوں کے منہ دکھائی دے رہے تھے جن میں سے گولیاں تیزی سے برس رہی تھیں۔ یہ بارش چند لمحوں کے لئے ہوئی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”اب درمیان میں آجاؤ جلدی۔“..... عمران نے جرح کر کہا اور وہ سب پانی بھرے کھلونوں کی طرح اچھل کر عین درمیان میں آگئے۔ لیکن ان سب کے چہرے بری طرح بکڑے ہوئے تھے اور ان کی نظریں چھت سے نظر آنے والی گنوں کے دہانوں پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اگر اس بار فائرنگ ہوئی تو پھر ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکتا تھا مگر دوسرے لمبے کرور کی آوازوں کے ساتھ ہی گنوں کے دہانے وائیں بائیں تبدیل ہونے لگے۔ ایک دہانہ وائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رپہداری فائرنگ کی تیز آوازیں سے گونج اٹھی۔ لیکن اس بار گولیاں درمیان میں پڑنے کی بجائے وائیں بائیں دیواروں اور سانیئہوں پر بارش کی طرح برس رہی تھیں۔

”اب جیسے ہی فائرنگ بند ہو۔ تم سب نے جیسے اس طرح ڈسیر ہو جانا ہے جیسے تم سب پہلی فائرنگ سے ہی ہٹ ہو چکے ہو۔“..... عمران نے تیر لگے میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب انہیں جب خون نظر نہ آئے گا تو ہو سکتا ہے وہ

کو ٹھی کے آئسے سانسے اور سانیئہوں میں سڑکیں موجود تھیں اس طرح ہر کو ٹھی کے گرد سڑک تھی۔ صفر سڑک پار کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر چھ لحوں بعد وہ اس کو ٹھی کی سانیئہ روڈ پر سڑکران کی نظروں سے غائب ہو گیا کو ٹھی کا پچھا لگ بند تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظریں کو ٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفر اس سڑک کے موڑ پر نمودار ہوا اور اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں مخصوص اشارہ کیا تو وہ سب کار سے پیچھے ہٹ گئے اور پھر تیزی سے سڑک پار کر کے اس کو ٹھی کی طرف بڑھ گئے۔

”عقبی طرف مستان علاقہ ہے اور چار دیواری بھی زیادہ بلند نہیں ہے۔“..... صفر نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے سانیئہ سڑک سے ہوتے ہوئے عقبی طرف کو پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے وہ عقبی دیوار کر اس کر کے اندر پہنچے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ عمارت پر خاموشی طاری تھی۔ عمارت کی سانیئہ پر ایک پتلی سی لگی تھی۔ وہ اس لگی میں داخل ہو کر سانسے کے رخ کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ ٹھٹھٹ سرور کی تیز آوازیں ان کے عقبی اور سانسے کی طرف سنائی دیں اور وہ سب یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ لگی کے عقبی طرف اور سانسے کی طرف نفوس فولادی چادر میں لٹکی تھیں چونکہ عمارت کی طرف سے شیعہ بڑھ کر دیوار کے اوپر تک چلا گیا تھا اس لئے اوپر بالاعدہ چھت تھی اور ابھی وہ چونک کر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ انہیں چھت پر سے کرور کرور کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”سانیئہوں پر ہو جاؤ سانیئہوں پر۔“..... عمران نے سانیئہ کی دیوار کی

غائب ہو گئیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”آؤ میرا اٹھ اڑو دست ہے۔ آپر نہ بیچے ہے اور اب وہ نیچے سے اوپر آئے گا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑنا ہوا لگی پار کے کمرے کے عمارت کے سلسلے کے رخ چکا گیا وہاں برآمدے میں چار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں رابداری کی طرف سے دو آدمیوں کے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ سب برآمدے کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لئے مطمئن گنتوں سے مسلح دو آدمی تیزی سے رابداری سے باہر نکلے اور عمران اور صفدر بھوکے عقابوں کی طرح ان پر فوٹ پڑے اور ان دونوں کے حلق سے چھین فکھیں لیکن پھر کناک کناک کی آوازیں کے ساتھ ہی ان کے پھونکے ہوئے جسم تلکٹ ساکت ہو گئے اور عمران اور صفدر جنہوں نے انہیں قابو کیا ہوا تھا ایک جھٹکے سے نیچے پھینک دیا۔

”خیر تم جہیں رکو گے۔“ عمران نے رابداری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر دو دو دوڑنا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے اور غولڑی رز بعد جب وہ مختلف کمروں سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ دیوار کے ساتھ ذخیروں سے مٹی بیٹھ بکڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن دھکی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک نو جوان لڑکی تقریباً عریان یعنی ہوتی تھی۔ اس لڑکی کے ہاتھ اور پیر کیوں سے باندھ دیئے گئے تھے لیکن لڑکی بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے ہوئے کپڑے بھی ساتھ ہی پڑے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر

دو پارہ درمیان میں فائر کھول دیں۔ عمران کے ساتھ موجود صفدر نے فوراً جواب دیا۔

”نکرتہ کرو اس سسٹم میں صرف سامنے نظر آتے ہیں۔ خون اور دوسری نقصانات نہیں نظر آتیں۔“ عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی فائر لگ جاتا ہوئی وہ سب تیزی سے درمیان میں ٹیز سے انداز میں گرتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد رابداری چھت سے نکلے والی تیز روشنیوں سے بھر گئی لیکن یہ روشنیاں صرف چند سیکنڈ تک رہیں پھر غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اس طرح کپڑے بکڑاتا ہوا اپنے کھڑا ہوا جیسے ڈارے کے پر وہ گرنے کے بعد مرنے کی اداکاری کرنے والے اداکار ایٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

”آؤ اب ہم نے فاسٹ ایکشن کرنا ہے۔ وہ لوگ اب مطمئن ہوں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو سب کھڑے ہوئے تھے تیزی سے قدم اٹھاتے آگے موجود فولادی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

”بے ہوش کر دینے والی گیس تو انتہائی زود اثر تھی اور میں نے دم کیہ پھول فائر کرتے تھے پھر اس کا ان پر اثر کیوں نہیں ہوا۔“ صفدر نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نیچے جہ خانوں سے کیا جا رہا ہو اور اوپر منزل میں لوگ بے ہوش پڑے ہوں بہر حال ابھی سچ چل جائے گا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ اس فولادی چادر کے قریب دونوں طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد سر سر کی تیز آوازیں ساتھ ہی مٹی طرف اور سامنے کی طرف فولادی چادریں نیچے زمین

”میں کے قریب افراد تھے، سب ختم کر دیئے گئے ہیں۔ نیچے تہ خانے میں تو واقعی مشینری کا جال سا بچھا ہوا ہے لیکن وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔“ نعمانی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم سب باہر جاؤ۔ میں اس لڑکی کو ہوش میں لے آتا ہوں پھر جب یہ قسمیں بہن لے گی تو پھر ہم اندر آئیں گے۔“ عمران نے صدر کے ہاتھ سے مردانہ قسمیں لیتے ہوئے کہا اور پھر پشت پر موجود بیگ میں سے اس نے وہی پہلے والی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول کر اس کا دہانہ اس لڑکی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ واپس نہیں اٹھایا اور ڈھکنا لگا کر اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔ عمران کے سامنے کمرے سے باہر جا چکے تھے۔ عمران بھی قدم بڑھاتا تیزی سے کمرے کے درمیان آکر دک گیا۔ اسی لمحے اس نے لڑکی کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے اور عمران تیزی سے باہر آکر سامنے میں ہو گیا۔ عمران کے ساتھی ابداری میں ایک طرف موجود تھے۔ اسی لمحے عمران کو لڑکی کی کراہ اور بڑبڑائی آواز سنائی دی۔

”میں ذرا سن رہا ہوں دوست ہیں۔ تمہارے ہاتھ اور پیر کھول دیئے گئے ہیں اور ایک مردانہ قسمیں ہم نے ساتھ رکھ دی ہے۔ ہم باہر ہیں تم پہلے یہ مشین بہن لو۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”گنگ گنگ کون ہو تم۔“ اودہ۔ اودہ یہ سب کیا ہے۔“ ذرا سننے کی بڑبڑاتی آواز سنائی دی۔

”ہم تمہارے والد یعقوب صاحب کے دوست ہیں اور قسمیں اور

ایک آدمی ہے ہوش بڑا ہوا تھا جب کہ لڑکی کے ساتھ دو قوی سپیکل آدمی بھی اس انداز میں گھرے ہوئے تھے جیسے وہ اس لڑکی سے دست درازی کو شش کرتے ہوئے اپنا جابجے ہوش ہو کر گر گئے ہوں۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنا کوٹ اتار کر لڑکی کے جسم پر ڈال دیا۔ اب اس کی پشت سے ایک پتلا سا بیگ بندھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ”جاؤ جتنے لوگ بھی یہاں نظر آئیں سب کو گولیوں سے آڑا دو۔ نیچے خانے بھی چیک کر لینا۔ جلدی کرو۔“ عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھی تیزی سے مڑے اور اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے کڑے بڑھ کر لڑکی کے پیروں اور ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔ کاجہرہ پتھر کی طرح سخت نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے زخمیروں سے بندھ ہوئے یعقوب کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنی پشت پر لے گئے ہوئے بیگ سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا اتار کر وہ یعقوب کی ناک کی طرف بڑھتا بڑھتا رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ واپس کھینچ ڈھکنا لگا دیا۔ اور شیشی بھی بیگ میں ڈال کر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے صدر پر آتا ہوا دکھائی دیا۔

”صدر یعقوب کی لڑکی نیم مریاں ہے اس کے لئے یہاں سے مردانہ قسمیں ڈھونڈ لاؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران نے دودھ سے صفحہ نمودار ہوتے ہی چیخ کر کہا اور صدر درک کر مڑا اور بھاگتا ہوا واپس جا جب کہ عمران مڑ کر واپس اسی کمرے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد صدر اس کے ساتھ کمپشن خشیل، سدھتی اور نعمانی بھی آ گئے۔

یعقوب نے ہڈیاں انداز میں جھٹکتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو یعقوب جہادی بیٹی بھوتہ ہے۔“..... عمران نے نرم لہجے میں کہا تو یعقوب نے ٹھٹھکتی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ قہ۔ آپ۔ بر فہ۔ اوہ آب۔ اوہ قہ جہاں پہنچ گئے۔“ یعقوب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں کے گرد موجود کوبے کے کڑوں کے بن دبا کر انہیں کھل دیا۔

”لب لبتے ہیں اس کے کوسے خود کھل لو۔“ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اسی لمحے ذرینہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور پیچھے جھکتے ہوئے باپ سے جا کر پٹ گئی۔

”بابا۔ بابا یہ رحمت کے فرشتے ہیں بابا۔“..... ذرینہ نے سسکیاں ملے لے کر کہنا شروع کر دیا۔

”ہاں بیٹی یہ واقعی رحمت کے فرشتے ہیں۔“ یعقوب نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ذرینہ پیچھے ہٹ گئی پھر یعقوب پیچھا چکا اور اس نے کڑوں کو کھول کر اپنے پیچہ آزاد کرانے۔

”یعقوب اب یہ بتاؤ کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی کون ہے۔“

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سوراہے۔ بلکہ ہانڈا کے سیکشن تھری کا انچارج۔“ یعقوب نے کہا اور پھر اپنے انخواہوں سے جہاں آنے اور اپنے پر ہونے والے تصور

جہاد سے والد کو چھڑانے جہاں آئے ہیں۔ فکر مت کرو جہاں سوچو و سہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم جلدی سے قسطنطنیہ بہن لو تاکہ میں اندر آ جہاد سے والد کو ہوش میں لاسکوں۔“..... عمران نے نرم اور اونچے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اوہ خدا یا تیرا شکر ہے۔ اوہ۔ اوہ۔“..... اندر سے دروازے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموش کھڑا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کے ساتھ بے ہوش ہونے سے پہلے جو حالات گزر رہے تھے اور رد عمل ایسا ہی ہوتا چاہیے تھا۔

”آجاء۔ میں نے قسطنطنیہ بہن لی ہے۔“ چند لمحوں بعد اندر سے دروازے کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھ کر اندر داخل ہو گیا۔ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ویسے اس نے قسطنطنیہ بہن لی تھی۔ مگر نے آگے بڑھ کر اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے بہن کر اس نے ہاتھ میں سوجھوٹی سی شیشی کا ڈھکنا کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے یعقوب کی ناک پر شیشی کا دھانہ لگایا اور چند لمحوں بعد ہاتھ کھینچ کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور شیشی کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ عمران کے ساتھ بھی اندر آ چکے جب کہ لڑکی ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ویسے اس کے چہرہ ابھی تک خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ہی یعقوب کے اس میں حرکت ہوئی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں مگر اس کے ساتھ ہڈیاں انداز میں جھٹکتے لگے۔

”یہ قلم مت کرو میری معصوم بیٹی کے ساتھ یہ قلم مت کرو“

جل بڑا جب کہ عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی اور ساتھ کھڑے
کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ کیپٹن۔" عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل
نے اس کے ہاتھ سے شیشی لی اور ذخیروں میں بندھے ہوئے سورما کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا اور اس کا دہانہ اس کی ناک سے
لگا دیا سچو لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکنا لگا کر اسے واپس
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اب یہ کوڑا اٹھاؤ۔ تاکہ اس سورما کی قوت برداشت ہتک ہو سکے۔"
..... عمران نے شیشی پیٹے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس پرعام انداز میں تشدد کریں گے؟" کیپٹن شکیل نے
تیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہی قابل ہے ساس نے ذرینہ کو اغوا کر کے اس کے باپ کے
ساتھ اسے لپٹے آؤ میوں سے بے عزت کرانے کی کوشش کر کے لپٹے آپ
کو انصافیت کے درجے سے نکال کر جانوروں کے درجے میں پہنچا دیا۔ اگر
ہم چند لمحے مزید بیٹ ہو جاتے تو شاید یہ باپ جی دونوں پھر زندہ نہ رہ
سکتے۔" عمران نے اچھائی سر ہو کر بولے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اذیت
میں سر ہلادیا اور خوں آلود کوڑا اٹھایا۔ اسی لمحے سورما ہوش میں آنے لگ
گیا اور پھر اس کی آنکھیں ایک جگہ سے کھل گئیں اور دوسرے لمحے وہ
اچھائی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"لگ لگ یہ کیا۔ یہ میں بندھا ہوا۔ اور کون ہو تم۔ کون ہو؟"

اور پھر ذرینہ کو جہاں لائے اور اس کا لباس پھاڑنے تک کے سارے
حالات بتا دیئے۔

"یہ استادِ بڑا صدمہ تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے۔"
..... یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صفر اور اس سورما کو یعقوب کی جگہ ذخیروں میں بکڑ دو۔" عمران
نے کہا اور صفر دھڑک کر رہے ہوش بڑے ہوئے سورما کو اٹھا کر اس طرف
کو بڑھا جو در ذخیروں میں اور صدیقی اور نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کے
ساتھ اور پھر ذخیروں میں بکڑ دیئے۔ کیپٹن شکیل بھی اندر آچکا تھا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ اور انہیں آف کر دو۔" عمران
نے ذرینہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ
مجھ گئے کہ عمران ذرینہ کی وجہ سے انہیں جہاں ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا
بتانیچہ وہ آگے بڑھے اور پھر صدیقی اور نعمانی انہیں کھینچتے ہوئے کمرے سے
باہر کی طرف لے گئے۔

"صفر جہاں فون ہو گا۔ یعقوب صاحب زخمی ہیں۔ چلے ان کے
زخموں کی پٹی بچ کر اور پھر انہیں فون کر آؤ تاکہ یہ لپٹے نیچر اور دوسرے
لوگوں کو تسلی دے سکیں۔" عمران نے صفر سے کہا۔

"آئیے یعقوب صاحب۔" صفر نے کہا۔

"یعقوب صاحب بس یہ خیال رکھیں کہ کسی کو جہاں کا پتہ نہ بتائیں
..... عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا اور یعقوب نے اذیت
سر ہلادیا اور پھر ذرینہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر کی طرف

..... سورمانے انتہائی حیرت بھری آواز میں پچھتے ہوئے کہا۔

”جہاد نام سورما ہے اور تم بلیک باؤنڈز کے سیکشن تحری کے انچارج ہو.....“ عمران نے سر دھجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ تم کون ہو.....“ سورمانے ہلکت ہو نہٹ دبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ذہنی طور پر سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام پرنس ہے اور میں وہی ہوں جس کی تلاش کے لئے تم نے یعقوب کو اغوا کرایا تھا.....“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آوی ہو۔ مگر یہاں۔۔۔ تم میرے ساتھی وہ کہاں ہیں۔ تم اندر کیسے آئے ہو۔ یہاں تو زبردست سائنسی

نظام.....“ سورمانے حیران ہو کر کہا۔

جہاد نے سائنسی نظام نے واقعی ہمیں موت کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ ہم نے پہلے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول یہاں فائر

کئے تھے۔ اس سے یہاں اوپر موجود افراد تم سمیت تو بے ہوش ہو گئے لیکن نیچے چہر خانے میں جو تم نے مشین روم بنا رکھا ہے وہاں تک اس کے

اثرات نہ پہنچ سکے اس لئے وہاں موجود جہاد نے دو آوی ہوش میں رہے اور پھر جب ہم عقبی دیوار بھاند کر اندر داخل ہوئے تو سائیلنگی بند کر کے

جہاد سے آویسوں نے ہم پر چست سے گولیوں کی بارش کر دی لیکن اب چار ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم نے یہاں کافی پرانا نظام فٹ کر رکھا ہے۔

بہر حال میں اس نظام سے واقف تھا اس لئے پہلے ہم سائیلوں میں ہو گئے اور گولیوں کی بارش درمیان میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں ہو گئے

اور گولیوں کی بارش سائیلوں میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں نیچے میز سے انداز میں ایٹ گئے جیسے ہم ہٹ ہو گئے ہوں۔ جہاد نے آویسوں

نے ہمیں ہتیک کیا اور لپٹنا اٹھوں نے ہمیں مردہ سمجھا اس لئے انہوں نے سائیل میں کھولیں اور ہم کو فنی کے اندر لگ گئے اور جہاد نے آوی مشین روم

سے باہر آئے تو ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جہاد نے علاوہ یہاں موجود دہر آوی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے.....“ عمران نے سر دھجے

میں اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ..... کرشن درست کہہ رہا تھا تم انتہائی خطرناک لوگ ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو.....“ سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کرشن کون ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”سیکشن ون کا انچارج.....“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکشن فور کا انچارج منوہر تھا۔ اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا تم سیکشن تحری کے انچارج ہو اور کرشن سیکشن ون کا لیکن سیکشن نو کا انچارج کون

ہے.....“ عمران نے کہا۔

”الرحمن.....“ سورمانے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے سیکشن میڈ کو ارڈر کو کہاں شفٹ کر لیا ہے۔ پوری تفصیلات بتاؤ.....“ عمران نے کہا۔

”تو جہاد کیا خیال ہے کہ تم میری زبان کھلو اسکو گے کو شش کر کے دیکھ لو.....“ سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے منوہر کی زبان کھلوائی تھی، لیکن اس کے جسم پر غرض تک

ایک بار پھر کوڑا اٹھایا۔ سوراہیچٹا ہوا دود بارہ ہوش میں آگیا۔ اس کے پورے جسم پر زخمی زخم تھے لیکن یہ زخم گہرے نہ تھے کہ اس کی موت واقع ہو سکتی۔ کیپٹن شکیل نے کوڑے کو ایسے انداز میں استعمال کیا تھا کہ سوراہ کو جسمانی تکلیف تو پہنچے لیکن اس کی موت واقع نہ ہو سکے۔

تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ سوراہ نے ہوش میں آتے ہی چپکے ہوئے کہا لیکن اس کے کیپٹن شکیل کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس بار سوراہ کے حلق سے نکلنے والی ریح انتہائی کرہنک تھی اس کا زخمیوں میں بندھا ہوا جسم پانی سے نکلنے والی بجلی کی طرح جھپٹنے لگا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ سوراہ کی دانتیں آنکھ بھی اڑ گئی تھیں۔

گلاشڑ۔ اب دوسری آنکھ بھی برابر کرو۔..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے کیپٹن شکیل نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو اور کیپٹن شکیل کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ لیکن اس بار پانی آنکھ کی بجائے اس کی ناک پر کوڑا پڑا اور اوجھ سے زیادہ ناک بھی اڑ گئی اور ساتھ ہی گالوں پر زخم کی لکیریں بڑ گئیں۔

اوسے کیا ہوا۔ کیا نشانہ صحیح نہیں رہا۔ آنکھ برابر کرو آنکھ..... عمران نے کہا۔

”رک جاؤ..... رک جاؤ..... میں بتاتا ہوں..... رک جاؤ..... مجھے اندھا نہ کرو..... رک جاؤ.....“ سوراہ نے ہلکتے گھٹکیاتے ہوئے لمحے میں کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر کیپٹن شکیل کو روکا اور پھر کرسی سے اٹھ کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

ذاتی تھی۔ مگر تم بیوقوف کی نوجوان بیٹی کو اٹھا کر آکر جہاں اس کے باپ کے سامنے اسے بے عزت کرنے کی ناپاک کوشش نہ کرتے تو جہاں اسے ساتھ بھی میں وہی طریقہ استعمال کرنا کیونکہ مجھے معلومات سے غرض ہے تم پر تشدد کرنے سے نہیں۔ لیکن تم نے یہ گھناؤنی حرکت کر کے اسے آپ کو انسانییت کی صف سے نکال دیا، اس لئے تم پر تشدد بھی ایسا ہی ہو جیسے جانوروں پر ہوتا ہے۔..... عمران نے خزا تے ہوئے کہا۔

تم جو چاہے کرو..... میری زبان نہیں کھل سکتی۔ اور یہ بھی سن کہ تمہیں زیادہ در تک زندہ نہ رہ سکے..... سوراہ نے جواب دیا۔ ”جلی کیپٹن شکیل شروع ہو جاؤ اور جب تک اس کی زبان نہ کھلے جہاں ہاتھ نہیں رکنا چاہیے، لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ مرنے نہ پاسے..... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آب نکر نہ کریں۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہوں گے..... کیپٹن نے جواب دیا اور دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی کمرہ سوراہ کے حلق سے نکلنے والی ریح سے گونج اٹھا اور پھر تو جیسے کوئی مٹھین چل پڑتی ہے۔ اس طرح کیپٹن شکیل کا بازو مسلسل حرکت میں رہا گیا اور کمرہ سوراہ کی کرہنک مسلسل بیچوں سے گوجھنے لگ گیا۔ عمران المیہ تان سے پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ بندہ نہیں کوڑے کھانے کے بعد سوراہ بے ہوش ہو گیا اور کیپٹن شکیل نے کوڑا اس میں پھینکا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ اور چند گونیا بعد سوراہ ہوش میں آنے لگا تو کیپٹن شکیل پیچھے ہٹا اور اس نے تھک کا

ہوئے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم۔ بیچک مجھے اندھا کر دو۔ مار ڈالو لیکن میں بلیک ہانڈز سے غداری نہیں کر سکتا۔“..... سورمانے کہا وہ ذہنی طور پر ایک بار پھر مستحیل چکا تھا۔

”ہو نہ تو تم واقعی سورما بننے کی کوشش کر رہے ہو۔“..... عمران نے خراتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔“..... سورمانے اور زیادہ سخت مجھے میں کہا۔

”دوبارے کے ساتھ خفیہ رابطہ ہوا ہے وہ اتار کر مجھے دو۔“..... عمران نے مڑ کر نعمانی سے کہا اور نعمانی تیزی سے دوبار کی طرف بڑھ گیا۔ سورمانے آنکھ بند کر رکھی تھی اور وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے اپنی قوت مدافعت کو حاکم بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ بعد ازاں بعد خفیہ عمران کے ہاتھوں میں چپکے چپکے اور خفیہ ہاتھ میں پکڑتے ہی عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ سورما کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اس کی آدھی سے زیادہ غائب شدہ ناک کے باقی ماندہ دائیں حصے پر فخر سے کٹ لگا لیا تھا اور سورما کا جسم بری طرح چھپنے لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ناک کی دوسری طرف کے باقی حصے کا بھی ہی حشر ہوا اور عمران نے خفیہ ایک طرف بھینک دیا۔

”اب تم تو کیا جہاد سے فرشتے بھی بولیں گے۔“..... عمران نے خراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مزی ہوئی انگلی کا ہک سورما کی پٹھانی پر ابھر آنے والی دگ پر ہذا اور سورما کے صلب سے اس بار ایسی چیخ

”بتاؤ کہاں بنائے ہیں سیکشن ہاؤس کو ارٹھر۔“..... عمران نے اچھٹا کر دیکھنے میں پوچھا۔

”پپ پپ پانی۔“ مجھے پانی پلاؤ میں مریاؤں گا مجھے پانی پلاؤ۔“..... سورمانے دہکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن دھلک گئی۔

”پانی لے آؤ کمپین شکیل۔“..... عمران نے مرکز کمپین شکیل سے کہا اور کمپین شکیل کو ڈاویس بھینک کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس لئے یعقوب اندر داخل ہوا۔

”میں نے ذرا دینے کو واپس بھجو دیا ہے۔ اس کا زیادہ دیر یہاں رہنا غلط بات تھی۔ آپ کے ایک ساتھی اسے چھوڑنے گئے ہیں۔“..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلایا۔

”یو لو ورن۔“..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ

ٹکلی جیسے یہ جینج دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہو۔

”بولو.....“ عمران نے دوپہری ضرب لگائی۔

”بتانا ہوں۔ بتانا ہوں رک جاؤ۔ ایسا ہونا ک عذاب۔ رک جاؤ بتاؤ ہوں.....“ اس بار سورمانے جذباتی انداز میں چپختے ہوئے کہا۔

”بولے جاؤ ورنہ تھیری ضرب جہیں جہنم کے سب سے نچلے حصے میں جا پھینکتے گی.....“ عمران نے خزا سے بولے کہا اور پھر دو خزاں کے سورما کا دل زبان حرکت میں آگئی۔ بوس ٹنگ رہا تھا جیسے وہ ناشعوری انداز میں بولے چلا جا رہا ہو۔ عمران نے اس سے کئی سوال کئے اور پھر اس سے سیکشن پینے کو اور خزا کے اور وہاں کے انتظامات کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔

”اب بتاؤ کہ جہاد کے حریف پاس کی مخصوص فرقہ کسی کیا ہے یا فون نمبر کیا ہے.....“ عمران نے جلد لگے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”اس کا کوئی فون نمبر نہیں ہے۔ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرتا ہے۔ ہم نہیں کر سکتے.....“ سورمانے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے اس کی پہچانی پر ضرب لگادی اور سورما کا جسم ایک بار پھر بری طرح جھپٹنے لگا۔ اس بار اس کے حلق سے پوری طرح یوج بھی نہ نکل سکی تھا شاید تکلیف کی شدت سے اس کا یوج مارنے والا نظام ہی ماؤف ہو گیا تھا۔

”بولو نمبر بتاؤ ورنہ.....“ عمران نے خزا سے بولے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر جہاد اٹھایا۔

”بتانا ہوں..... رک جاؤ بتانا ہوں.....“ سورما کے حلق سے آہستہ

سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فرقہ کسی بتا دی۔

”فون نمبر بتاؤ.....“ عمران نے سر دھکے میں کہا۔

”فون نمبر۔ مگر وہ فون پر نہیں ملتا.....“ سورمانے جواب دیا۔

”تم بتاؤ.....“ عمران نے کہا اور سورمانے ایک فون نمبر بتا دیا۔

”اب سنو اگر تم زخمی دھنا چاہتے ہو تو میری قسمی کرادو کہ تم نے صحیح

فون نمبر بتایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے صحیح بتایا ہے۔ لیکن وہ اس پر بات نہیں کرتا۔ وہ ٹرانسمیٹر بھی سوائے اجنبی ایئر جیسی کی صورت میں بات کرتا ہے ورنہ وہ بات کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور وہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر خود بات کرتا ہے.....“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے دیکھا ہوگا.....“ اس کا حلیہ اس کا توجہ قامت سب بتا دو۔

”عمران نے کہا اور اس بار سورمانے پوری روانی سے سب کچھ بتا دیا۔

”فون یہاں لے آؤ.....“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور نعمانی

واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈ لیس فون پیش اٹھائے اندر داخل ہوا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیش لے لیا۔

”یہاں انگو انری کے نمبر بتائیں.....“ عمران نے یحیٰی سے پوچھا

اور یحیٰی نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے وہ نمبر پیش کر دیئے۔

”انگو انری بلیز.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز

سنائی دی۔

”میجر جرنل گردنام بول رہا ہوں.....“ عمران پہلے پہلے بولے لے لے

کر گل کھب :..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

کھب کے مالک جناب مبین صاحب سے ملتا ہے :..... عمران نے لچر تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

مبین صاحب تو کھب کے مالک نہیں ہیں جناب۔ کھب کی مالک تو مادام رہتائیں :..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

چلیں مادام سے ہی بات کرا دیں۔ میں کافرستان سے بول رہا ہوں :..... عمران نے کہا۔

مادام رہتا تو اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی جناب وہ صرف شام کو تشریف لاتی ہیں اور وہ بھی لمبی :..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

یہ رہائش گاہ کہاں ہے ہو سکتا ہے مجھے اپنا آدمی بھیجتا ہرے :..... عمران نے پوچھا۔

گوٹن کالونی کو فسی نہر بندہ :..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہنسنے لگا کہ رابطہ ختم کر دیا۔

اس مادام صاحب کا تعلق یقیناً مبین سے ہے۔ اس لئے اس کا فون نمبر دیا گیا ہے :..... عمران نے فون پیس واپس نعمانی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیا پوچھ کر ام ہے :..... صفدر نے پوچھا۔

اس رہتا کو اس طرح اعجاز ہو چاہئے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ پھر اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکتی ہے :..... عمران نے کہا۔

میں کہا۔

اوہ یس سر۔ یس سر۔ حکم سر :..... دوسری طرف سے آپرٹر نے اجتنائی ہو کھٹلے ہوئے لچے میں کہا۔

ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ اس کے متعلق تفصیل بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے :..... عمران نے پہلے کی طرف سے حکمانہ لچے میں کہا۔

یس سر :..... فرمائیں سر :..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سورما کا ہاتھ پیرا خیر دہرا دیا۔ سورما کی گردن ڈھکی ہوئی تھی وہ جہاں ہوش ہو چکا تھا اس لئے عمران اس کی طرف سے مطمئن تھا۔

ایک منٹ سراسر ابھی بھیک کر کے بتا رہا ہوں سر :..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

اہل سر :..... چند لمحوں بعد آپرٹر کی آواز سنائی دی۔

یس :..... عمران نے کہا۔

سر یہ نمبر چاہہ روز بروز واقع کر گل کھب کا ہے۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا سر لیکن اس کے باوجود میں نے اسے چیک کر کے بتایا ہے :.....

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

او۔ کے :..... عمران نے کہا اور مبین دبا کر رابطہ آف کر دیا۔

کر گل کھب :..... اس کا مطلب ہے۔ باقاعدہ ہوشیاری سے کام لیا ہے ہے :..... عمران نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نمبر پہنچانے کرنے شروع کر دیے۔

”میرا خیال ہے۔ اس عمارت میں کہیں کوئی غفیبہ اسلحہ خانہ بھی تھا
ورد عمارت کی تباہی سے اس قدر خوفناک دھماکے نہیں ہو سکتے.....
حمزہ نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

”اے آپ کس طرف جا رہے ہیں فرس.....“ بھٹی سیٹ پر بیٹھے
ہوئے یعقوب نے حیرت برے لمحے میں کہا۔

”گوڈن کالونی۔ میں نے سوچا کہ گوڈن کو ساتھ ہی لے جاؤں۔ آج
کل زمانے کا اعتبار نہیں ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
سب بے اختیار ہنس پڑے۔ دوسرے میں گو کہیں کوئی چینگ ۷ ہو رہی تھی
اس کے باوجود فاصلہ کافی ہونے کی وجہ سے انہیں گوڈن کالونی پہنچتے پہنچتے
ایک گھنٹہ لگ گیا کوئی نمبر بند رہے حدود وسیع و عریض اور شاندار تھی۔
اس کا چھاری سائز کا چھانگ بند تھا لیکن باہر دو بارودی مسلح دربان بڑے
پوکا انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے جدید قسم کی مشین
گنیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اپنے انداز سے عام سے دربانوں کی بجائے
ترتیب یافتہ گوریلے لگتے تھے۔ عمران کار آگے بڑھانے لے گیا۔

”ان دربانوں کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے
ہیٹل کی رہائش گاہ بھی یہی ہے۔ ورد کسی کلب کی مالک کو تربیت یافتہ
گوریلے مارو بانوں کو عمارت کے باہر کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہو
سکتی.....“ عمران نے ہنسنے بجائے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اندر بھی ایسا ہی رہہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ
سامنے انتظامات بھی ہوں.....“ حمزہ نے کہا اور عمران نے اجابت

”کار موجود ہے لے آتے ہیں اسے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے
کیپول فائر کر دیں گے پٹلے اور پھر اٹھائیں گے اسے۔ کیا نہیں لے آتا
ہے اسے.....“ حمزہ نے کہا۔

”تم یعقوب اور حمزہ کو ساتھ لے آؤ۔ لیکن پٹلے جہاں سے مجھے اپنی
رہائش گاہ پر شفٹ ہونا پڑے گا کیونکہ یہ ان کا مخصوص اللہ ہے کسی بھی
لحظے کوئی جہاں آسکتا ہے یا جہاں سے رابطہ کر سکتا ہے.....“ عمران نے
کہا اور سارے ساتھیوں نے اجابت میں سر ملادینے۔
”اس سو رہا کا کیا کرنا ہے.....“ نعمانی نے کہا۔

”خاتمہ باقیہ اور ساری عمارت میں وائر لیس چار پر ڈائنامیٹ لگا دیں
.....“ عمران نے سر ہلچے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”صدیقی مس ڈرینے کو چھوڑنے گیا ہے کار پر۔ وہ ابھی واپس آجائے گا
اس دوران میں ڈائنامیٹ نصب کر دوں پھر اکٹھے جہاں سے چلیں گے
.....“ حمزہ نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی کار لے کر واپس آگیا۔ اسی دوران حمزہ بھی اپنے
کام سے فارغ ہو چکا تھا۔ سورا کا خاتمہ یعقوب نے خود کر دیا تھا اور تھوڑی
دیر بعد وہ کار میں بیٹھے اس علاقے سے باہر آچکے تھے۔ حمزہ نے وائر لیس
ڈی چار ہر ہاتھ میں لے لیا اور پھر جیسے ہی عمران نے کار ایک ہوک پر
سوڑی حمزہ نے ہنسنے دبا دیا۔ ”دوسرے لمحے دور سے انتہائی خوفناک
دھماکو کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ
جیسے پورا اسلحہ خانہ پھٹ پڑا ہو۔“

میں سر ہلا دیا۔ اس نے کار کافی آگے ایک ریستوران کی سائین پر روک دی تھی کار کے سائین سر سے کونھی کا بند بھاگتا اسے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کو کونھی پر ہماری چپٹے والی پلائنگ تو کا سیب نہیں ہو سکتی اور یہاں آمد و رفت بھی کافی ہے۔ معمولی سی فائرنگ سے یہاں سے بیکار ہو لوگ اکٹھے ہو جائیں گے..... صفدو نے کہا۔

”سائینسنگ راول اور تو استعمال کیا جا سکتا ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے.....“ سحر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے چپٹے کی کوئی اور بات کرتا عمران جو کہ سائینس مرد میں کونھی کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے کونھی کا بڑا سا چمکنا کھلے اور دونوں دربانوں کو امن شن ہو کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد سفید رنگ کی سٹے ماڈل کی مرسیڈز کار کونھی سے نکلی اور تیزی سے چل کر اسی سمت کو آنے لگی بعد میں عمران کی کار کھڑی تھی۔ باقی ساتھی بھی چونکہ عمران کو سائینس مرد کی طرف متوجہ ہو کر چلے گئے تھے دیکھ چکے تھے اس لئے وہ سب بھی گردنیں موڑ کر اسی طرح دیکھنے لگے اور ظاہر ہے انہوں نے بھی بھاگ سے کار کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد کار ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کے شیشے کھڑے تھے لیکن چونکہ کار بھاگ سے سڑک عمران کی کار کی طرف آئی تھی اس لئے عمران نے فرنٹ سکرین سے اندر موجود افراد کی ایک جھلک واضح طور پر دیکھ لی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور تھا جب کہ عقبی سیٹ کے ایک کونے میں ایک گنہگار جھکتا ہوا اسے نظر آیا تھا۔ جھٹنے والا شاید جان

بوجھ کر بچے کی طرف جھٹک کر بچھا ہوا تھا تاکہ فرنٹ سکرین سے بھی اسے پوری طرح نہ دیکھا جاسکے اس لئے عمران کو صرف گنہگار نظر آیا تھا۔ ایک گنہگار عقبی سیٹ پر رکھا ہوا نظر آیا ہے اور کم از کم یہاں کی عورتیں اپنی بدذوق نہیں ہو سکتیں کہ کونھی ہو جائیں۔ اس لئے یہ تو طے ہے کہ کار میں باوام رہتا نہیں ہے۔ سورمانے جو علیہ بتایا تھا اس میں اس نے گئے پن کا کوئی حوالہ نہ دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور غیر متعلقہ آدمی ہے..... عمران نے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں سے بچنے کے لئے وہ کار میں گنہگار کی جھٹکا ہو اور کسی خاص جگہ چلے کر وہ سر پر کوئی دگ رکھ لیتا ہو عام آدمی کو اس طرح کے کھڑکیوں کی کیا ضرورت ہے جب کہ یہاں دھکم میں اب تک کوئی کار بھی کھڑکیوں والی نظر نہیں آتی کہ ہم انھیں کے کھڑکیوں یہاں فیشن میں شامل ہیں.....“ صفدو نے کہا۔

”جہاں بات واقعی سمجھ میں آتی ہے۔ چلو چیک کر لیتے ہیں کہ یہ گئے صاحب کہاں جاتے ہیں.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو سڑک کر کے سڑک کی طرف موڑا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ سڑک پر خاصی ٹریفک تھی لیکن عمران کار کو خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھانے لے گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے سفید مرسیڈز کو دور سے چیک کر لیا اور یہ اچھا ہوا کہ وہ بدوقت نہ آئے تھے وہ آگے چوک پر آ کر کار کسی طرف کو سڑجاتی تو وہ مجلس جاتے لیکن اب کار ان کی نظروں کے سامنے تھی۔ عمران نے سفید کار دیکھتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ درمیان میں

دہر جانے لگا اور پھر حقیر۔ تاکہ اگر اندر اس سورما والے اڈے کی طرح کوئی سائنسی انتظام ہو تو اس سے نمٹا جاسکے۔ عمران نے کہا اور مقصد اور حقیر اپنے کتوں میں سے کیپول فاؤز کرنے والے مخصوص پھلتز لے کر تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کار کے قریب صدیقی اور یعقوب رہیں گے۔ باقی میرے ساتھ آئیں۔ عمران نے کہا اور کیپٹن عقیل اور نعمانی اس کے ساتھ درختوں سے نکل کر آگے بڑھتے گئے۔ حقیر عمارت کی دائیں طرف تھا اس لئے عمران کیپٹن عقیل اور نعمانی سمت سرک کر اس کر کے عمارت کی بائیں طرف کو بڑھ گیا جب کہ کیپٹن عقیل کو اس نے ایک درخت کی اوٹ میں رک کر سامنے بھانگ پر نظر رکھنے کے لئے کہہ دیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد بھانگ کھلا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور حقیر دونوں ہی بھانگ سے باہر نکلے اور مخصوص انداز میں او۔ کے کا اشارہ دیتے گئے تو کیپٹن عقیل نے آواز دے کر بائیں طرف موجود عمران اور نعمانی کو بلایا اور چند لمحوں بعد وہ سب بھانگ پر پہنچ چکے تھے۔

”اندرو چھ افراد ہیں۔ چار برآمدے ہیں اور اندرو علیحدہ علیحدہ کمروں میں ہے ہوش بڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سر سے گنگا ہے۔ کار کے اندرو ڈرائیور بھی ہے ہوش بڑا ہوا ہے۔“ صفدر نے کہا۔
”اس کا مطلب ہے جہاز اوگ والا انڈیا فلڈ ٹائٹ ہوا۔ بہر حال آؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بھانگ کی طرف بڑھ گیا اور اچانک حقیر کے ساتھ وہ ایک دختر خا کرے میں پہنچ گیا جہاں میز کے نیچے ایک

چار کار ہیں تھیں اس لئے عمران ان کاروں کے نیچے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ ہر طرے کے بعد درمیان میں دو کاریں روک گئیں۔ کافی دور جا کر سنا کار دائیں طرف جانے والی ایک بانی روڈ پر سرک ان کی نظروں سے غائب ہو گئی بانی روڈ کے آغاز پر ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا جس پر کسی پورٹریٹ فیلڈ بنانے والی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کار سے آگے جانے والی کار میں اس بانی روڈ پر مزے بغیر آگے بڑھ گئیں مگر عمران نے کار کو اس بانی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ دونوں طرف گھنے درخت تھے اور درمیان میں سرک بھی بل کھاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی عمران خاموشی سے کار دوڑاتا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر ایک ڈھلوان اترتے ہوئے اسے نیچے گہرائی میں ایک سفید رنگ کی عمارت کے گیٹ میں کار داخل ہوتی نظر آئی۔ پورٹریٹ فیلڈ والی کمپنی کا بورڈ اس گیٹ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا۔ جب کہ سرک اس عمارت سے آگے جا رہی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ عمران نے کار آگے لے جا کر درختوں کے ایک جھنڈ پر روک دی۔

”وہ سفید کار اس عمارت میں گئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں اندر جا ہوگا۔“ عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے کار سے نیچے اتر گئے۔ صفدر تم عمارت کی عقبی طرف جاؤ اور حقیر سائیکل کی طرف دو نور چار چار ہے ہوش نکرے والے کیپٹنوں اندرو فاؤز کرو گے اور پھر دس منٹ بعد اندرو کو کار اندرو کی صورت حال معلوم کر کے باہر آؤ گے۔ پہلے صفدر

مگر تم تو انتہائی سفاک لوگ ہو۔ تم تو مجھے مار ڈالو گے۔
 راہد نے انتہائی خوفزدہ ہو کر کہا۔

ہم سفاک صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راہد کا خوف سے سکڑا ہوا ہجرہ بھال
 ہونے لگ گیا۔

”پھر میں بات کروں جیسا ہے۔۔۔ راہد نے اجازت طلب
 نظروں سے کہا۔

”ہاں لیکن خیال رکھنا اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے یا کوئی غلط
 حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔“ عمران
 نے سردی سے کہا۔

”مہم۔۔۔ میں جانتا ہوں میں کوئی دھوکہ نہ کروں گا۔“
 راہد نے کہا اور اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ایک ٹریکنگ سی ایڈجسٹ
 کرنی شروع کر دی۔

”سی بی۔ ایچ جیف انڈیا ٹک یو اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری
 سی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی جو بے حد سخت تھا اور عذاب میں راہد نے وہی
 بات دہرائی جو عمران نے اسے بتائی تھی۔

”اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ حالات انتہائی خدوش ہوتے جا رہے
 ہیں۔ تم ایسا کر دو کہ جلیق آؤی کے سب افراد کو حکم دے دو کہ وہ دھکم میں
 نظر آنے والے ہر مشکوک آدمی کی نگرانی کریں اور جس پر شک پڑے ہو
 بنائے اسے افراد کے جہاز سے ایئر کوارٹر بھیجا دیں تم اس پر نقد کر کے

ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور اسے یہ اطلاع دی۔ ابھی میں اطلاع دیکھ رہا
 ہی ہوا تھا کہ اچانک میرا دمخ چکرانے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا۔
 بھو مجھے ہوش آیا تو تم میرے سانس تھے۔“ راہد نے نظروں
 بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے دوبارہ رابطہ کر دیا اور اسے بتا دیا کہ تمہارے خبر نے
 دی ہے کہ اس مہاجر ہونے والے سنور میں سیکشن قمری کا جیف سونا
 ہلاک ہوا ہے اور اس کی جلی ہوئی لاش پلے سے نکلی ہے لیکن اسے
 سکتا ہے۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ
 کہا ہے اور یہ درست ثابت ہوا تو ہم سب خاموشی سے واپس پلے جائے
 گے ورنہ۔۔۔ عمران نے سردی سے کہا۔

”میں نے بالکل سچ بتایا ہے۔ میں تصدیق کر رہا ہوں، لیکن اگر
 میں یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو میرے لئے مسئلہ بن جائے گا۔“
 انتہائی سفاک آدمی ہے۔“ راہد نے کہا۔

”اطلاع درست ہے۔ اس لئے درست ہے کہ یہ آواز ہمارے پاس
 تیار ہوا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو راہد نے اختیار چھوڑ دیا
 اس کے چہرے پر نکتہ انتہائی خوف کے تاثرات ابھرتے۔

”اوہ اوہ۔۔۔ تو تم پاکیشیائی جہنم ہو۔ اوہ۔۔۔ راہد
 خوف زدہ ہو کر کہتا۔

”تم تو اس طرح خوفزدہ ہو گئے ہو جیسے پاکیشیائی جہنم جوت
 ہوتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان سے پاکیشیائی بھجنوں کا پتہ پوچھو گے اور پھر کوئی اہم بات سنا سکتے تھے تو مجھے اطلاع دینا اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابندر نے فلم سراوہ کہہ کر جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور لیپنگ آئل کے الیجمنس کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب تو ہمیں یقین آگیا ہوگا..... رابندر نے کہا۔“

”اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کبھی ریشم پور جھانوی گئے ہو..... عمران نے پوچھا۔“

”نہیں وہاں سوائے خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا اور ہمارے کوئی ڈیوٹی آفسیر ان کو بھی سپیشل پاس دیتے جاتے ہیں اور ان کی بچہ باندھ جینٹل ہوتی ہے..... رابندر نے جواب دیا۔“

”اس میجر جنرل گرونام کا فون نمبر کہاں سے ملے گا..... عمران نے پوچھا۔“

”ڈائریکٹری میں ہوگا۔ مجھے تو کبھی ضرورت نہیں پڑی..... رابندر نے کہا۔“

”او۔ کے..... اب تمہیں یہ پتہ چلے گا جب تک ہم باہر نہ پہنچ جائیں پھر تم جس طرح جی چاہو اپنا کوٹ فلیک کر لینا..... عمران نے اور میز پر کھانا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔“

”شش شکریہ تم واقعی شریف آدمی ہو..... رابندر نے بخار مٹھن لے میں کہا۔“

”تو اس پر میری شرافت ثابت کر دو۔ ورنہ بعد میں میری دلچسپی

ازانے میں مصروف ہو جائے گا..... کرے سے باہر آتے ہی عمران نے تھوڑے محاذ پر ہو کر کہا اور تھوڑے سر ملاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔“

”انہیں یونٹیا بڑے رہنے دو۔ انہوں نے تو ہمیں دیکھا ہی نہیں۔“

”میں اس کا اثر جب تین چار گھنٹوں بعد ختم ہو گا یہ خود ہی ہوش میں آ جائیں گے۔“

”..... عمران نے کہا اور صفحہ نے سر ملایا اور وہ سب چلتے ہوئے چٹانک سے باہر نکلے اور اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد تھوڑے ہی ان کے ساتھ آئے ملا۔“

”اب کیا پروگرام ہے۔ ان کے سیکشن ہیڈ کو ارٹراکٹو تپ چل گیا ہے۔“

”اب باری باری انہیں تباہ کر دیا جائے۔“ صفحہ نے کہا۔“

”نی الحال تو اپنی رہائش گاہ پر چلتے ہیں پھر کوئی پلاننگ بتائیں گے۔“

”عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار مرکز تیزی سے واپس جا رہی تھی۔“

”ہاں..... حریف کو ملنے والی اطلاع درست تھی۔ سورما کی جلی ہوئی لاش جیسے سے لٹکی ہے اور ایک انگوٹھی کی وجہ سے پہچان لیا گیا ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ دھگام کے نواح میں پولیٹری فیلڈ کمپنی کے مالک رائنڈر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم جانتے تو ہو گے کہ یہ رائنڈر دراصل کون ہے؟..... ارجن نے کہا۔

”رائنڈر وہ مادام دستا کا ظہر..... کرگل کلب کی مالکہ مادام دستا کا شوہر ہے اسکا تو مجھے معلوم ہے کیا وہ کوئی اور خاص اہمیت رکھتا ہے؟..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میں معلوم نہیں۔ دراصل میرے سیکشن کا زیادہ تعلق اس کی مخصوص فیلڈ سے رہا ہے اس لئے مجھے اس کی اصل حیثیت کا علم ہے۔ وہ وہی خاص مغرب ہے جس نے حریف کو سیکشن تحری کے اڈے کی حمایت کی خبر دی اور بعد میں سورما کی ہلاکت کی بھی خبر دی اس نے حریف کو جو رپورٹ دی اس کے مطابق سورما کا چہرہ پہچانا جاسکتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ سورما کی لاش اس قدر جل چکی ہے کہ اسے بھرے سے کسی طور پر بھی نہیں پہچانا جاسکتا۔ اسے صرف اس کی انگلی میں موجود مخصوص انگوٹھی سے پہچانا گیا ہے میں نے جب حریف کو یہ بات بتائی تو حریف حیران رہ گئے چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر رائنڈر سے مل کر یہ معلوم کروں کہ اس نے اس قدر غلط رپورٹ کیوں دی ہے چنانچہ حریف کے حکم پر میں نے جب اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تو اس کی بیوی مادام دستا نے بتایا کہ وہ کسی غیر ملک میں ایئر بیس کال کے لئے اپنی کمپنی کے

کرشن جھونے سے کمرے میں بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹپل رہا تھا اس کے جبرے پر سرخئی نمایاں تھی۔ اس نے ہونٹ اتنی ڈٹکا سے بچھڑکے تھے جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں منہ کے راستے سانس باہر نہ نکل جائے۔ وہ بار بار اپنی منہاں بچھڑکھول رہا تھا۔ کمرے میں موجود میز پر فون موجود تھا اور کرشن کی نظریں بار بار فون کی طرف اٹھ رہی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی۔ کرشن نے تجبب کو فون کا رسیور اٹھایا۔

”ہیں..... کرشن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارجن بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سیکشن نو کے چیف ارجن کی آواز سنائی دی۔

”ہاں کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا سورما کا؟..... کرشن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

چلو کیا ہے۔..... ارجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ پاکیشیائی بمبھٹوں کو اس رابندر سے کیا سلطنت مل سکتی ہیں۔..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اتنی تفصیل کے باوجود تم بات نہیں سمجھے۔ تمہیں میں نے پہلے بتایا

ہے کہ ہاس کو سودا کے بارے میں رابندر نے غلط اطلاع دی اور وہ

خصوصی ٹرانسمیٹر بھی اس عمارت سے نہیں مل سکا۔ ظاہر ہے۔ پہلی

اطلاع رابندر نے خود دی تھی لیکن دوسری اطلاع اس نے یقیناً ان

پاکیشیائی بمبھٹوں کے کہنے پر دی ہوگی اور اس بات سے مجھے یقین ہے کہ

دراصل یہ پاکیشیائی بمبھٹ رابندر سے چیف کے متعلق غلطی والی

معلومات کی تصدیق کرتا چاہتے تھے۔ کیونکہ رابندر چیف کے متعلق ہم

سے بھی زیادہ جانتا تھا۔..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ..... میں سمجھ گیا واقعی تم نے اجمالی گہری بات سمجھی ہے۔

یقیناً ایسا ہی ہوا اگرچہ چیف کو تم نے اطلاع دی۔..... کرشن نے

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور چیف نے بھی میرے تجزیے سے اتفاق کیا ہے اور ساتھ ہی

چیف نے حکم بھی دیا ہے کہ تم اپنے کمیشن کی فیم کے ساتھ فوری طور پر

میں ہینے کو اور رابندر۔ کیونکہ چیف کو یقین ہے کہ رابندر سے معلومات غلطی

کے بعد یہ پاکیشیائی بمبھٹ لازماً میں ہینے کو اور رابندر حملہ کریں گے۔.....

ارجن نے کہا۔

”کہاں ہے میں ہینے کو اور۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔..... کرشن نے

پاکیشیائی بمبھٹ ہوں گے جنہوں نے سودا کو ہلاک اور اس کے اڈے

ہینے کو اور رابندر ہے اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں اس

ہینے کو اور رابندر کو جانتا تھا چنانچہ میں نے وہاں فون کیا لیکن جب کسی نے کال

رسوائے کی تو میں خود وہاں گیا اور وہاں پہنچ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔

عمارت کا پچانگ کھلا ہوا تھا۔ اندر موجود افراد مختلف جگہوں پر بے ہوش

بڑے ہوئے تھے جب کہ رابندر اپنے دفتر میں کرسی پر مریزا تھا۔ اس کا

کوٹ پیچھے کی طرف سے آدھے سے زیادہ نیچے تھا۔ اس کی دائیں آنکھ کے

ادھر ادر نیچے ایسے نشانات تھے جیسے وہاں کسی نے کیل ٹھوکنے ہوں گوی

اس کے دل میں ہادی گئی تھی جب کہ اس کی سفید مر سیڑ بھی وہ

موجود تھی اور اس کے کوریوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا

بہر حال میری کوشش کے بعد ایک آدمی کو ہوش آگیا اور اس نے بتایا

وہ لوگ مستقل اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ رابندر اچانک بغیر کئی

اطلاع کے آیا۔ اور اپنے دفتر میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہلکی ہلکی آوازیں اٹھنے

سنائی دیں جیسے عمارت سے پھٹتے ہیں اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔ دیکھ

نہیں نے اپنے طور پر حیرت کیا ہے۔ وہاں اس سفید مر سیڑ کے علاوہ

کسی گاڑی کے نشانات نظر نہیں آئے۔ البتہ چند افراد کے عقبی طرف

سائیکل کی دیوار کے ساتھ بیروں کے واضح نشانات نظر آتے ہیں۔ اس نے

میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے نو

کے گئے پھر کچھ لوگ اندر آئے۔ انہوں نے یقیناً رابندر سے پوچھ گچھ کی

پھر اسے گولی مار کر خاموشی سے واپس چلے گئے اور مجھے یقین ہے کہ یہ

پاکیشیائی بمبھٹ ہوں گے جنہوں نے سودا کو ہلاک اور اس کے اڈے

ہائے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ میں ہر نیم لے کر وہاں چلا جاتا ہوں لیکن چیف سے رابطہ کیسے ہوگا؟..... کرشن نے کہا۔

"میر جرنل گردنام کو فون کر کے جب تم بلیک ہاؤنڈز کا حوالہ دو گے تو چیف سے بات کرادی جائے گی۔..... دوسری طرف سے ارجن نے کہا اور کرشن نے او۔ کے کہہ کر دسیور دکھ دیا۔ فون انڈا کرنے کے دوران "میر کے پیچھے دھکی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا اس نے دسیور دیکھتے ہی اس نے سر کرسی کی پشت سے لٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں اس کی بیٹھائی پر ٹھکوں کا بال سا پھیلا ہوا تھا۔

"چیف نے زیادتی کی ہے۔ مجھے سائیڈ پر کر دیا ہے اور ارجن کو مجھ پر زنجیر دے کر فیملی میں ان اینجنٹوں کے خلاف کام کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔..... کرشن نے خود کلائی کے سے انداز میں کہا اور پھر آگے کی طرف ٹھٹک کر اس نے دسیور اٹھایا اور تیزی سے سیر ڈاگل کرنے شروع کر دیتا۔

"میں گپتا انڈ سنز۔..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کرشن ہول رہا ہوں گپتا سے بات کراد۔..... کرشن نے ہانٹ لگے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی تاخوشی کے بعد ایک دوسری آواز ابھری۔

حیرت جبرے لگے میں کہا۔

"آج سے پہلے مجھے بھی مظلوم نہ تھا۔ اب چیف نے خود بتایا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کا میں ہیڈ کو انٹرو سٹیشن پور چھائی میں ہے۔..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویش پور چھائی۔ جو قلعہ کے اندر ہے۔ ادو پھر وہاں میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو انتہائی محفوظ ترین جگہ ہے۔..... کرشن نے حیرت جبرے لگے میں کہا۔

"جہادری بات درست ہے۔ وہ واقعی محفوظ ترین جگہ ہے۔ لیکن چیف کا خیال ہے کہ فوجیوں کو یہ پاکیشیائی لیجنٹ آسانی سے دھوکہ دے سکتے ہیں اس لئے چیف نے سوچا ہے کہ تم اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچے اور ان خصوصیات پر توجہ دے کر جہاں مناسب سمجھے گا جہاں اور جہاں آدھیوں کو تعینات کر دے گا۔ میرے ذمے اس نے دگم میں ان اینجنٹوں کو تلاش کر کے ختم کرنے کا مشن لگایا ہے۔..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے وہاں راتھوری میں جو فون کیا تھا۔ اس میں تم نے حالات بتاتے ہوئے کسی ادن کے تاجر یعقوب کے متعلق بتایا تھا مجھے سو رمانے دام چند کارپوریشن کے آدمیوں کے ذریعے افواہ کے اسی اڈے پر پہنچایا تھا جو تباہ ہوا ہے اس کا کچھ پتہ چلا۔..... کرشن نے کہا۔

"نہیں وہ۔ اس کی بیٹی۔ سب غائب ہیں۔ بہر حال میں انہیں فریض کر رہا ہوں۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا۔..... ارجن نے جواب دیتے

ہاں واقعی..... جہادی بات درست ہے۔ میں واقعی ان کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ جیف شاگل کے ساتھ بے شمار باران سے نکلنا ہو چکا ہے مگر میرا کام براہ راست فیملی سے متعلق نہ تھا لیکن سیکرٹ سروس سیز کو ان میں رہتے ہوئے مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور یہ بھی بتا دوں کرشن کہ اگر واقعی عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہانڈز کا خاتمہ کرنے میں آئے ہیں تو پھر تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم فوری طور پر بلیک ہانڈز سے مستعفی ہو کر مشکبار سے فرار ہو جاؤ..... گپتا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جس فون کرنا پیکار ثابت ہوا..... کرشن نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب..... میں سمجھا نہیں..... گپتا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”سنو گپتا میں بدل نہیں ہوں۔ موت تو ہر حال کسی نہ کسی روز آتی ہی ہے اس لئے مجھے اس کی بھی پروا نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی بہر حال انسان ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا لیکن ایک اور مسئلہ آگیا ہے۔ جیف نے میری اور میرے گروپ کی ڈیوٹی ریش پور چھاؤنی میں لگا دیا ہے جب کہ بلیک ہانڈز کے ایک اور سیکشن کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کی اجازت دی ہے۔ میں نے جس فون اس لئے کیا تھا کہ تم میری مدد کرو تو میں دوسرے سیکشن جس کا سربراہ ارجن ہے، سے

”اسی طرح کرشن گپتا بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ آج اتنے عرصے بعد کیسے یاد کر لیا..... بونے والے کے لہجے میں بے لطفی تھی۔

”جی بات یہ ہے کہ آج جہادی ضرورت بڑھ گئی ہے..... کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے گپتا و فی آواز میں ہنس پڑا۔

”جلے ٹھیک ہے تم نے گھما چرا کر بات کرنے کی بجائے صاف بات کر دی۔ حکم کرو..... گپتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جہیں یہ تو معلوم ہے کہ میرا تعلق بلیک ہانڈز سے ہے..... کرشن نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح معلوم ہے کیوں..... گپتا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”آج کل بلیک ہانڈز کے ستارے گردش میں ہیں..... پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جہاں آیا ہوا ہے۔ بلیک ہانڈز کے خاتمے کے لئے..... کرشن نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ..... کیا جہاد مطلب علی عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہے..... گپتا کی حیرت سے متعلق ہوئی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے وہی ہوگا۔ میں لٹری اٹلی جنس میں رہا ہوں۔ لٹری اٹلی جنس کا واسطہ عمران اور اس کے آدمیوں سے بہت کم پڑا ہے۔ جب کہ تم کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو اس لئے تم اس گروپ کے بارے میں کچھ زیادہ جانتے ہو گے..... کرشن نے کہا۔

جیلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے سرخرو ہو سکوں۔.....
کرشن نے کہا۔

”جہیں تو جان بچانے کا قدرت کی طرف سے چانس مل رہا تھا۔
بہر حال تم ناراض ہو رہے ہو اس لئے میں اپنی بات نہیں دوہراتا۔ مجھے
معلوم ہے کہ تم فخری طور پر صدی آدمی ہو اس لئے میرے کہنے پر بازی نہ
آؤ گے لیکن جہادی کیا مدد کر سکتا ہوں جہیں معلوم ہی ہے کہ میں
نے جب سے سیکرٹ سروس چھوڑی ہے اس سے متعلقہ ہر قسم کا کام بھی
بند کر کے اپنے بزنس کی طرف متوجہ رہا ہوں۔.....“ گپتانے کہا۔

”جہاد سے یہاں ناہر حلیہ سے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ ان کے
ایک بین الاقوامی ناہر یعقوب کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کا تعلق
حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے اور پاکیشانی و بھنگنوں کو اس نے
پتہ دے رکھی ہے۔ اگرچہ یعقوب کو تلاش کر رہا ہے لیکن وہ مل نہیں رہا
اگر وہ مل جائے تو انتہائی آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس
کیا جاسکتا ہے اور ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں تو عمران کا خاتمہ میرے لئے
مشغل نہ ہوگا۔.....“ کرشن نے جواب دیا۔

”یعقوب.....“ اودھک ہے۔ مجھے بھی ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ وہ
حریت پسندوں کے کسی بڑے گروپ سے متعلق ہے اور میں یہ بھی سمجھ
گیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس کے متعلق کیسے پتہ چلا ہوگا اس کی لڑکی
زرنہ کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ پر یہ کیا گیا تھا اور وہاں موجود
تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ زرنہ کو بے ہوشی

کے عالم میں پولیس نے کسی بارغ میں پڑا ہوا پایا ہے۔ زرنہ نے بتایا کہ
اسے نقاب پوش اغوا کر کے لئے گئے تھے لیکن جب وہ ان کے نقاب پوش
چلیں کے سامنے پہنچی تو اس چیف نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ غلط لڑکی
کو پکڑ لائے ہیں، چنانچہ اسے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اس کی آنکھ ہسپتال
میں کھلی۔ مجھے یہ تفصیل اس لئے معلوم ہے کہ میں دگام کی دشمن ناہر ان
کا صدر ہوں اور یعقوب بھی دشمن کا اعلیٰ عہدے دار ہے اس لئے اس کے
غیر نے فوراً مجھے اس واقع سے مطلع کیا تھا بقول اس کے یعقوب بیرون
ملک گیا ہوا ہے اس لئے میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تھا اور پھر
پولیس نے مجھے زرنہ کی بلایائی کی خبر دی تھی اور میں مطمئن ہو گیا لیکن
اب جہادی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز نے اسے اغوا
کیا ہوگا اور اس سے یقیناً تم لوگوں نے اس کے باپ یعقوب کے بارے
میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور شاید اس نے یعقوب غائب ہو گیا ہوگا۔
.....“ گپتانے کہا۔

”یہ کام سورا نے کیا ہوگا۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ خود بھی مارا گیا ہے
سورما بلیک ہاؤنڈز کے ایک سیکشن کا ناہرارج تھا۔ بہر حال تم بتاؤ کہ تم
یعقوب کو تلاش کرنے میں ٹیری مدد کر سکتے ہو۔ ویسے یہ بتادوں کہ
یعقوب ملک سے باہر نہیں گیا کیونکہ اس سورا نے یعقوب کو جہاں کے
ایک اور گروہ کے ذریعے اغوا کر کے اس اڈے پر منگوایا تھا۔ اس کے بعد
اس کی لڑکی کو شاید اس لئے اس نے اغوا کر لیا ہوگا کہ اس کی وجہ سے
یعقوب کی زبان کھلائی جاسکے۔ اور اب میں بات سمجھ گیا ہوں کہ

پاکیشیائی ہتھکنوں کو اس کی بیٹی کے اغوا اور اس اڈے پر پہنچنے کا علم ہو گیا ہوگا۔ جتنا غم انہوں نے وہاں رہا کیا۔ اور یعقوب اور ذرینہ کو چھوڑ دیا اور سورما کو بھی ہلاک کر دیا اور اڈے کو بھی تباہ کر دیا۔ پولیس کے سامنے کہانی بنانے کے لئے ذرینہ کو اس انداز میں سامنے لایا گیا ہوگا۔

کرشن نے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہوگا بہر حال اب یعقوب کو تلاش کرنا ہے۔“

گیتا نے کہا۔

”ہاں۔“ کرشن نے جواب دیا۔

”تم فکر نہ کرو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر میں معلوم کر لوں گا کہ یعقوب کہاں ہے۔ تم اپنا فون نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر دوں گا۔“

گیتا نے کہا۔ اور کرشن نے اسے اپنا موجودہ فون نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ گیتا تیز آدمی ہے۔ ضرور اس کا کونج نکال لے گا۔ میں چیف سے بات کر لوں گا کہ ایک دو روز مزید وہاں جانے کے مل جائیں۔“

کرشن نے جلد لگے خاموش رہنے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انگواڑی کے نمبر ڈائل کر کے وہاں سے رمیش پور چھاؤنی کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

”رمیش پور فورٹ۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔“

”میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔ میں چیف سے کرنا چاہتا ہوں؟“

کرشن نے کہا۔

”تپ کا نام اور سیکشن۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔“

”کرشن چیف آف سیکشن ون۔۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔“

”او۔۔۔۔۔۔ کے بولڈ فون کریں۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔“

”ایسے کرشن۔۔۔۔۔۔ ارجن نے ہمیں تفصیلات بتا دی ہوں گی۔“

چیف نے کہا۔

”ہاں ہاں۔۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔“

”مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی مجسٹ رمیش پور چھاؤنی میں گھس کر سین ہیل کو اڈر تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے جہاں چیکنگ کے لئے میں نے جہاز اور جہازے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح مجھے تسلی رہے گی۔“

چیف نے کہا۔

”یہ تپ کی سہرا پانی ہے جناب کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے لیکن اگر وہ لوگ اُدھر نہ آئے تو میں وہاں بیکار بیٹھا رہوں گا اس لئے اگر تپ پسند فرمائیں تو میں اپنا پینٹل گروپ وہاں بھجوا دوں اور خود دوسرے گروپ کے ساتھ ان پاکیشیائی ہتھکنوں کے خاتمے کے لئے کام کر دوں۔“

کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا کر لو۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”غیر یہ جناب آپ بے فکر رہیں میں انہیں اس قافلے ہی نہ چھوڑوں گا کہ وہ آپ کی طرف رخ کر سکیں۔ آپ مجھے بتا دیں کہ میں گروپ کو کہاں

بھجھوں..... کرشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیف نے تفصیل بتائی شروع کر دی۔

”میں سر میں ابھی گروپ کو بھجھا دیتا ہوں..... کرشن نے کہا اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر اس نے ہاتھ مار کر کڑیل دیا اور پھر اپنے نمبر نو کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے گروپ تیار کرنے اور اسے زمین پر چھاؤنی بھجوانے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر ان ہدایات سے فارغ ہو کر اس نے رسیور دکھائی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرشن نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

”میں..... کرشن نے کہا۔

”گپتا بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے گپتا کی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ اتنی جلدی تو مجھے جہاز کی کال کا خیال تک نہ تھا..... کرشن نے چونک کر کہا۔

”ہاں اتفاق سے میری پہلی کوشش ہی کامیاب رہی ہے اور نہ صرف میں نے یعقوب بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھی پتہ چلا دیا ہے اور یہ جہاز لے اہٹائی سہری موقع ہے..... گپتا نے اہٹائی پر جوش لگنے میں کہا۔

”اوہ اوہ جلدی بتاؤ۔ کیا تفصیل ہے..... کرشن کا لہجہ بھی قدرتی طور پر جوش ہو گیا تھا۔

”یعقوب اس وقت بادامی بارش کی ایک کوٹھی نمبر بیس میں موجود ہے،

اور عمران اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود ہیں..... گپتا نے کہا تو کرشن اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

”اس قدر حقی معلومات تمہیں کیسے مل گئیں..... اور وہ بھی اس قدر جلد..... کرشن نے کہا۔

”مجھے یقین تھا کہ تمہیں میری بات پر شک ہو گا۔ بہر حال میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ میں نے کہا ایک خفیہ گروپ بنایا ہوا ہے۔ پرنس سے ہٹ کر ایک مخصوص مقصد کے لئے۔ یہ اہٹائی خفیہ گروپ ہے، بہر حال میں نے اس گروپ کے ذمہ یعقوب کی تلاش کا کام ڈال دیا اور پھر مجھے فوراً ہی اطلاع مل گئی کہ یعقوب کی مخصوص کار کو بادامی بارش میں دیکھا گیا، لیکن اس میں سوار آدمی کا قہر قامت تو یعقوب سے ملتا تھا لیکن پھر مختلف تھا کہ کار کو ٹھنی نمبر بیس میں پہلی گئی تو میرے آدمیوں نے اندر ایک مخصوص ڈسکافون پہنچایا تو پتہ چل گیا کہ کار میں سوار قوی یعقوب ہی تھا۔ اور وہاں کئی افراد کی آوازیں سنائی گئی ہیں، جن میں ایک نام پرنس کا بھی مل گیا ہے، چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی تو میں نے ٹھنی فون کر دیا..... گپتا نے کہا۔

پرنس..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران کا ایک کوڈ نام پرنس آف ڈسپ بھی ہے..... گپتا نے کہا تو کرشن بے اختیار کرسی پر ہی اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ وری گڈ گپتا..... تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ بے حد شکر ہے..... کرشن نے جلدی سے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور

تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر فرح اور کامیابی کا
واقعہ تاثر موجود تھا۔

”یہ لوگ اس قدر جلد اپنے سیکشن ہیڈ کو رٹرنز کیسے تبدیل کر لیتے ہیں؟“
..... عسکر نے سلسلے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ
سب اس وقت ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ یعقوب نے انہیں ایک
بار پھر اطلاع دی تھی کہ سورمانے جن عمارتوں کی بطور سیکشن ہیڈ کو رٹرنز
نشانہ دیا ہے ان کی بھی غالی پڑی ہیں۔ تو عمران نے اسے ایک اور ہدایت
دے کر واپس بھیج دیا تھا۔ البتہ یعقوب کے چہرے پر اس نے سیک اپ
کر دیا تھا تاکہ ہلکی ہانڈ زوالے اسے پہچان نہ سکیں اور وہ سب یعقوب
کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”صرف آوی ہی ہوتے ہیں ان کے ہیڈ کو رٹرنز میں۔ وہ اطمینان سے
بیول پلٹتے ہوئے دوسری عمارت میں چلے جاتے ہیں اور ہیڈ کو رٹرن غالی ہو
جاتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب اس طرح آنکھ پھولی آخر کب تک چلتی رہے گی۔“.....

نعمانی نے کہا۔

”جب تک آنکھ مستقل طور پر بند نہیں ہو جاتی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہی عمران صاحب نعمانی کی بات پر مجھے بھی یاد آگیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز ایک خاصی بڑی تنظیم ہے۔ ہزاروں نہیں سینکڑوں لوگ تو بہر حال اس میں موجود ہوں گے اور اگر بغرض محال ہم ان سب کا خاتمہ بھی کر دیں تو کیا نئے لوگ نہیں آسکتے۔ ہم کب تک اس چکر میں پڑے رہیں گے..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں صفدر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بلیک ہاؤنڈز نامی تنظیم مجاہدین لیڈروں کے خلاف قائم کی گئی ہے تاکہ مجاہدین کی قیادت کا خاتمہ کر کے تحریک کا خاتمہ کیا جاسکے۔ ورنہ تمام مشہوریوں اور عام مجاہدین کے لئے تو پولیس اور فوج ہی کافی تھی اور ہم بھی اس اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کے لیڈروں کا خاتمہ ہی دراصل اس تنظیم کا خاتمہ ہے جب تک نئے لوگ آئیں گے جب تک نئی تنظیم بنے گی۔ جب تک شاید مشہوریوں کی تحریک کا سیلاب بھی ہو چکی ہوگی۔ اب دیکھو بلیک ہاؤنڈز کے چار سیکشنز تھے جن میں سے دو کے لیڈروں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یقیناً ہمارے اس معمولی سی کوشش نے بلیک ہاؤنڈز کو اس قدر ہلکا دیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص مشن پر کام کرنے کی بجائے ہمارے خلاف کام میں مصروف ہے۔ باقی دو سیکشنز کے چیئرس اور چیف ہاں کے خاتمے کے بعد یقیناً اس تنظیم کو نئے سرے سے

حکومت کا فرسٹاں کو قائم کرنا پڑے گا اور اس میں ظاہر ہے وقت لگے گا اور اس وقت تحریک جس سطح پر ہے اس میں موجودہ وقت انتہائی فیصلہ کن ہے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تب کی بات درست ہے..... صفدر نے کہا۔

”مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے کہ اس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر سٹی پور بھادنی میں ہے۔ جب بھادنی تباہ ہوگی تو یقیناً یہاں موجود ہارستانی فوج کی کمرٹوٹ بنائے گی اور یقیناً بین الاقوامی طور پر بھی سمجھا جائے گا کہ مجاہدین کی کاروائیاں اب اس سطح تک پہنچ گئی ہیں کہ وہ فوجی بھادنیاں جہاد کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس لئے یقیناً تحریک آزادی کو بے پناہ قوت حاصل ہوگی..... حور نے کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ اس سے کافرستانی فوج کا مورال بے حد گر جائے گا وہ مجاہدین سے خوفزدہ ہو جائے گی اور مجاہدین کی تحریک قوت پکڑ جائے گی..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیوں ملٹری کے ہیڈ کوارٹر کو ہی جہاد کر دیا جائے..... صفدر نے کہا۔

”ابھی نہیں..... جب تک ہم اپنا مشن مکمل کر لیں اس کے بعد اس کے بارے میں سوچیں گے۔ ویسے ان سیکشنز ہیڈ کوارٹرز کے دوسری بار خالی ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے سوراٹے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور انٹر سٹریٹس بران کے چیف کی مخصوص فریکوئنسی پر کال انڈے ہونے کا مطلب ہے کہ انہیں یہ بھی

معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے رابندر سے رمیش پور جھڑانی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب یقیناً وہاں وہ لوگ بے حد بکراؤ چکے ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

نے کہا۔

”کبھی وہ جھڑانی ہی خالی نہ کریں۔..... متویر نے چونک کر پوچھا۔“
”جھڑانیاں اتنی ہلدی خالی نہیں ہوتیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ جھڑانا دفاعی لحاظ سے اس قدر مضبوط ہے کہ اسے جہاز کرتا بھی آسان نہیں ہے بلکہ تجھے یقین ہے کہ وہ لوگ اسے ہمارے لئے جال کے طور پر استعمال کریں گے۔..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات جواب دیتا۔ کال ہیل میٹے کی آواز سنائی دی اور وہ سب جھونک پڑے۔“

”یعقوب آیا ہو گا۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اٹھ کر کمرے سے باہر گیا اور پھر چند لمحوں بعد یعقوب کمرے میں آگیا۔ چونکہ اس کا میک اپ عمران نے کیا تھا اس لئے سب اسے اس میک اپ میں پہچان گئے تھے۔
”کیا رہا یعقوب۔..... عمران نے پوچھا۔“
”سارا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ پرنس۔..... یعقوب نے سر ہٹھکتے ہوئے کہا۔“

”ہی گلو کیا تفصیل ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔“
”پرنس جھڑانی کے عقبی طرف پہاڑیوں میں ایک بستی ہے۔ نام ناگورہ ہے۔ سارا سامان اس بستی میں بچا دیا جائے گا۔ ہم دھکا پہنچے تو حق شہر سزا پور جائیں گے۔ وہاں سے بیسوں کے ذریعے ہم اس میں ایک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔..... یعقوب نے جواب دیا اور پھر

”میان مشن کے سلسلے میں تفصیلی بات چیت ہونے لگی۔“

”میں آپ کو رات کو آکر لے جاؤں گا۔ ہم رات کو سفر کریں گے اور نیے راستوں سے جہاں ملزوی اور پولیس کو علم نہ ہو سکے گا۔..... یعقوب

”فحشک ہے۔ دیکھئے بھی دن کے وقت باہر ہماری نگاش زور شور سے ماری ہو گی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

”ظاہر ہے پرنس۔..... یعقوب نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

”میرا خیال ہے اب کھانا کھا لیا جائے اور کچھ در ریٹ کر لیا جائے

اک رات کو جب ہم مشن پر روانہ ہوں تو پوری طرح تازہ دم ہوں

..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سارے ساتھی سر ملاتے

دنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ یہاں خوراک کے بند ڈبے یعقوب کی

لطف سے خاصی تعداد میں مہیا کر دیئے گئے تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ

مب ڈاننگ روم میں بیچ کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی

لگنا کھایا ہی جا رہا تھا کہ اچانک عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنی ناک پر رک دیا

اس کے ساتھ ہی کھانا کھاتے ہوئے عمران کے ساتھیوں نے چونک

اور عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے کوڑکی مدد سے انہیں بتایا کہ اسے

چاہوش کرنے والی گیس کی بجلی ہو محسوس ہوئی ہے۔ اور اسی لمحے

ان سے تیسری کمری پر یہ چٹا ہوا یعقوب نکلتا ہوا کمری سے نیچے جا

داؤں سے محسوس و حرکت ہو چکا تھا۔

تک باقی ساتھی اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پہلے ہی مطلب

اندرو گیس کی بوتیز ہو گی یہ کھلی جگہ ہے اس لئے جتھ منٹ رک جاؤ
 اچانک اسی ربو الور والے کی ہلکی سے آواز عمران کو سنائی دی۔ اور عمران
 کچھ گیا کہ آنے والوں کا لیڈر یہی آدمی ہے۔ اب عمران نے آہستہ آہستہ
 سانس لینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس نے جس گیس کی ہلکی سی بوتیز گھسی
 تھی وہ اس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گیس پانچ منٹ بعد فضا
 میں لپٹنے اثرات ختم کر دیتی ہے۔ اور عمران کا اندازہ تھا کہ پانچ منٹ ہو
 گئے ہیں۔

آؤ اندر چلیں۔ اس لیڈر نے اچانک کہا اور پھر وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے جتھ قدم اٹھائے اچانک
 عمران نے سائینسٹر لگاؤ ربو الور کا ٹریڈر دیا اور پھر وہ پھلی کی سی تیزی سے
 مسلسل ٹریڈر دباتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی آنے
 والوں کے حلق سے بے انتہار جتھیں فٹکیں دور دور اچھل کر نیچے گرے لیکن
 وہ آدمی تیزی سے واپس دوڑ کر صحن کے کونے میں دارم کی اوٹ لینے کیلئے
 لپکے۔ جن میں وہ ربو الور والا بھی تھا کہ دوسرے لئے وہ دونوں بھی چھٹے
 ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ ربو الور والا نیچے گرتے ہی پھلی کی سی تیزی سے
 اٹھ کر سائینسٹر لگاؤ کی طرف دوڑنے ہی لگا تھا کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ
 ہی گولی اس کے کولہ پر پڑی اور وہ جتھ ہوا منہ کے بل نیچے گر گیا اور اس
 نے بار بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا جب کہ پہلے گولیاں
 کھانے والے افراد میں سے جتھ وہ تک ساکت ہو چکے تھے جب کہ تین
 افراد ابھی تک پانی سے ٹپکنے والی پھلی کی طرف چڑھ رہے تھے۔

تھا کہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ کر اپنا سانس روک چکے تھے۔ عمران نے آہستہ
 سے کمری کو بچے کھٹکایا اور اٹھ کر تیزی سے ڈاسٹک روم کے دروازے کی
 طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی لیکن ان سب کے
 پھرے سانس روک لینے کی وجہ سے سرخ ہونے شروع ہو چکے تھے اور ان
 کے جسموں میں تیزی کی بجائے ٹرکھواہٹ مٹاپاں تھی۔ بے ہوش کر دینے
 والی گیس نے ان کے ذہن پر بہر حال کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا تھا لیکن
 کمرے سے باہر نکلے۔ اسی لمحے عمران ایک اور کمرے کے دروازے سے نکلا
 تو اس کے ہاتھ میں سائینسٹر لگاؤ ربو الور موجود تھا اور وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران برآمدے میں پہنچتے ہی تیزی سے ایک
 ستون کی اوٹ میں ہو گیا جب کہ باقی ساتھی بھی مختلف اوٹوں میں کھولت
 ہو گئے۔ اسی لمحے سائینسٹر لگاؤ ربو الور سے ایک آدمی نیچے کودا۔ اس کے ہاتھ میں
 مشین گن تھی اور پھر اس نے رومال سے ڈھانپ رکھا تھا۔ وہ تیزی سے
 چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائینسٹر لگاؤ کھولا اور پھر ایک
 سائینسٹر پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس سائینسٹر پھاٹک سے کیے بار
 دیگرے چھ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان سب نے پھرے رومالوں سے
 ڈھکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سائینسٹر لگاؤ ربو الور
 جب کہ باقی افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ سب کو غصی ج
 داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے تھے کہ سائینسٹر لگاؤ ربو الور والے نے ہاتھ بٹ
 کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب وہیں رک گئے البتہ ان سب کی
 نظریں اندرونی عمارت کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔

”اس ریلوے والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔“ عمران نے ستون کی اوٹ سے نکل کر چھپتے ہوئے افراد کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ریلوے سے کیے بعد دیگرے تین گولیاں اور نہیں اور چھپتے ہوئے افراد ایک جھٹکا کر سکتے ہو گئے عمران ان کی لاشیں پھلاکتا ہوا سائیڈ پھانک کی طرف بڑھا اور دوسرے لئے اس نے سائیڈ پھانک کے باہر موجود دونوں ستونوں کے درمیان رک کر سر باہر نکالا اور دائیں بائیں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی تیز نظریں وہاں سے تقریباً پچاس گز دور نیلے رنگ کی ایک کار پر جم گئیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا۔

”باہر نیلے رنگ کی کار مودھو دے جس میں ڈرائیور بیٹھا ہوا ہے“ عقوبی طرف سے جا کر اس کا ہاتھ کر دیا اور پھر اس کی لاش کا رسمیت اندر لے آؤ۔

عمران نے حیرت اور صدیقی سے کہا اور وہ دونوں سے سرھاتے ہوئے عقوبی طرف جانے کے لئے سائیڈ گلی کی طرف دوڑ پڑے۔

”کیپٹن ہیکل اور نعمانی تم باہر برآمدے میں ہی رک کر ٹکرائی کرو گے۔“ عمران نے باقی دو ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑتا ہوا وہیں عمارت کی اندر دینی طرف کو بڑھ گیا جہاں صفدر اس میڈر کو اٹھا کر لے گیا تھا۔

”میڈیکل باکس لے آؤ صفدر اس کی گولی نکال کر بیڈج کر دیں اسے زعدہ رہنا چاہیے۔“ عمران نے بڑے کمرے میں پہنچتے ہی کہا جہاں صفدر نے اس دشمن کو فرش پر لٹایا ہوا تھا اور خود اس کے قریب کھڑا تھا

صفدر نے سر ملایا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے متحک کر اس کی لمبائی یعنی شروع کر دی اور پھر اس کی اندر دینی جیب سے ایک کارڈ نکلتے ہی وہ جو نکل پڑا۔ یہ بالکل ویسا ہی کارڈ تھا جیسا منوہر کی جیب سے نکلا تھا اور پھر کارڈ پر درج تحریر بڑھ کر عمران کی آنکھیں بے اختیار جھک اُنھیں۔ کارڈ پر سیکشن ون اور چیف کرشن کا نام واضح طور پر درج تھا اسی لئے صفدر میڈیکل باکس اور پانی کی بڑی بوتل اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

”سیکشن ون کا چیف کرشن ہے۔ اس کی اس طرح جہاں آند کا سبب ہے کہ ہماری یہ رہائش گاہ کسی شدید خطرے میں ہے۔ ہمیں اسے فوری طور پر خالی کرنا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”ہماری عقوبی طرف ایک کوٹھی پر کرایے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہے۔ وہاں کیوں نہ شفٹ ہو جائیں۔“..... صفدر نے کہا۔

”نھیک ہے۔“ لہذا اسے وہیں چل کر باقی کارروائی کریں گے۔“..... عمران نے کہا اور خود اس نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے یعقوب کو اٹھا کر کاندھے پر لٹا دیا اور سڑک تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ صفدر دشمنی کرشن کو کاندھے پر ڈال کر اور ایک ہاتھ سے میڈیکل باکس اٹھا کر اس کے چہرے پر آگیا جب وہ دونوں برآمدے میں پہنچے تو اس لئے پھانک میں سے وہ نیلے رنگ کی کار اندر داخل ہو رہی تھی جب کہ نعمانی بڑے پھانک کے قریب کھڑا تھا۔

”عقوبی طرف ایک کوٹھی خالی ہے۔ صرف صدیقی اور نعمانی جہاں نہیں گئے۔ باقی سب ساتھی اوپر آجائیں۔“ خطرے کی صورت میں یہ

میں بھی اس کے چہرے پر رشید ترین تکلیف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو..... عمران نے انتہائی رعت لکھ میں کہا۔

تو جہاد خیال ہے کہ میں جہاد سے سوالوں کا جواب دینے کے لئے آیا غلہ ٹھیک ہے۔ میری پلاننگ غلط ہو گئی ہے اس لئے تم نے میرے ماتھیوں کو ہلاک کر کے مجھ پر قابو پایا ہے لیکن میں جہاد سے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔ جہاد جو علی چاہے مجھ سے سلوک کر لو..... کرشن نے ہونٹ بھیج کر انتہائی سخت لکھ میں جواب دیجے ہوئے کہا۔

جہاد جیب سے لٹکنے والے کارڈ نے مجھے جہاد کی حیثیت کا پتہ دے دیا ہے۔ سیکشن فور کا چیف سنوہر اور سیکشن تھری کا چیف سورما میرے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں۔ تریب کے لحاظ سے تو باری سیکشن نو کے چیف از جن کی تمہیں شاید تم نے خود ہی باری تو ذکر آگے قدم بڑھایا ہے اس لئے اب تنبیہ بھی تم خود ہی بھگتو گے۔ تم صرف اسی بنا دو کہ تمہیں ہماری رہائش کا علم کیسے ہو گیا۔ مزید میں تم سے کوئی سوال نہ پوچھوں گا..... عمران نے کہا۔

میں جہاد سے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا..... کرشن نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا تو دوسرے لکھ بری طرح جھجکا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا..... عمران نے اچانک لائٹ کی جھربور ضرب اس کے پہلو میں ماری تھی اور پھر صیغے ہی کرشن نیچے گرا۔ عمران نے پیر اس کی گردن پر دھک

دونوں بھی بغیر کسی مزاحمت کے خاموشی سے وہاں آجائیں گے..... عمران نے تیز لکھ میں کہا اور سانیہ لکھ کی طرف مڑ گیا۔ عقبی طرف ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا کیونکہ تنزیہ اور صدیقی اس کے دہلیے باہر جا کر کارلے آئے تھے۔ صفدر نے دروازے میں رک کر باہر تھاٹکا۔

پہلے لکھیشن ٹھیک کو بھیج دو اندر کو ذکر سانیہ جہانگ کھول دے پھر ہم جائیں گے دروازہ کاندھوں پر موجود ان افراد کی موجودگی کسی بھی طرف سے ہمیں مشکوک بنا سکتی ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لکھیشن ٹھیک کو آواز دی جو سانیہ لکھ سے عقبی طرف آ رہا تھا وہ دوڑ کر قریب آیا اور پھر عمران کی بات سن کر باہر نکل گیا۔ ویسے تو عقبی سڑک خالی بڑی تھی لیکن عمران پھر بھی محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اتنی دیر میں باقی ساتھی بھی اپنا اپنا سامان لے کر وہاں پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس خالی کوٹھی میں منتقل ہو چکے تھے۔ عمران نے معمولی سا آپریشن کر کے کرشن کے کوٹھے سے گولی نکالی اور بیٹنگ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے ہتھ اندھن بھی لگا دیئے اور کرشن کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

تم نے ہماری اس رہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا تھا کرشن..... عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی سر دھکے میں اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ تم۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے..... کرشن نے جواب دینے کی بجائے انتہائی حیرت بھرے لکھ میں کہا اور ساتھ ہی اس نے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹھے کے زخم کی وجہ سے وہ اٹھ کر پہلو کے بل بیٹھ تو گیا لیکن کوند ہوسکا۔ اتنی سی حرکت کرنے

بے ہوش پڑے ہو گئے..... کرشن نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حالانکہ باہر نیلے رنگ کی کار میں جہاز ایک اور سامعی موجود تھا..... عمران نے کرشت لہجے میں کہا۔

"وہ صرف ڈرائیور ہے۔ اس کا فیملی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"..... کرشن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارجن کہاں ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ..... عمران نے کہا۔
"مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کی میری بات فون پر ہوئی تھی وہ علیحدہ کام کر رہا ہے۔ چیف نے اس کی ڈیوٹی جہاز کی تلاش کے لئے لگائی تھی لیکن گپتا کی وجہ سے مجھے پہلے جہاز کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا..... کرشن نے جواب دیا۔

"اور جہاز کی ڈیوٹی کیا تھا..... عمران نے ہنس بھینچتے ہوئے کہا۔
"م۔ م۔ میری ڈیوٹی۔ میری بھی ڈیوٹی تھی..... کرشن نے بول کھلانے ہوئے انداز میں کہا اور عمران نے پیر کو ذرا سا گھما دیا۔ کرشن کی حالت تیزی سے بگڑنے لگ گئی۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں..... کرشن نے ہڈیانی سے لہجے میں کہا اور عمران نے پیر واپس کر دیا۔

"اب اگر جھوٹ بولا تو..... عمران نے خزا تے ہوئے کہا۔
"میری ڈیوٹی چیف کے ہیڈ کو ادھر لڑ لگائی گئی تھی۔ لیکن میں نے چیف سے بات کی اور اپنے گروپ کو وہاں بھجوا دیا۔ کیونکہ میں ارجن سے پہلے

کر اسے گھما دیا اور کرشن کے حلق سے بے اختیار غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے عمران کی لٹات پکڑنے کے لئے اٹھنے والے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے بچے گرے..... اس کا چہرہ یکھٹ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

"بولو رو نہ..... عمران نے پیر تھوڑا سا واپس گھماتے ہوئے کہا۔
"بب بب بتاتا ہوں۔ دیوتاؤں کے لئے یہ عذاب موت وہ۔ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔ بتاتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجھے یہ عذاب نہ دینا ویسے گولی مار دینا..... کرشن نے الٹ الٹ کر اور دھک دھک کر کہا۔

"اگر تم جاک جاؤ تو یقین رکھو کہ میں جہیں زندہ پھوڑ جاؤں گا۔ اگر میں نے جہیں مارنا ہوتا تو میں پہلے جہاز کے کولے کا ڈرائیونگ کرتا۔ ویسے ہی تم پر تشدد کر کے سب کچھ پوچھ لیتا..... عمران نے پیر کو اور زیادہ بچھے کرتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اب چپانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں جہاز کی رہائش گاہ کا علم مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی گپتا کے ذریعے ہوا ہے..... کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

"تم یہاں لٹنے ہی ساتھ چلوں گے ساتھ آئے تھے یا اور سامعی بھی باہر موجود ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"لٹنے ہی ساتھ تھے۔ ہم سب اس لئے اندر آ گئے تھے کہ تم لوگ تو

جہاد اخترمہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہادے گروپ کا انچارج کون ہے۔ وہ گروپ بورڈ میں پورے چھ ماہ کی

گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مزے کرتے ہوئے پوچھا۔

”شش شامسٹری۔ شامسٹری انچارج ہے۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”کیا شامسٹری اور اس کا گروپ بورڈ میں پورے چھ ماہ ہے۔۔۔۔۔ عمران

نے پوچھا۔

”ہاں وہ پورے چھ ماہ ہوگا۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے

پچلے کہ عمران کچے اور پوچھا۔ اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدسوں کی

آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر کمرے اور دروازے کی طرف

دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے صدیقی اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔

”پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئی ہیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور عمران

نے عجلت میں سرٹا دیا۔

”ارے یہ ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ عمران نے مزے ہی چونک کر کہا اور

پھر اٹھ کھڑا۔ شاید اچانک دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اس کے پیچ کا ہلکا

اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کرشن کا ہاتھ ہو گیا تھا۔

”میرے خیال میں ان لوگوں کی چھٹیں سن کر کسی نے پولیس کو فون

کیا ہوگا۔۔۔۔۔ صفدر نے ہنس دیتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔۔۔ اس لئے تو میں نے سائیکسٹرنگ روبرو استعمال کیا تھا

بہر حال تیسرا سیکشن چیف بھی ختم ہو گیا۔ لیکن وہ یعقوب کی کارروائی

کو خفی میں تھی اور پہلے بھی اس کار کی وجہ سے ہماری نفاذ نہی ہوئی ہے۔

۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”کار میں نے باہر کافی دور لے جا کر کھڑی کر دی تھی تاکہ اچانک

چھاپے کی صورت میں کار بھٹس نہ جائے۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”طلحہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن اب ہم یہ کار استعمال نہیں کر سکتے۔

یعقوب گیس سے بے ہوش ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں رات کا

انتظار کرنے کی بجائے ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ

پولیس اس سارے علاقے کی تلاشی یعنی شروع کر دے اور پھر کرشن کے

ساتھیوں کی تلاشیں دیکھ کر وہ ارجن اور اس کا گروپ بھی اوجھڑا اور نہ

پھیل جائے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہٹا دیا۔ صفدر

ایک طرف بے ہوش بڑے ہوئے یعقوب کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب

سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھکنا کھولا اور یعقوب کی ناک سے لگا دیا۔

بعد اُنھوں بعد اس نے شیشی سٹائی اور اسے ڈھکنا لگا کر جیب میں ڈال دیا۔

یہ وہی شیشی تھی جس سے سو ماہ کے اڈے ہیں عمران نے ساتھیوں کو

ہوش دلایا تھا اور یہ شیشی اس وقت سے صفدر کی جیب میں پڑی رہ گئی

تھی۔ چونکہ اس سے تقریباً ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کے

اثرات ختم کیے جاسکتے تھے اس لئے صفدر نے اسے ہی یعقوب پر استعمال

کیا تھا چند لمحوں بعد یعقوب ہوش میں آگیا اور جب اسے حالات کا علم ہوا تو

اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”اوہ اوہ میرے ذہن میں بھی نہیں تھا۔ کار کی وجہ سے مجھے یہاں لیا

جائے گا اور یہ گہنا تو تاجروں کی دھن کا صدر ہے۔ اس کی اس حیثیت کا تو کسی کو علم تک نہیں۔..... یعقوب نے پریشان سے لمحے میں کہا۔

”اب ہمیں رات کا انتظار کرنے کی بجائے جلد از جلد جہاں سے نکل کر اون پہاڑیوں کی طرف جانا ہے جہاں ہمارا مطلوب سامان پھٹکے گا۔ لیکن اب مسئلہ ہے ٹرانسپورٹ کا۔..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے بتاب۔..... کہ ہم ایک ایک کر کے جہاں سے ٹھکیں اور پیدل ہی بس اڈے پر پہنچ جائیں۔ بسوں کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے لیکن صرف اس کے کی حد تک اگر ہم اسلحہ ساتھ نہ رکھیں تو ہم آسانی سے سو پور پہنچ سکتے ہیں۔ سو پور میں ہمیں یہیں مل جائیں گی اور ہم ناگورہ روانہ ہو جائیں گے۔ ویسے سو پور میں ہم جہاں کی نسبت محفوظ بھی رہیں گے۔..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔

”یہ تجھ درست ہے۔..... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو بس اڈے کے راستے اور وہاں پہنچ کر سو پور کی ٹکٹ لینے کے متعلق ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق وہ سب ایک ہی بس میں سفر کریں گے لیکن انتہیوں کی طرح اور اسلحہ ساتھ نہ رکھیں گے چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ سب کمرے سے باہر نکلے اور پھر قند دے کر وہ کوٹھی سے باہر جانا شروع ہو گئے۔ حق کی طرف پولیس سرے سے ہی نہ تھی اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

نبلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ارجن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 ”ہیس۔ ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لکے میں کہا۔
 ”ہاس میں رام لعل بولی رہا ہوں۔ سیکشن ون کے چیف کرشن اور اس کے سیکشن کی لاشیں پولیس کو ملی ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ارجن بے اختیار کرسی سے اٹھل پڑا۔
 ”کیا..... کیا کمرہ ہے ہو۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں۔..... ارجن نے تقریباً چپختے ہوئے کہا۔

”ہیس ہاس مجھے پولیس آفس سے اطلاع ملی کہ باڈی پارٹی کی کوٹھی نمبر ہمیں سے ایک کار ملی ہے جو چیف کرشن کے نام رجسٹرڈ تھی اور پولیس میں موجود میرے نمبر نے یہ نام سامنے آتے ہی مجھے فون کیا۔ کیونکہ وہ بلیک ہاؤنڈز کا بھی نمبر ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ جس جگہ سے کار ملی ہے وہاں سے پانچ افراد کی لاشیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ اس

ان کا کھوج لگا لیا ہوگا، لیکن وہ ان پر قابو نہ پاسکا جب کہ ہمارا پورا سینکشن ان کا اب تک کھوج نہیں لگا سکا۔ کیوں؟..... ارجن نے غصے سے چٹختے ہوئے کہا۔

”ہاس ہم تو لپٹے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہر اہم جگہ پر ہمارے آدمی ڈیوٹی دیے رہے ہیں۔ بے شمار مشکوک افراد کو پکڑ لیا گیا لیکن کوئی بھی پاکیشیائی بمبھٹ نہیں لٹکا..... رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو کرشن کے اسسٹنٹ سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کرشن کو ان کا سراغ کیسے لگتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہی آدمی پھر ہمارے کام بھی آجائے۔“ بڑی کردار مجھے کال کرو..... ارجن نے چٹختے ہوئے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دیا اور پھر مریش پور چھاؤنی کا نمبر داخل کرنے لگ گیا۔ وہ چیف کو کرشن کی موت کی اطلاع دینا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ چیف کے منبر شہر میں موجود ہیں۔ اگر اس نے فوری اطلاع نہ دی تو چیف کا کوئی نمبر اسے اطلاع دے دے گا اور پھر چیف اس سے زیادہ ناراض ہوگا چند گھنٹوں بعد اس کی بات چیف سے کرا دی گئی۔

”چیف میں ارجن بول رہا ہوں آپ کو ایک افسوس ناک اطلاع دینی ہے..... ارجن نے کہا۔

”کیسی اطلاع؟..... دوسری طرف سے چیف نے پوچھا اور ارجن نے رام لعل کی دی ہوئی اطلاع کی تفصیل بتا دی۔

”اور دوسری بات..... یہ لوگ تو بلیک ہاؤنڈز کا مکمل طور پر خاتمہ

اطلاع پر میں فوری طور پر وہاں پہنچا اور میں نے بھیمان لیا کہ یہ چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اس کو فحشی کا مقبی دروازہ بھی تھا۔ چنانچہ میں مقبی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور خون کے قطرے مجھے ایک اور فحشی کی طرف جاتے دکھائے دیے۔ اس کو فحشی پر کراہیے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور اس کو فحشی کا ساتھ بھانگ کھلا ہوا تھا میں اندر گیا تو ایک کمرے میں چیف کرشن کی لاش موجود تھی۔ ان کا چہرہ تعریف کی شدت سے مٹا ہوا تھا یوں لگتا ہے جیسے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو ویسے ان کے کولے میں زخم بھی موجود تھا جس کی باقاعدہ جینزنگ کی گئی تھی اور وہاں ایک میڈیکل باکس اور پانی کی خالی بوتل بھی پڑی ہوئی ہے اس سے میں تو یہی سمجھا ہوں کہ پہلے اس کو فحشی میں جہاں چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ کرشن کے کولے پر گولی ماری گئی اور پھر اسے اٹھا کر اس خالی کو فحشی میں لایا گیا۔ ان کے زخم کی جینزنگ کی گئی پھر ان پر تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ ہوئی اور اس تشدد کے دوران انہوں نے اپنی جان دے دی..... رام لعل نے کہا۔

”بالکل ایسے ہی ہوا ہوگا لیکن واردات کس جگہ ہوئی ہے؟..... ارجن نے ہنس جھپٹتے ہوئے پوچھا۔

”کار اور چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں پادانی بارگ کی کو فحشی نمبر بیس سے ملی ہیں جب کہ چیف کرشن کی لاش کو فحشی نمبر جالس میں پڑا ہوا ہوا ہے..... رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب کچھ یقیناً ان پاکیشیائی بمبھٹوں کا کیا دھرا ہے..... کرشن نے

بات اپنی جگہ درست کی یہ پاکیشانی بہت سلسل انہیں شکست پر شکست دیتے چلے جا رہے تھے اور وہ اب تک ان کا سراغ بھی نہ لگا سکے تھے۔
 باس نے تو اسے سیشن کے ہر آدمی کو باہر نکلنے کے لئے اب کہا تھا جب کہ وہ چلے ہی یہ کام کر چکا تھا۔ باقی باس کا یہ حکم کہ ہر مشکوک آدمی کو گولی مار دی جائے۔ وہ اس حکم پر عمل نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس طرح بے شمار مقامی لوگ مارے جاتے اور دگام میں بے تحاشا قیامت برپا ہو جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ باس نے فیسے کی وجہ سے ایسا حکم دے دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا آخر کس طرح ان لوگوں کا سراغ لگانے کہ لیلیٹون کی گھنٹی بج دھمی اور ارجن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔
 "لیس ارجن بول رہا ہوں۔"..... ارجن نے خشک لہجے میں کہا۔

"رام محل بول رہا ہوں بتاب کرشن صاحب کو جس نے ان پاکیشانی بہتوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس کا پتہ چل گیا ہے اس کا نام گیتا ہے۔ گپتا ایڈل سز کا مالک اور انجمن تاجر ان کا صدر۔ وہ کسی زمانے میں کافرستان سکرت سروس سے متعلق رہا ہے لیکن انتہائی بااثر آدمی ہے۔ اس لئے میں نے خود اس سے بات نہیں کی۔" رام محل نے کہا۔
 "نصیب ہے میں خود اس سے بات کرتا ہوں ارجن نے کہا اور کریڈل دہاکر اس نے تیوری سے انکو انری کے غیر فائل کر دیتے۔

"لیس انکو انری پلیز۔"..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"گپتا ایڈل سز کا خبر دو۔"..... ارجن نے تھکنا لہجے میں کہا اور دوسری

کرنے پر تے ہوئے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان کا ایک آدمی بھی اب تک نہیں پکڑ سکے۔ پہلے منور ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کا سیشن میں نے بند کر دیا پھر سورنا کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب کرشن بھی مارا گیا ہے۔ یہ ہماری کارکردگی ہے کہ پانچ بچے ابھی تو جہاں بلیک ہانڈز کے سیشن جتھوں کا کھیل عام شکار کرتے پھر رہے ہیں اور ہم صرف ان کی موت کی خبریں سننے پر ہی بیٹھ گئے ہیں..... چیف نے حلق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔
 "باس میرا سیشن پورے دگام میں پھیلا ہوا ہے لیکن نجانے یہ لوگ کسی مٹی کے بٹے ہوئے ہیں کہ ان کا سراغ تک نہیں مل رہا کرشن کو اگر ان کا سراغ مل گیا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ مجھے اطلاع کرنا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان پر حملہ کیا جاتا لیکن وہ اکیلا ہی لپٹے چند ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ دوڑا اور مارا گیا۔"..... ارجن نے کہا۔

"سنو..... اب میں مزید کسی کی موت برداشت نہیں کر سکتا۔ اب ہمیں باقاعدہ پلاننگ بنا کر کام کرنا ہوگا۔ تم ایسا کر دو کہ اپنے سیشن کے ہر آدمی کو باہر لے آؤ اور پورے دگام کے گرد گھیر ڈالو اور جو مشکوک آدمی نظر آئے اس سے پوچھ گچھ کی جائے اسے گولی سے اڑا دو۔ اب میں ہر قیمت پر ان کی لاشیں چاہتا ہوں ہر قیمت پر۔"..... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیس باس۔"..... ارجن نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی غمیدہ پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ چیف کی یہ

بڑے کے چکر میں بڑ گیا ہو گا۔..... گپتا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
 "کاش کرشن مجھ سے بات کر لیتا، ہر حال اب میں نے کرشن کی موت
 کا انتقام بھی لیتا ہے اور ان پاکیشٹانی ہیپٹنوں کا بھی ہر صورت میں خاتمہ
 کرنا ہے کیونکہ یہ حریت پسندوں کی حمایت میں میدان میں اترے ہیں اور
 ان کی کاروائیوں کی وجہ سے بلیک ہاؤنڈز کا ہی خاتمہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیا تم
 مجھے کوئی کلیو دے سکتے ہو؟..... ارجن نے کہا۔

"کرشن نے مجھ سے جہاد اڈر کیا تھا ارجن اور چونکہ میں کافرستان سے
 جیت کر رہا ہوں اس لئے میں جہادی بھی عدد کرنے کے لئے تیار ہوں،
 لیکن سیری ایک بات تم بھی یاد رکھنا کہ عمران اور ان کے ساتھیوں کے
 خلاف بغیر منصوبہ بندی کے بھی حرکت میں نہ آنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ
 کرشن جیسا جہاد بھی حشر ہو جائے اور اس طرح بلیک ہاؤنڈز کو فیک اور
 بڑا دھچکے بچھ جائے۔..... گپتا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو گپتا تم بس مجھے ان کا کلیو دے دو پھر دیکھو میں ان کے
 خلاف کیسے کام کرتا ہوں؟..... ارجن نے کہا۔

"فحیک ہے تم اپنا فون نمبر مجھے بتا دو میں ایک بار پھر انہیں تلاش
 کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جیسے ہی مجھے ان کا کوئی سراغ ملا میں تمہیں
 اطلاع کر دوں گا۔..... گپتا نے کہا اور ارجن نے اسے اپنا فون نمبر بتا دیا
 اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور کو بیل پر رکھا
 اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ گپتا آخر کس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائے

طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ارجن نے کریڈل دبا کر بتایا جانے والا نمبر ڈائل
 کر دیا۔

"گپتا ہنڈ سنز۔..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں گپتا سے بات کراؤ۔
 ارجن نے تھکے لہجے میں کہا۔

"میں سر ہونڈ آن کریں۔..... اس بار دوسری طرف سے بولنے والی
 عورت نے ہنسنے لگے میں کہا۔

"ہیلو گپتا بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی
 آواز سنائی دی۔

"مسٹر گپتا۔ میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف ارجن بول رہا ہوں۔
 آپ نے سیکشن چیف کرشن کو ان پاکیشٹانی ہیپٹنوں کے بارے میں بتایا
 تھا ناں؟..... ارجن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں؟..... گپتا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کرشن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ارجن نے کہا
 "اوہ۔ اوہ۔..... جوری بیٹے۔ جوری بیٹے۔..... یہ سب کیسے ہوا۔ گپتا نے
 انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور ارجن نے رام لعل سے ملنے والی
 تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ تو کرشن سے حماقت ہوئی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ عمران اور
 اس کے ساتھیوں کو دینا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اسے تو چاہیے تھا
 کہ اپنا تک اس پوری کونٹری کو میزائلوں سے اڑا دیتا۔ وہ یقیناً انہیں دیکھ

..... جب کہ میرے آدمی اب تک ان کا سراغ نہیں لگا سکے
 ارجن نے بے چینی سے کمرے میں ٹپٹے ہوئے خودکامی کے سے انداز میں
 کہا۔ ابھی وہ ٹپٹے ہوئے اس پوائنٹ پر غور کر رہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلی
 فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارجن نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔

”ہیں ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

”مہاشے بول رہا ہوں ہاں دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ
 سی آواز سنائی دی اور ارجن مہاشے کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا
 کیونکہ مہاشے اس کے سیکشن کا سب سے تیز اور ہوشیار آدمی تھا۔

”ہاں میں نے ان پاکیشیائی ہسپتالوں کا سراغ لگا لیا ہے
 دوسری طرف سے مہاشے کی آواز سنائی دی اور ارجن بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ کہاں ہیں یہ لوگ کہیے لگایا سراغ تفصیل بتاؤ
 ارجن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

”ہاں آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا گھر سو پور میں ہے۔ مجھے گھر سے
 ایک ایمرجنسی کال آئی تو میں فوراً اس میں پہنچ کر سو پور کو روانہ ہو گیا
 اور ہاں میں نے اس بس میں جہاں ایسے افراد کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ایک
 دوسرے سے تو اپنی ہی جگہ لیکن ان میں سے دو نے اچانک ایک دوسرے کو
 مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ میں نے یہ اشارہ دیکھ لیا اور میں چونک پڑا،
 لیکن جب میں نے انہیں باقاعدہ چیک کرنا شروع کیا تو مجھے یوں احساس
 ہونے لگا جیسے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر کوئی ایسا اشارہ نہ کیا
 لیکن چونکہ میرے ذہن میں الجھن موجود تھی اس لئے میں انہیں چیک کرنا

رہا۔ بس سو پور کے قریب پہنچی تو میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ وہ
 سب اس طرح اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں سو پور نہیں اترنا
 لیکن پھر ایک آدمی اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی انہوں نے
 چونک کر اس آدمی کو دیکھا اور اس آدمی کے اثبات میں سر ملانے پر وہ سب
 اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر بس جیسے ہی سو پور کے اڈے پر رکی وہ نیچے اتر
 گئے۔ میں بھی چند دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ ان کی تعداد
 سات تھی اور وہ اپنے انداز سے سمجھت ہی لگ رہے تھے۔ میں نے کافی
 فاصلہ دکھ کر ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دور آگے جاتے
 کے بعد میرے اندازوں کی تصدیق ہو گئی۔ اب وہ سب آپس میں اس
 طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھی ہوں۔ میں ان کا
 تعاقب کرتا رہا۔ وہ سو پور شہر کے آخری کنارے پر ایک مکان پر پہنچے۔
 گیٹ پر ٹالا لگا ہوا تھا لیکن ان کے پاس جانی موجود تھی۔ ٹالا کھول کر اندر
 چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں۔ میں سو پور کا پہننے والا ہوں اس
 لئے مجھے معلوم ہے کہ اس مکان کا مالک ادن کا ایک تاجر عبدالرحمن ہے
 اور سو پور کے امرا طبقے میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب میں سو پور سے ہی
 آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں پہنچے گھر بھی نہیں گیا حالانکہ وہاں ایمرجنسی
 تھی۔ میری جیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے مہاشے نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم الیہا کر دو سو
 پور میں واقع کلب راجرم پنج باؤ اور اس کے مالک انشت سنگھ سے ملو۔ میں

اجتنابی خطرناک ترین پاکیشیانی بائینوں کا بیچ کر رہے ہیں اور مہاشے نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ ساتوں خطرناک ترین ایجنٹ سو پور کے ایک خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ مکان سو پور کے اون کے تاجر عہدار حن کا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر اس مکان کے پادوں طرف نگرانی شروع کر دو۔ لیکن تم نے کسی طرح بھی معمولی سی مداخلت بھی نہیں کرنی کیونکہ یہ خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ ہمیں پھنسی کی طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اگر وہ اس مکان سے باہر نکلیں تو تم نے پھر بھی ان کی نگرانی کرنی ہے لیکن اس طرح کہ انہیں ذرا برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ فوری طور پر سو پور پہنچ رہا ہوں۔ جب میں وہاں پہنچوں تو تم نے مجھے نگرانی کی مکمل رپورٹ دینی ہے۔ زبرد فہر فرمائیں کہ اپنے پاس رکھ لینا تاکہ اگر کہیں ان کے پیچھے کہیں جانا پڑے تو میں تم سے رابطہ رکھ سکوں۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ میرے ہاں پہنچنے تک کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ مشکوک ہو جائیں۔..... ارجن نے تیز تیز لکھے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر آپ بے فکر رہیں سر۔ میں آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کروں گا۔..... دوسری طرف سے انت منتھک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اپنا کوئی آدمی کلپ میں بھجوانا تاکہ جب میں وہاں پہنچوں تو وہ میری رہنمائی اس مکان تک کر سکے۔..... ارجن نے کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے رسیور دکھا اور

اسے فون کر دیتا ہوں۔ وہ سو پور میں پبلک ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں اسے ہدایت کر دیتا ہوں وہ اس مکان کی نگرانی کا انتظام کرے گا۔ پھر تم اپنے گھر چلے جانا میں اس دوران اپنے آدمیوں سمیت سو پور پہنچ کر ان کے خلاف کام شروع کر دوں گا۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے ہاتھ مار کر کریڈل دیا اور جب فون کی ٹون آگئی تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”راجرم کلپ۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”انت منتھک سے بات کر دو۔ میں ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

”ہیلو انت منتھک بول رہا ہوں۔..... بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

”انت منتھک میں ارجن بول رہا ہوں۔ چیف آف سیکشن ٹو۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... حکم سر۔..... انت منتھک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انت منتھک میرا ایک آدمی مہاشے جہاد سے پاس آ رہا ہے۔ ہم سات

پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر
جوش اور مسرت کے واضح آثار نمایاں تھے۔

کمرے کا دروازہ دھماکے سے کھٹکا اور کمرے میں موجود عمران بے
اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنے سامنے ایک نقشہ
رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ دروازے سے صدیقی اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے جو اس طرح دھماکہ خیز انداز میں آ رہے ہو جیسے فلموں
کے ہیرو آتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سو ری بس اتفاقاً ہی زوردار انداز میں دروازہ کھل گیا۔ میں یہ اطلاع
دینے آیا تھا کہ اس گھر کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔“ صدیقی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”نگرانی..... اوہ۔“ عمران نے چونک کر کہا اور حیرتی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”میں اوپر والی منزل کی کھڑکی کے پاس کھڑا شہر کی عمارتیں دیکھ رہا تھا
کہ اچانک میری نظریں ایک مقامی آدمی پر پڑ گئیں جو سائیکل کی میں سوجو

درخت کے تنے سے لگا کھڑا ہمارے مکان کی طرف بڑے پر اسرار انداز میں دیکھ رہا تھا۔ میں اس کا یہ انداز دیکھ کر جھٹکا اور پھر میں نے باقاعدہ تین طرف کی کھڑکیوں میں جا کر چٹنگ کی اور میں نے تین اور آدمیوں کو بھی چٹنگ کر لیا۔ سلسلے کے رخ پر کچھ دور ایک درخت کے نیچے ایک کار بھی کھڑی ہے۔ اس میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کی نظریں بھی اسی مکان کی طرف ہی ہیں۔..... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ساری کوششوں کے باوجود یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔..... عمران نے تنبیہ دینے میں پوچھا۔

”وہ کھانا کھا کر آرام کر رہے ہیں اور بیعتوب باہر گیا ہوا ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں وہ بیسوں کا بندوبست کرنے گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔..... عمران نے کہا اور میز پر کھانا ہوا نقش اس نے اٹھا کر اسے جہر کر کے جیب میں ڈالا اور تیزی سے جیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی ان نگرانی کرنے والوں کو چٹنگ کر چکا تھا۔

”مسلمہ خطرناک ہے۔ وہ یعقوب بھی نہا نے کہاں چلا گیا ہے۔ انجی جگہ ہے۔ ہم یہاں سے نکل کر بھی کہیں نہیں جاسکتے اور یہاں کوئی خفیہ راستہ بھی نہیں ہے۔..... عمران نے کہا۔

”عقبنی طرف جو آدمی موجود ہے۔ وہ اٹکیلا ہے، اسے اغوا کیا جاسکتا ہے اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نگرانی پر کتنے

افراد ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ پھر اس کے مطابق کوئی لائحہ عمل بنے کر لیں گے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ باقی ساتھیوں کو ہوشیار کرو۔ اپنا سامان بھی اکٹھا کر لو ہو سکتا ہے ہمیں فوری طور پر یہ مکان چھوڑنا پڑے۔ میں اس آدمی کو اغوا کر کے لے آتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے میزوں کی طرف بڑھ گیا۔ عقبنی طرف جھوٹا سا پائیس بارخ تھا اور نیچے ایک تنگ سی گلی تھی مکان کے دائیں طرف دو سرا مکان تھا جب کہ تین اطراف کھلی ہوئی تھیں عمران عقبنی طرف کو بڑھتے بڑھتے تیزی سے مزار اور دوڑتا ہوا دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مکانوں کی درمیانی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی اور دونوں مکانوں کے عقبنی طرف بارخ تھا۔ عمران نے اچھل کر دونوں ہاتھ دیوار کے سرے پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دیوار پر رکھا اور پھر اندر کی طرف نکل کر نیچے اتر گیا۔ پھر وہ تیزی سے مکان کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا اس ساتھ والے مکان کے سلسلے کے رخ پر پہنچ گیا۔ سلسلے کے رخ بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھا تا مکان کے اندر داخل ہوا تو ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ جب کہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ کمرے کے کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اندر جھانکا تو اس نے ایک بوڑھے سے آدمی کو چٹنگ پر بیٹھ ہوئے دیکھا۔ وہ شاید سو رہا تھا۔ عمران دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور اس نے جیب سے خشک پھل نکلا اور اسے نال کی طرف سے پکڑ کر اس نے اس سوئے ہوئے آدمی کے سر پر زور دار ضرب

لگائی۔ اس آدمی کا جسم تڑپا اور اس کی خلیج سنائی دی لیکن عمران نے فوراً ہی دوسری ضرب لگا دی اور اس آدمی کا پھر کتنا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”جمہوری حق بزرگوار“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر مٹھین ہسٹل کو دسٹے سے چکڑ کر وہ پوری کو فحشی میں غموم گیا، لیکن اس بوڑھے کے سوا اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران ایک بار پھر دو میانی دیوار پھانڈ کر کھٹے والے اپنے مکان میں داخل ہوا اور دوڑتا ہوا سانس کے رخ سے ہو کر اندر پہنچ گیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔

”ساتھ والے مکان میں ایک بوڑھا مسجود تھا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب تم سب درمیانی دیوار پھانسی کر اس مکان میں چلے جاؤ۔ میں نگرانی کرنے والے کو بھی وہیں لے آؤں گا۔ اس طرح ہم فوری ریڈ سے بچ جائیں گے۔“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر تیزی سے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے سائیڈ گلی کی طرف آنے لگے۔ عمران نے عقبی دیوار میں موجود دروازہ کھٹکھٹا اور پھر اس طرح باہر آگیا جیسے فیٹنے کے لئے نکلا ہو اسے معلوم تھا کہ گلی کے کونے میں موجود دوڑے کے ڈرام کے پیچھے نگرانی کرنے والا موجود ہے وہ اسی طرح ٹہکتا ہوا اس ڈرام کے سلسلے سے نگرانی لگا لیکن ذرا سا آگے جاتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے ڈرام کے پیچھے موجود آدمی کراہتا ہوا اچھل کر فرش پر گر ا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لاسٹ چلی اور کھینچ پھڑکنے والی ضرب نے اسے ساکت کر دیا۔ عمران نے مطمئن پستل جیب میں ڈالا اور تھک کر اس

آدی کو اٹھا کر لاندھے پر ڈالا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اسی کھلے دروازے سے اندر بائیں باغ میں آگیا۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر اس کا کوئی ساتھی اس جگہ میں آئے تو کھلا دروازہ دیکھ کر اسے شک نہ پڑ سکے۔ بہت لمبوں بعد عمران اس قوی سمیت دوسرے مکان میں موجود تھا۔ عمران کے ساتھیوں میں سے صرف صفدر اور حقوڑ نیچے موجود تھے جبکہ باقی ساتھی اس مکان کی اوپر والی منزل پر چلے گئے تھے۔ تاکہ ساتھ والے مکان اور باہر موجود افراد کی مزید نگرانی نہ کر سکیں۔

عمران نے کانٹے پر لاوے ہوئے آدمی کو پیچے فرش پر ڈالا اور پھر خود ہی اس نے تھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہوا تو عمران سیدھا ہو گیا پھر جیسے ہی اس آدمی نے گراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر خصوصاً انداز میں رکھا اور ساتھ ہی پیر کو گھمرا دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے سہارا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کے دونوں بازو عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھے لیکن پھر اس کی لات ٹپک پھینٹنے سے پہلے ہی واپس فرش پر جا گرے۔ اس آدمی کے حلق سے غرغرات کی آواز نکلنے لگی۔ اس کا چہرہ ہری طرح سبھا ہو گیا تھا۔ عمران نے پیر کو ذرا لپٹا واپس موڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

”کیا نام ہے جہار؟“ عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

سنگھ کی کمزوری پر پوری قوت سے بڑا اور انت سنگھ کا چہرہ ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ عمران نے مرکز اور اوپر دیکھا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو گلی کے سرے پر موجود اس کے ساتھی تیزی سے پھٹے ہوئے آگے بڑھے اور سڑک کر اس کر کے کار کی طرف آنے لگے۔ اسی دوران تنویر نے انتہائی پھرتی سے بے ہوش انت سنگھ کو گھسیٹ کر حقیقی سیٹ کے سامنے والے نظائیں ڈال دیا۔

”تم..... اوپر اوپر چپ چاؤ میں انت سنگھ کو کار سمیت کوٹھی کے اندر لے جا رہا ہوں۔ اس کا جسم مجھ سے ملتا ہے اور میں نے اس کی آواز اور لہجہ بھی سن لیا ہے۔ میں اس کا مسلک کر کے باہر آؤں گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس دوران وہ ارجن جہاں پہنچ جائے اس لئے تم نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کوئی خطرہ ہو تو بے شک گولیوں سے اڑا دیتا.....“ عمران نے لپٹے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر کو اس نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور تنویر کے پیٹھے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اسے اس کو ٹھکی کے گیٹ کی طرف لے گیا جس میں انہوں نے جبری قبضہ کیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی کار پھانک کے قریب روکی، تنویر تیزی سے نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر پھانک کو دھکیل کر کھول دیا۔ عمران کی ہدایت پر صفدر بیٹھ ہی اندر کا کنڈہ ہٹا چکا تھا اس لئے تنویر کے دھکیلنے سے پھانک کھلتا چلا گیا اور عمران تیزی سے کار اندر پورے میں لے گیا۔ تنویر نے پھانک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا پورے کی طرف آیا۔

چل رہے تھے جیسے ہمیں کے باشندے ہوں۔ سڑک کر اس کر کے وہ دوسری طرف فٹ پاتھ پر پھٹے ہوئے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد وہ کار موجود تھی۔ کار کے اندر ابھی تک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ کار تک پہنچیں سائیڈ میں موجود دو آدمیوں کا فائدہ کر کے وہ گلی کے سرے پر پہنچ کر رک جائیں۔ کیونکہ کار میں موجود آدمی انت سنگھ تھا اور وہ اسے بھانپنا نہ جانتا تھا۔ عمران اور تنویر اطمینان سے پھٹے ہوئے اور آدمی میں باتیں کرتے ہوئے اس کار کے قریب پہنچ گئے۔

”وہ انت سنگھ تم.....“ پھانک عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے لپٹے میں کہا جیسہ وہ کسی پرانے دوست کو دیکھ کر چونک بڑا ہو اور کار میں بیٹھا ہوا آدمی جو تک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں احمیت تھی اور ہرے پر حیرت۔

”تم۔ تم کون ہو۔ میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا.....“ انت سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے.....“ اپنے بچپن کے دوست کو نہیں پہچانتے انت سنگھ:

..... عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انت سنگھ کچھ سمجھتا، عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور انت سنگھ کی کینٹیئر اس نے مخصوص انداز میں گھونسا مار دیا۔ انت سنگھ چیخ کر جیسے ہی دوسری طرف کو گرا دوسری طرف موجود تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود مطمئن پینل کا دستہ انت

”جہارا نام انتنت سنگھ ہے اور تم راجہ رمل کلب کے مالک ہو۔ یہ لوہی ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“..... عمران نے پیر کو ذرا سا واپس کرتے ہوئے سر دھجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ تم۔ تم یہ پیر ہٹاؤ میں سر رہا ہوں۔ اوہ پیر ہٹاؤ یہ کہنا عذاب ہے۔ میری روح بھی تڑپ رہی ہے۔“..... انتنت سنگھ نے اجنبائی تکلیف بھرے لہجے میں الگ الگ کر کہا۔

”ارجن نے جہیں کیا کہا تھا اور کب آ رہا ہے وہ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ۔“..... عمران کا لہجہ جھٹلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتانا ہوں رک جاؤ پیر ہٹاؤ۔“..... انتنت سنگھ کی حالت اجنبائی تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اور رک رک کر نکل رہے تھے اور عمران نے پیر کو واپس کر دیا اور انتنت سنگھ نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”ارجن سیکشن چیف نے مجھے فون کیا تھا۔ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے اور میں سو پور کا انچارج ہوں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کا آدمی ہمارے میرے پاس آ رہا ہے اور وہ سات اجنبائی خطرناک پہنچانوں کا ہوجا کر رہے ہیں اور یہ ساتوں سو پور کے ایک مسلمان عبدالرحمن کے خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس مکان کی نگرانی کروں اور اپنے پاس زیر درنا سمیڑ رکھ لوں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اپنا آدمی کلب میں چھوڑ آؤں اور ارجن

”اس بوڑھے کو چیک کر دو کہیں ہوش میں نہ آ گیا ہو۔ میں اس دوران میک اپ کر لوں۔ اور سنو خیال رکھنا بوڑھا بے گناہ ہے اس نے اسے مرنا نہیں چاہیے۔“..... عمران نے کہا اور پھر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے انتنت سنگھ کو باہر کھینچا اور اسے کاندھے پر لاؤ کر تیزی سے عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سامان موجود تھا۔ عمران نے بے ہوش انتنت سنگھ کو فرش پر لیٹے ہوئے قالین پر لیٹا کر دیکھنے میں سے ہنسٹیک میک اپ باکس نکال کر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک ہانسٹیک نکال کر اس نے تیزی سے اسے سر اور ہرے پر چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے چھبچھانا شروع کر دیا۔ باکس کے ساتھ چھوٹا سا آئینہ موجود تھا اور عمران کی نظریں اس آئینے پر جمی ہوئی تھیں جہاں بعد ازاں اس کا ہرہ تقریباً انتنت سنگھ جیسا ہو گیا تھا۔ اس نے انتنت سنگھ کا لباس انارکے کی کوشش نہ کی تھی کیونکہ وہ بھی عام سا لباس پہنے ہوئے تھا۔

”وہ بوڑھا بے ہوش ہے اور میں نے ہنسٹیک کیا ہے اسے ابھی دو تین گھنٹے مزید ہوش نہیں آ سکتا۔“..... اسی لمحے طور نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے قالین پر بے ہوش بڑے انتنت سنگھ پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کیا اور جب انتنت سنگھ کو ہوش آنے لگا تو وہ سیدھا ہو گیا۔ انتنت سنگھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر اسے آہستہ سے گھما دیا۔

”آؤ تھویر“..... عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے پورچ میں آئے اور چند لمحوں بعد عمران کا چلانا ہوا بھانگ کے قریب پہنچا جب کہ تھویر دوڑتا ہوا بھانگ تک آیا تھا۔ اس نے بھانگ کھولی دیا اور عمران نے کار باہر نکالی اور روک دی اور تھویر نے بھانگ بند کیا اور ووڑ کر وہ سائٹی سیٹ پر بیچہ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد وہ کار اس بنگہ پر روک چکا تھا جہاں پہلے کار کوڑی تھی۔ عمران اور تھویر کار روک کر نیچے اتر آئے تھے اور عمران نے ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگا تھا کہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور چند لمحوں بعد اس کے سامنے ساتھی ادھر ادھر سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

”ار جن اپنے ساتھ نمائے کھتے آدمی لے آئے۔ ادھر یعقوب بھی غائب ہے۔ وہ بھی کسی لمحے واپس آسکتا ہے اس لئے صفدر تم دائیں طرف اس موڑ پر پہنچ کر رک جاؤ جہاں سے اس علاقے میں داخل ہوا جاتا ہے اور جیسے ہی یعقوب نظر آئے تم نے اسے وہیں روک دینا ہے۔ باقی ساتھی ادھر ادھر چھپ جائیں۔ صدیقی اور نعمانی ساتھ والی کوٹھی میں جائیں گے اور وہاں موجود انت منت سنگھ کی لاش کو اٹھا کر ساتھ والی اصل کوٹھی میں پیٹنگ دیں گے۔ میں ار جن کو اس ساتھ والی کوٹھی میں لے جاؤں گا۔ وہاں سے سامان بھی اٹھا لینا صرف وہ بے ہوش ہوڑھا وہاں بڑا ہے گا۔ اپنے ہتھیار تیار کر لینا۔ جیسے ہی میں زبرد کاٹھن دوں۔ تم نے ار جن کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دینا ہے میں صرف ار جن کو زندہ بچڑنا چاہتا ہوں۔ سائیکل سرنگے

کے وہاں پہنچنے پر اس کی رہنمائی کہاں کرے گا یہ جانچ میں اپنے ساتھیوں سمیت کہاں آگیا۔

”ار جن کا قتل و قحمت اور حلیہ کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔
”مجھے نہیں معلوم میں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا“..... انت منت سنگھ نے جواب دیا۔

”وہ کہاں کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔
”وہ مجھ سے مل کر دائیں سو پور میں واقع اپنے گھر میں چلا گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اپنی بیوی کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ وہ بس پر سو پور آ رہا تھا کہ اس نے سات آدمیوں کو مشکوک انداز میں بس میں بیٹھے چیک کیا اور پھر وہ ساتوں سو پور میں اترے اور بس میں انہی تھے لیکن بس سے اترنے کے بعد وہ آپس میں باتیں کرتے رہے جس پر اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی پاکیشانی مہنت ہیں۔ اس نے اس نے ان کا تعاقب کیا اور جب وہ عبدالرحمن کے خالی مکان میں پہنچے تو اس نے فون پر ہیف ار جن کو اطلاع دی۔ وہ مجھ سے مل کر اپنے گھر چلا گیا ہے۔ انت منت سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مہانتے کا حلیہ کیا ہے اور جس آدمی کو تم ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے اس کا حلیہ کیا ہے“..... عمران نے پوچھا اور جواب میں انت منت سنگھ نے حلیہ بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پور کو تیزی سے موڑا اور چند لمحوں میں ہی انت منت سنگھ کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کے لباس کی لکاشی لی اور زبرد فرانسسز نکال لیا۔

چھوڑ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے ذہنی طور پر بریطانی سی ہوئی کہ اس نے لباس کیوں نہ تبدیل کیا لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔

”وہ غراب ہو گیا تھا اس لئے میں نے تبدیل کر لیا۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”جہاں نام انت منت سنگھ ہے۔ میں ارجن ہوں۔“ ایک لمبے ترنگے آدمی نے تیزی سے انت منت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا یہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ سے اترتا تھا اور چونکہ کار کی دوسری طرف سے اترتا تھا اس لئے گھوم کر عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”اوہ ہاس آپ آگئے۔“ عمران نے انتہائی متوجہانہ لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے ڈرائیور بچہ انت منت سنگھ کا ہی تھا۔ عقبتی سیاہ رنگ کی کار سے چار مسافر ادا بھی بچہ اتر آئے تھے۔

”کیا پوزیشن ہے۔“ ارجن نے قریب آکر عمران سے پوچھا۔

”دو سب اندر ہیں۔ میرے آدمی کو ٹکسی کے چاروں طرف موجود ہیں۔

وہ سلسلے کو ٹکسی ہے۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ساتھ والی کو ٹکسی کی طرف اشارہ کر دیا۔

”کو ٹکسی کے اندر کیسپول فائر کرو۔ جلدی کرو۔“ ارجن نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان میں سے دو آدمی تیزی سے سرک۔

کر اس کر کے اس کو ٹکسی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”کہتے آدمی ہیں جہاں سے نگرانی کرنے والے۔“ ارجن نے

عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

ریو اور استعمال کرتا اور کوشش کرنا کہ سارا کام ٹھانوسی سے ہو جائے اور دو آدمیوں کے چلنے سن لو۔ ان میں سے ایک کا نام مہاشے ہے۔ اس آدمی نے ہمیں چنک کیا ہے اور وہ انت منت سنگھ کو پہچانتا ہے۔ دوسرے کا نام تو معلوم نہیں لیکن وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے۔ وہ ارجن کے ساتھ یہاں ٹنکے گا۔ وہ آدمی انت منت سنگھ اور اس کے سب ساتھیوں کو پہچانتا ہے، اس لئے وہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے تم میں سے کسی نے سلسلے نہیں آنا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مہاشے اور دوسرے آدمی کا چلنے تفصیل سے بتا دیا اور سارے ساتھی تیزی سے واپس جانے لگ گئے۔

عمران دوبارہ کار میں بیٹھ گیا جب کہ تنور ایک ساتھی پر موجود ایک بڑے سے ڈرم کی لوث میں جا کر رک گیا۔ اب عمران اکیلا کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ بعد عمران ایک میس میں دور سے دو کاروں کو انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد آگے والی سرخ رنگ کی کار اس کی کار کے قریب آکر رک گئی جب کہ اس کے عقب میں موجود سیاہ رنگ کی کار اس کے پیچھے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کی کار کے دروازے کھلے اور چار آدمی باہر آ گئے۔

”ہاس آپ کا لباس تبدیل ہو گیا ہے۔“ سفید کار کی عقبتی سیٹ سے اترنے والے آدمی نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران اسے دیکھتے ہی کچھ گیا کہ یہی وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے جسے وہ ہوٹل میں

”پارہیں۔ ایک بچے ہے۔ دو سائیلز پر اور ایک سلسٹے کے رخ دوسری طرف۔“..... عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ارجن کے دونوں ساتھیوں نے کونھی کے قریب پہنچ کر جیب سے کیپسول فائر پٹل نکالے اور دوسرے لمحے ساتھ والی کونھی کے اندر سرخ رنگ کے کیپسول فائر ہونے لگ گئے۔ دونوں آدمیوں نے پانچ پانچ کیپسول اندر فائر کئے اور پھر پٹل واپس جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑے اور واپس کاروں کی طرف آنے لگے۔

”اب ہمیں دس منٹ انتظار کرنا ہوگا، تاکہ گیس کے اثرات ختم ہو جائیں اور پھر تم دونوں چلے اندر جاؤ گے اور چیک کرو گے کہ اندر کی کیا صورت حال ہے۔“..... ارجن نے انہی دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا جنہوں نے کیپسول فائر کئے تھے اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلادیتے۔ ”ہاں یہ پاکیشیائی لجنٹ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔“..... عمران نے ارجن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ انتہائی خطرناک لجنٹ ہیں اور صحت پسندوں کی حمایت کے لئے آئے ہیں۔“..... ارجن نے مختصر سا جواب دیا پھر دس منٹ تک ماحول پر خاموشی طاری رہی۔ سڑک پر اکا دکا سواریاں گزر رہی تھیں لیکن کسی نے بھی ان کی طرف توجہ نہ کی تھی۔

”جاؤ اب جا کر اندر کی صورت حال دیکھو۔“..... ارجن نے گھڑی دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ایک بار پھر کونھی کی طرف بڑھنے لگے۔

”ارے یہ اس کا پچانک کھلا ہوا تھا۔“..... ارجن نے چونک کر اس وقت کہا جب اس کے ساتھیوں نے پچانک کو دھکیلا تو وہ کھٹک چلا گیا۔

”اسے اندر سے بند کیا گیا ہوگا۔“..... عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ دونوں آدمی کونھی کے اندر جا چکے تھے اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ان میں سے ایک واپس آیا اور بے تحاشا دوڑتا ہوا ارجن کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا ہوا۔“..... ارجن نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”ہاں اندر ایک بوڑھا آدمی ہے ہوش بڑا ہوا ہے۔ باقی ساری کونھی خالی ہے۔“..... آنے والے نے کہا۔

”ہو سکتا ہے نیچے تہ خانے ہوں اور وہ لوگ نیچے ہوں۔“..... عمران نے ارجن کے بلٹے سے پھٹے ہی کہا۔

”اوہ ہاں۔“..... ایسا ممکن ہے آؤ ہمیں لازماً تہ خانے چیک کرنے ہوں گے۔“..... ارجن نے تیر لچے میں کہا اور تیزی سے کونھی کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ اطلاع دینے والا بھی ان کے ساتھ ہی واپس جا رہا تھا۔

جب وہ تینوں پچانک میں داخل ہوئے تو ارجن کا دوسرا ساتھی برآمدے میں ہی موجود تھا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت اور پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ عمران نے اپنے قدم ذرا سے سست کئے۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور پھر صیہی ارجن راہداری میں داخل ہوا اور اس کے دونوں ساتھی اس کے پیچھے چلے ہوئے آگے بڑھے۔ عمران جو اب

کاروں کے پاس ار جن کے ساتھی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب عمران کی طرف ہی متوجہ تھے۔

”تم میرے ساتھ آؤ۔ اور تم جیسے رکو گے۔“ عمران نے قریب پہنچ کر انت سنگھ کے اس ساتھی کو اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا جسے انت سنگھ ہوٹل میں چھوڑ کر آیا تھا اور جس نے آتے ہی عمران کے لباس پر حیرت کا اظہار کر دیا تھا۔

”لیس یاس۔“ اس آدمی نے کہا اور عمران واپس مڑ گیا وہ آدمی اس کے پیچھے تھا۔

”چلو اندر چیف ار جن تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی اس آدمی سے کہا اور خود اس نے پھاٹک بند کرنا شروع کر دیا۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کو ایسا کرتے دیکھتا رہا پھر کھڑے ہو کر مڑا اور تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھنے لگا۔ وہ شاید حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ انت سنگھ خود پھاٹک بند کر رہا تھا، لیکن پھر شاید اس نے کوئی بات نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر کوٹ کی جیب میں تھا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی پورچ میں داخل ہوا عمران کا ہاتھ باہر آیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی پشت پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا جھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اور نیچے گرتے ہی اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے دوسرا فائر کر دیا اور دوسری گولی کھا کر وہ آدمی ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا

ان کے پیچھے تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ار جن کے پیچھے پلٹے والے دونوں آدمی پچھتے ہوئے اچھل کر آگے جانے والے ار جن پر جا گرے اور ار جن کے حلق سے بھی جھنجھکی اڑی اور وہ اچانک دھکا کھنے سے اچھل کر تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ عمران زمین پر گر کر تھپتھپانے لگا۔ آگے بڑھا ہوا ار جن کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ار جن سنبھل کر مڑتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ار جن پر ہی طرح بھٹا ہوا جھل کر رلہداری کی سائیڈ دیوار سے کسی گھنٹہ کی ٹکر لیا اور پھر جیسے ہی نیچے گرا۔ عمران کی حالت حرکت میں آئی۔ ار جن دوسری ضرب کھا کر جھٹکا ہوا ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے جھٹکا اور اس نے بے ہوشی ار جن کو گھسیٹ کر اپنے کانڈے پر لاوا اور تیزی سے بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ار جن کو وہاں فرش پر ڈالا اور پھر اس کی ویٹ کھول کر اس نے ار جن کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے ویٹ سے انہیں باندھ دیا۔ اور پھر تیزی سے مڑا اور پھاٹکا ہوا واپس پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ار جن کے دونوں ساتھیوں کی لاشیں رلہداری میں ہی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جو تک ان کی پشت پر ایسی جگہ پر فائر کئے تھے کہ گولیاں ان کے دل تک زیادہ راست پہنچ گئی تھیں اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ وہ زیادہ دیر تک تھپ نہ سکے ہوں گے اس لئے عمران نے پہلے ہی اور واپس کے وقت بھی ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ چند لمحوں بعد عمران پھاٹک پر پہنچ گیا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمران باہر آیا اور تیزی سے کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس آدمی کو اس لئے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ اس نے خود اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی تھی کہ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے وہ سانس نہ آئیں گے کیونکہ وہ انتہائی سنگین بیمار تھا اور ظاہر ہے اس کے آویسوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی وہ ہوشیار ہو جائے۔ ساتھ پھاٹک کے ساتھ ستون کی آڑ میں رک کر عمران نے کاروں کی طرف دیکھا۔ ارجن کے ساتھی ابھی تک کاروں کے قریب موجود تھے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر ادھر سے نکل کر اگلی طرف بٹھکے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر اچانک اسے دور سے ان افراد کے پھٹنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ہی اچھل کر نیچے گرنے لگے سڑک کی طرف کاریں تھیں جب کہ وہ سب دوسری طرف کھڑے تھے اور سڑک بھی خالی پڑی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی جاری ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے کاروں کے دروازے کھول کر زمین پر پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر کاروں کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ سارا کام انتہائی خاموشی اور تیزی سے کیا جا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں عمران کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

کاریں ادھر ہی لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے پھاٹک سے باہر نکل کر اونچی آواز میں کہا اور واپس سڑک پر اس نے خود ہی بند پھاٹک کھولنا شروع کر

دیا۔ پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے مڑا اور اندرونی طرف کو بڑھ گیا جہاں ارجن بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ارجن کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اسی لمحے باہر سے کاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم انتہائی سنگین۔ یہ میرے ہاتھ۔۔۔۔۔“

ارجن نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انتہائی سنگین اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جہاز کے ساتھی بھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں ارجن۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو ارجن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش میں دھماکے سے واپس فرش پر گر گیا۔

”بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے خصوصی ٹریننگ کی ضرورت ہے ارجن اور تم تو اس قدر ناٹازی ہو کہ میرے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے ہو لیکن میرا سبک میک اپ ہی عجیب نہیں کر سکے اور نہ ہی لباس والے پوائنٹ پر تم چوٹ لگے۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم پاکیشٹانی لیجنٹ ہو۔ کیا تم عمران ہو۔۔۔۔۔ ارجن نے اس بار انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا البتہ اس نے کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

”ہاں میرا نام عمران ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے

عمران کے ساتھی اندر داخل ہوئے تو عمران ان کے ساتھ صعدہ کو دیکھ کر چونک بڑا۔

”تم آگئے۔ یعقوب کہاں ہے؟“ عمران نے صعدہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”وہ بھی آگیا ہے۔ وہ جب پڑا تھا کہ میں نے اسے روک لیا اور پھر ہم چپ لے کر کاروں سے کچھ فاصلے پر رک گئے اور جب مشن مکمل ہو گیا تو ہم چپ سمیت آگئے۔“ صعدہ نے جواب دیا اور اسی لمحے یعقوب بھی اندر داخل ہوا۔

”انہوں نے ہمارا پتہ کیسے چلا لیا۔“ یعقوب نے حیرت سے عمران اور پھر دین پریت سے بولنے لگا۔

”ارے ہاں وہ ہمارے تو ابھی باہر ہے۔ کہیں وہ اچانک آکر مشکوک نہ ہو جائے اور مقامی فورج کو ہم پر چڑھا لائے۔ اسے چیک کرو۔“

یعقوب کی بات سنتے ہی عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا، اچانک باہر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دین کسی لٹکی طرح گھومتا لگا ہو۔

وہ بے اختیار لڑکھاتا ہوا نیچے گرا اور نیچے گرتے وقت اس نے کمرے میں موجود اپنے ساتھیوں کو بھی لڑکھاتے ہوئے نیچے گرتے دیکھ لیا تھا۔

عمران نے بے اختیار سانس روک لیا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل اور تیزی سے محمو رہا تھا لیکن عمران ابھی تک بے ہوش نہ ہوا تھا۔ وہ اپنے ذہن کو سنبھالنے کی مسلسل بھرپور کوشش میں مصروف تھا۔ کیونکہ اسے بھی

لہم تھا کہ اگر وہ اب بے ہوش ہو گیا تو پھر شاید قیامت کے دن ہی اس کا بچہ کھلے گی۔ آہستہ آہستہ اس کی کوشش کا سیب ہونا شروع ہو گئی۔

ذہن میں تیزی سے گھومتے والے لٹکی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔

پس اس نے روک رکھا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ذہن پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”اوہ اوہ پاس ارجن۔ اوہ۔ اوہ۔“ آنے والے نے پچھتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر میز سے انداز

میں پڑے ہوئے جسموں کو بھلا گھٹا ہوا ارجن کی طرف بڑھا اور اس نے ایک کمرے کے سینے پر ہاتھ رکھا کہ عمران نے آہستہ سے سانس لیا

اس آدمی کے چہرے پر یوں لگے گیس ماسک موجود نہ تھا، اس لئے وہ کچھ میا تھا کہ بے ہوش کر دینے والی ایسی گیس کا فائر کیا گیا تھا جو انتہائی زور اثر

رہنے کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات بھی فوراً ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لمحے وہ آدمی تیزی سے سیڑھاؤ اور پھر مرکز کمرے میں پڑے ہوئے عمران

اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مضمین گن تھی اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ ہمارا ہے۔

”پاس تو بے ہوش ہیں اور انہیں ہوش میں آنے میں دقت لگے گا۔“ ہمارے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

”یہ انتہائی نقصانناک کیمیائی دھواں ہے جسوں نے اتنی سنگھڑ اور پاس دونوں کو اغوا کر لیا۔ انہیں ختم ہونا چاہئے۔“ ہمارے نے

فیصلہ کن لمحے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مضمین گن اس نے عمران کے ساتھ بڑے ہونے اس کے ساتھیوں کی طرف سیدھی کی ہی تھی کہ عمران نے کھلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹانگ پکڑ کر جھٹکا دیا اور مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے کرناک چپ مثل اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا رنگ اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر پڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندازہ صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاز

کے ساتھی ار جن اور مہاشے بڑے ہونے تھے۔ جانے کی مہاشے وہ تیز باہم اٹھا تا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بوڑھا بے ہوش بڑا ہوا مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے کرناک چپ مثل اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا رنگ اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر پڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندازہ صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاز

”ہاں.....“ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ گئے۔

”تم لوگوں نے ایک غلطی کی اور اس کا یہ خیرباد بھگتنا پڑا۔ اور اگر میں اپنے ذہن کو سنبھال لینے میں کامیاب نہ ہو جاتا تو شاید یہ غلطی آخری غلطی بن چکی ہوتی.....“ عمران نے کہا اور اس کے سارے ساتھی چونک کر بڑے غلطی..... کیسی غلطی.....“ حتمیہ نے حیران ہو کر کہا۔

”تم نے بھانک بڑ نہیں کیا تھا۔ اس لئے یہ مہاشے سیدھا اندر آ گیا.....“ عمران نے جواب دیا۔

”سواری پر نس۔۔۔ یہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ آفر میں میں جیب سے چرا تھا.....“ یحیٰی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”اب اس مہاشے سے پوچھنا چاہئے کہ اس نے یہ سب کارروائی کس طرح سرانجام دی.....“ عمران نے کہا اور مہاشے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے چونکہ عمران نے ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ اس لئے اسے ہوش میں لانے کے لئے عمران نے وہی پرانا تاک اور منہ بند کرنے والا طریقہ استعمال کیا اور چند لمحوں بعد ہی مہاشے نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول لیں۔

”تم عین وقت پر کیسے چٹخ گئے تھے مہاشے.....“ عمران نے انت انت سنجھ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔۔۔ تم انت سنجھ ہو۔ اور ان پاکیشیائی پیمائشوں کے ساتھ۔۔۔ یہ تو.....“ مہاشے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس پر اسرار جگر کی کچھ ہی

اس مخصوص گھیس کے اثرات سادہ پانی سے بھی دور کئے جاسکتے تھے اور ترکیب اس کی ذاتی ریسرچ کا نتیجہ تھا۔ ورنہ تو اس گھیس کو سانس کی طرح ایک مخصوص دوا سے ہی دور کیا جاسکتا تھا۔ لیکن چونکہ عمران کو اپنے ہر مشن کے دوران بے ہوش کر دینے والی گھیسوں سے اکثر سہارہ پڑتا رہتا تو اس لئے فرصت ملنے ہی وہ خصوصی ٹاپ کی گھیسوں پر باقاعدہ ریسرچ کر رہا تھا۔ باقی روم میں موجود ایک جگہ کو اس نے پانی سے بھرا اور پل واپس آ کر اس نے اپنے ساتھیوں کے جپڑے پہنچ کر باری باری ان کے حلق میں پانی انڈلنا شروع کر دیا۔ سب ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیل کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ نتیجہ چھپا ہونے میں کم از کم پانچ منٹ لگ جائیں گے اس لئے وہ مطمئن کھڑا تھا۔ پھر واقعی پانچ منٹ بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھی ہوش میں آتے گئے۔

”یہ۔۔۔ یہ کیا ہوا تھا۔۔۔ یہ اچانک.....“ سب سے پہلے صفر نے ہوش میں آ کر اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہماری قسمت میں ہی شاید اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ ہماری ٹوٹی سے زیادہ زندگی بے ہوشی میں گزرے گی اور باقی آدمی سے کم بے ہوش ہونے کی کوشش میں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفر بھی خنس پڑا۔

”اوہ یہ شاید اس آدمی کی کارروائی تھی.....“ صفر نے اٹھ کر کھڑے ہونے کو کڑی پر بندھے بیٹھے مہاشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہ آ رہی ہو۔

"یہ میرے ساتھی ہیں۔ پاکیشیائی مہجنت نہیں ہیں۔ پاکیشیائی مہجنت تو نکل گئے ہیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"اودہ پھر باس ارجن بندھے ہوئے ہیں اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کھلو مجھے"..... مہاشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری مہاشے چیف باس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"چیف باس کیا مطلب کون چیف باس"..... مہاشے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بلیک ہاؤنڈز کا چیف باس۔ لیکن ایک شرط پر میں تمہیں اور باس ارجن کو رہا کر سکتا ہوں کہ تم بچلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اچانک اندر کیسے آ گئے۔ یہ وہ کوٹھی تو نہیں ہے جس میں پاکیشیائی مہجنت تھے"..... عمران نے کہا۔

"میں گھر سے دایرے آیا۔ میں نے کارمہاں روکی اور حالات معلوم کرنے جہاں آیا تو اصل کوٹھی پر خاموشی طاری تھی جب کہ اس کوٹھی کا ہمارا کھلا ہوا تھا۔ اندر کاریں موجود تھیں۔ باس ارجن کی کار کو میں پہچانتا ہوں۔ جب میں اندر آیا تو میں نے کاروں میں باس ارجن کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو میں سمجھ گیا کہ اندر پاکیشیائی مہجنت موجود ہیں۔ باس کی کار کے ڈیش بورڈ میں بے ہوش کر دینے والی گیس والا پمپل ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ میں نے کار کی کھلی کڑکی سے ہاتھ

دال کر ڈیش بورڈ کھولا۔ اس میں پمپل موجود تھا میں نے اسے نکالا اور اندر فائر کر دینے۔ مجھے اس پمپل کی کارکردگی کا علم ہے۔ اس میں موجود کیسپولوں سے نکلنے والی گیس انتہائی زود اثر ہوتی ہے اور فوری طور پر اس کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں پتا نہ چھوڑنے کے بعد منٹ بعد میں اندر آیا تو یہاں کمرے میں تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ باس ارجن کے بازو عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ میں یہی سمجھا کہ یہ پاکیشیائی مہجنت ہیں اور انہوں نے ہمیں اور باس ارجن کو پکڑ لیا ہے۔ پتا نہ چھوڑنے میں نے انہیں ہلاک کرنے کا فوری فیصلہ کیا۔ مگر پھر تم نے غلامی میری ٹانگ کھینچی میں گرا تو تم نے لات ماری اور میں بے ہوش ہو گیا".....

مہاشے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اکیلے آئے تھے"..... عمران نے منہ

بٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"..... مہاشے نے چونک کر پوچھا۔

"تصور۔ ارجن کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی ڈالو".....

عمران نے مہاشے کی بات کا جواب دینے کی بجائے مڑ کر تصور سے اپنے

اصل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم انت سمجھ نہیں ہو"..... مہاشے نے حیرت سے جھٹکے

ہوئے کہا۔

"انت سمجھ اپنے انت کو پہنچ چکا ہے"..... عمران نے منہ بٹاتے

ہوئے کہا اور مہاشے کا چہرہ لکھت بلدی کی طرح دھڑک گیا۔ تصور پانی کا

جگ اٹھا کر اس دوران ارجن کے حلق میں پانی انڈیل چکا تھا اور پھر ہانچ
منٹ بعد ارجن کو ہوش آگیا۔

”مہاشے۔ تم۔ تم بھی..... ارجن نے ہوش میں آتے ہی ساتھ
بیٹھے ہوئے مہاشے کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں اس مہاشے نے ہمیں واقعی خطرناک پوزیشن میں دھکیل
دیا تھا۔ بہر حال ہم بچ گئے ہیں۔ تم اب مجھے صرف ایسا بتاؤ کہ سفر کے
دوران پولیس اور ملٹری ہڈ کیوں کو تم کیا کوڑا ہاتے ہو۔ جس سے وہ
جہیں روکنے نہیں ہیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر عمران۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے ہلاک کر دو گے کر دو،
لیکن میں بلیک ہاؤڈز سے غداری نہیں کر سکتا..... ارجن نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”تویر۔ اس کی زبان کھلاؤ..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور
حتور سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے زمین پر
رکھا ہوا جگ اٹھایا اور اسے پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ جگ
دھماکے سے کستی کستی ہو گیا تو حور نے ایک بڑی سی کستی اٹھائی جس کی
دھار کسی خنجر کی طرح بن گئی تھی، اور دوسرے لمحے مکہ ارجن کی انتہائی
کر ہٹاک پیچ سے گونج اٹھا۔ حور نے انتہائی سرد مہراند انداز میں کستی کے
نوک دار حصے کو ارجن کی دائیں آنکھ میں پوری قوت سے مار دیا تھا۔
ارجن چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی آنکھ سے خون تیزی سے بہنے لگا۔
حتور نے کستی کو واپس کھینچا لیکن اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے

دوسرا وار کرنے سے روک دیا۔

”تم نے ارجن کا حشر دیکھا ہے مہاشے۔ تم بھی بلیک ہاؤڈز میں ہو۔
تم بتاؤ کہ کیا پاس ورڈ ہے ارجن پر باقی نقد و بعد میں ہوگا۔ تم پر چیلے اور
یہ بھی بتاؤ کہ تم میرے لئے غیر اہم آدمی بنو، اس لئے اگر تم سب کچھ بتا
دو تو میں جہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں..... عمران نے سرد لہجے میں ارجن
کے ساتھ بیٹھے ہوئے مہاشے سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر بے
پناہ خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے..... مہاشے نے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

”ہاں بشرطیکہ تم نے صحیح تعاون کیا تو..... عمران نے جواب دیا۔
”پاس ورڈ بلیک کیٹس ہے..... مہاشے نے جواب دیا اور عمران
نے ابھٹات میں سر ہلا دیا۔

”ارجن کا زخم زہنا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اسے گولی مار دو
اور مہاشے نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے صرف آف کر
دو..... عمران نے مڑ کر حور سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ اس لمحے
انداز سے مشین گن پلنے اور مہاشے کی کر ہٹاک پیچ ستانی دی لیکن عمران
رکا نہیں۔

”کیا آپ کا پردہ گر ام اب ارجن کے میک اپ میں ہیڈ کو اڑ جانے کا
ہے..... حور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں..... اس طرح ہم بندھ کر رہ جائیں گے۔ وہ چیف باس مینن منورہ سو رہا اور کرن کی موت پر یقیناً چوکا ہو گا۔ ہماری پلاٹنگ وی بیلے والی ہی رہے گی۔..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے تنویر بھی باہر آ گیا۔

”میں نے ارجن کو ہلاک اور سہائے کو آف کر دیا ہے۔..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان الفاظ کا صحیح مطلب تم ہی جانتے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر سمیت سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یعقوب تم اس رہائشی علاقے میں جا کر کوئی ایسی کوئی تلاش کر دو جو خالی ہو۔ تاکہ جہاں موجو دلاشیں وہاں منتقل کی جا سکیں۔ ورنہ وہ پچارہ بوڑھا جو مسلسل بے ہوش بیڑا ہے۔ خواہ خواہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔..... عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لپٹے والی کو فنی میں ڈال دیتے ہیں۔..... صفدر نے کہا۔

”نہیں وہ کسی مسلمان مہاجرین کی ہے۔ پھر وہ عذاب میں آجائے گا۔..... عمران نے کہا اور یعقوب نے اثبات میں سر ہلادیا۔

دفتر کے انداز میں کچے ہوئے کرے میں موجو د ایک بھاری اور بڑی سی میز کے نیچے ہلکے ہلکے ہانڈ ڈک چیف باس مینن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ سائنے میز پر فون رکھا ہوا تھا اور وہ بار بار اس فون کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔

”ارجن یقیناً اپنے مشن میں کامیاب رہے گا، لیکن اس نے اب تک مجھے خوشخبری کیوں نہیں سنائی۔..... مینن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح بڑبڑاتے اور انتظار کرتے کافی درگزر گئی لیکن کوئی کال نہ آئی تو مینن کرسی سے اٹھا اور کرے میں بے چینی سے ٹپٹے لگ گیا، ابھی اسے ٹپٹے ہوئے جتنی ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مینن تیزی سے مڑ کر فون پر اس طرح چھینٹا جیسے چمیل گوشت پر پھینٹتی ہے

”نہیں..... میں نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لے میں کہا۔

”سر آپ کی کال ہے۔ سسر شگلا بات کرنا چاہتے ہیں..... دوسری طرف سے موبائل لے میں کہا گیا۔

”فوری بات کراؤ..... میں نے کہا۔

”نہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارجن کی بجائے شگلا کیوں کال کر رہا ہے.....“ میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ایٹل چیف میں شگلا بول رہا ہوں.....“ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا کچھ سمجھ نہ سکا تھا۔

”ارجن نے کیوں بات نہیں کی۔ کہاں ہے ارجن، کیا ہوا.....“ میں نے تیز تیز لے میں کہا۔

”ہاں ارجن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے.....“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور میں کو یوں محسوس ہوا جیسے شگلا نے

الفاظ بولنے کی بجائے اس کے ذہن میں ایسے ہم فائر کر دیے ہوں۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو..... کیا بکواس کر رہے ہو..... پہلے تو تم نے بتایا تھا کہ ارجن اپنے ساتھیوں سمیت ان پاکیشیائی ہتھیانوں کو ہلاک کرنے

سوچ رہا تھا اور اب کہہ رہے ہو کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا جہاد ادا دیا خراب تو نہیں ہو گیا.....“ میں نے طعنے کے بل بوتے پر کہا۔

”چیف میں درست کہہ رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو درست اطلاع دی تھی۔ ہاں ارجن دفتر میں تھا کہ ایک آدمی ہمارے ہاٹھ نے اطلاع

دی کہ اس نے پاکیشیائی ہتھیانوں کو طرہ قصبے سوپور میں چھپ کر لیا ہے اور وہ ایک خالی مکان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ہاں ارجن نے سوچو میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر انت منتگھ کو اس مکان کی نگرانی کا حکم دیا اور خود خاص ساتھیوں کو ساتھ لے کر سوپور روانہ ہو گئے لیکن پھر ان کی طرف سے کوئی کال نہ آئی جب کہ اس دوران آپ نے کال کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا۔ آپ کے حکم پر میں فوری طور پر سوپور گیا اور ہاں اب میں قاضی سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ ہاں ارجن اس کے تمام ساتھیوں۔ ہمارے انت منتگھ اور اس کے مقامی ساتھیوں کی لاشیں پڑیں کہ ایک خالی کوٹھی سے ملے ہیں۔ پولیس کو اطلاع کسی نامعلوم آدمی نے فون پر دی تھی میں جب وہاں پہنچا تو یہ لاشیں تھامنے میں موجد تھیں۔ میں نے انہیں خود چھپ کر لیا ہے..... دوسری طرف سے شگلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ وری ہیٹ..... وری ہیٹ..... یہ تو اچھا خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز تو کھو انہوں نے مکمل طور پر جہاد کر کے رکھ دی ہے۔ اب مجھے کافرستانی حکومت سے بات کرنی پڑے گی.....“ میں نے خود گلائی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ خیال نہ رہا تھا کہ رسیور سے اس کی یہ بات دوسری طرف اس کا محنت شگلا بھی سن رہا تھا۔ ”چیف میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے یہاں کچھ اچھا سنی بھی کی ہے۔ انت منتگھ کے کلب راجرم کے ایک آدمی سے مجھے اس کوٹھی کا علم ہو گیا جس میں یہ پاکیشیائی ہیڈ کوارٹر پناہ لئے ہوئے تھے۔ میں نے اس کوٹھی کو چھپ کر لیا تو وہ خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا مالک عبدالرحمن نانی

”اہلے سین میں گرد نام بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔“..... جلد لمحوں
بہ دوسری طرف سے اس کے بھائی۔ میجر جنرل گرد نام کی آواز سنائی دی۔
”میں تم سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔“..... سین نے کہا۔

”اوہ میں تو ایک اہم سیشننگ میں مصروف ہوں لیکن بات کیا ہے تم
کچھ پریشان سے لگتے ہو۔“..... دوسری طرف سے میجر جنرل گرد نام نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سیشننگ مختصر کر کے میرے پاس آجاؤ۔ معاملات انتہائی خطرناک
ہیں اور جہادی جھڑپی شدیدہ خطرے میں ہے۔“..... سین نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسنور رکھ دیا۔ اسے لپٹے بھائی گرد نام کے مزاج سے
پوری طرح واقفیت تھی۔ جھڑپی کے بارے میں کسی خطرے کا سن کر
اب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ چلا آنے لگا اور وہی ہوا، تقریباً دس منٹ
بعد کر کے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص جسم اور لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی اندر
داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فوقی پوشیادام تھی اور کاندھوں پر میجر جنرل
کے ستارہ چمک رہے تھے۔

”کیا کہہ رہے تھے تم ریش پور جھڑپی خطرے میں ہے۔ یہ کیسے ممکن
ہے۔“..... آنے والے نے جو جھڑپی کا انچارج گرد نام تھا۔ حیرت بھرے
لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”جہیں مضبوط ہے کہ میں بلیک ہاؤنڈ کا چیف ہوں۔“..... سین
نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
”ہاں۔۔۔۔۔ مگر یہ جہیں اچانک کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ایسی پراسرار

ایک مسلمان تاجر ہے۔ میں نے اسے جا کر گھیرا اور پھر تھوڑے سے تھوڑے
کے بعد اس عبدالرحمن نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ کوئی
اس سے دگام کے ایک اون کے تاجر یعقوب نے حاصل کی تھی۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ یعقوب نے اس سے وہ بھڑپی جیپیں
بھی حاصل کی ہیں وہ ان جیپوں کو ناگورہ نے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس
سے جیپوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی
لیکن وہ بوڑھا آدمی دم توڑ گیا۔“..... شگلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ناگورہ یہ کہاں ہے۔ اور وہ کیوں وہاں جانا چاہتے ہیں۔ میں نے تو
اس کا کبھی نام بھی نہیں سنا۔“..... سین نے حیران ہو کر کہا۔

”جواب یہ ایک جھڑپی سی ہوتی ہے۔ ریش پور جھڑپی کے عقبی
پہاڑیوں میں اور اس کا نام سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں دو لوگ ریش
پور جھڑپی سے لڑاؤ چاہتے ہوں۔“..... شگلانے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ تم انہیں سو پور میں تلاش کر دو۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں
چھپے ہوئے ہوں اور اگر مل جائیں تو ایک لمحہ صانع کے بغیر انہیں ہلاک
کر دو۔“..... سین نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
مار کر کریٹل دیبا اور پھر بار بار اسے دبا چلا گیا۔

”یسی سر۔“..... دوسری طرف سے جھڑپی دیکس چیخ کے آپریٹر کی آواز
سنائی دی۔

”گرد نام سے بات کر اڈمیری۔“..... سین نے تیز لہجے میں کہا۔

”یسی سر ہولڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ سنو میں جسیں تفصیل بتاتا ہوں۔۔۔۔۔
 مینن نے کہا اور پھر اس نے سنوہر کی پہلی کال سے لے کر شگلا کی آخری
 کال تک کی ساری روئید اور تفصیل سے بتادی۔
 ”اوہ اوہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو یہ واقعی انتہائی خطرناک ترین لوگ
 ہیں۔ اب مجھے سنجیدگی ہے ان کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔۔۔۔۔
 گر ونام نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ناگورہ ہستی کی طرف ان کی روانگی کالسن کر مجھے یقین ہو چکا ہے کہ وہ
 رمیش پور چھائی کو ہی جہاہ کرنے آ رہے ہیں اور شاید اس لئے کہ میرا
 بیٹا کو اور فرجیاں ہے۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ میں اپنا بیٹا کو اور
 فوری طور پر جہاں سے شفٹ کر دوں تاکہ میری وجہ سے جہاری چھائی پر
 کوئی آفت نہ ٹوٹ پڑے۔۔۔۔۔ مینن نے کہا۔

”اوہ نہیں مینن۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور تم شاید ان سے بری
 طرح مرعوب ہو چکے ہو، اس لئے تم ایسی بات کر رہے ہو۔ تم جانتے تو ہو
 کہ رمیش پور چھائی کے انتظامات کسے ہیں۔ جہاں تو کوئی پرندہ بھی پر
 نہیں مار سکتا اور ویسے بھی اب ہمیں ان کی منزل مقصود کا علم ہو چکا ہے۔
 اب ان کا خاتمہ میرے لئے معمولی سی بات ہو گئی۔ میں ابھی ہاتھ خاص، فوجی
 دستے اس ہستی میں بھیج دیتا ہوں۔ وہ وہاں کے سب لوگوں کو وہاں سے
 شفٹ کر کے وہاں قبضہ کر لیں گے اور پھر جیسے ہی یہ لوگ اس ہستی میں
 پہنچیں گے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں چھائی کے
 سیکورٹی حکام کو بھی جو کچھ کر دیتا ہوں۔ اب جب تک یہ لیجنٹ مارے

سی باتیں شروع کر دی ہیں۔۔۔۔۔ گر ونام نے اس بار منہ بناتے ہوئے
 کہا۔

”جہاں یہ بھی معلوم ہے کہ بلیک ہانڈز کس قدر طاقتور تنظیم ہے
 اور اس کے چاروں سیکشنز کے انچارج اور ان کے ساتھی کس قدر تربیت
 یافتہ ہیں۔۔۔۔۔ مینن نے اسی انداز میں اپنی بات جاری رکھی۔
 ”ہاں جانتا ہوں۔ لیکن۔۔۔۔۔ گر ونام نے پہلے کی طرح حیرت جبرے
 لہجے میں کہا۔

”تو سنو میرے چاروں سیکشنز کے چیف ہلاک ہو چکے ہیں۔ سیکشن
 ہیڈ کو اور ٹرژ جہاہ کر دیئے گئے ہیں۔۔۔۔۔ مینن نے کہا تو گر ونام بے اختیار
 کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو مینن۔ کیا ایسا ممکن ہے۔۔۔۔۔ گر ونام نے
 یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”میں بھی آج تک اسے ناممکن ہی سمجھتا رہا ہوں لیکن چند پاکیشیائی
 ہیکٹوں نے اسے ممکن بنا دیا ہے اور اب وہ رمیش پور چھائی کو تباہ کرنے
 آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ مینن نے کہا تو گر ونام کی آنکھیں حیرت سے
 کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

”چند ہیکٹوں نے یہ سب کچھ کیا ہے اور اب وہ چھائی جہاہ کرنے آ
 رہے ہیں۔ کیا جہاہ ارماء درست ہے۔ کہیں تم نے شراب تو زیادہ نہیں
 پی لی۔۔۔۔۔ اس بار گر ونام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا وہ چونکہ مینن کا بڑا
 بھائی تھا۔ اس لئے وہ مینن سے ایسے لہجے میں ہی بات کرتا تھا۔

نہیں جانتے۔ چھاؤنی میں کوئی آدمی داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی باہر جانے کا
 میں چھاؤنی کو مکمل طور پر سیٹھ کر ادھار ہوں۔..... گرونام نے جواب دیا
 "سوپور اور ناگورہ کے درمیان یقیناً فوجی چیک پوسٹس موجود ہوں گی
 تم انہیں بھی ہوشیار کرو۔ وہ لوگ دو چیمپوں پر آ رہے ہیں اور یہ دونوں
 چیمپیں انہوں نے سوپور کے ایک تاجر سے حاصل کی ہیں اس لئے یقیناً ان
 پر سوپور کے شہر یا پھر دگام کے شہر ہوں گے۔ ایسی چیمپیں کو خاص طور پر
 چیک کیا جائے اور مشکوک ہونے کی صورت میں ان کا خاتمہ کر دیا جائے
 بلکہ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے فوجی رہنماؤں سے حاصل کر لی ہوں۔ یہ انتہائی
 تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ جب پہلی بار ان کا فون آیا تھا تو صدر مملکت ان
 سے انتہائی دہشت زدہ تھے لیکن اس وقت میں ان کی دہشت کی وجہ نہ بچ
 سکا تھا، لیکن اب ان کی کارکردگی دیکھ کر میرے لپٹے ذہن پر ان کی دہشت
 کا تم ہو گئی ہے۔..... سین نے کہا۔

تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ان کی لاشیں حصارے
 سلسلے لا ڈالوں گا اور پھر انہیں صدر مملکت کو بھجوا دینا۔ اس طرح
 حکومت کی نظروں میں جہادی عزت اور بڑھ جائے گی۔ تم فکر نہ کرو سب
 ٹھیک ہو جائے گا۔..... گرونام نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر
 دروازے کی طرف بڑھ گیا اور سین کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر
 آئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چھاؤنی کے اختلالات واقعی اس قدر سخت ہیں
 کہ جہاں پر نہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور اب تو گرونام جو کتا ہو چکا ہے اس
 لئے لازماً یہ فحشٹ مارے جائیں گے اور چونکہ گرونام نے خود ہی اس کا

رہے تھے یعقوب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”عبدالرحمن سے۔ وہ جہاں کا بااثر اور امیر آدمی ہے۔“..... یعقوب

نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ تم نے جھٹے نہیں بتایا تھا ورنہ“..... عمران نے ہنس چہاتے ہوئے کہا۔

”ورنہ کیا عمران صاحب عبدالرحمن ہمارا خاص آدمی ہے۔ اس پر تو کسی طرح کا بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔“..... یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں شبہ کی بات نہیں کر رہا۔ اگر تم مجھے جھٹے بتا دیجے تو میں کم از کم راجہ اور اس کے ساتھیوں کی لالچوں کی اطلاع پولیس کو نہ دیتا۔ اب لیٹننٹ راجہ کی موت کی اطلاع دگم پہنچ جائے گی اور پھر وہ مکان بھی نکال کر دیا جائے گا جس میں ہم رہے اور یہ مکان عبدالرحمن کا ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے عبدالرحمن صاحب کو گھیر لینا ہے اور اگر عبدالرحمن نے ان جیسوں کے متعلق بتا دیا تو پھر میرا آسمان سے بھی میزائل برسائے جاسکتے ہیں اور زمین پر سے بھی۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی..... یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی، لیکن آپ فکر نہ کریں عبدالرحمن بے حد بااثر آدمی ہے۔ اس پر ہاتھ ڈالنا آسان بات نہیں ہے اور ہم زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں بعد ناگورہ پہنچ جائیں گے۔“..... یعقوب نے جواب دیا اور عمران نے اس طرح سر ملادیا

ورنہ پہاڑی علاقے میں دو چیمپس خاص تیزی سے تنگ سی سڑک پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام رفیق تھا اور یہ سو پور کا ہی رہنے والا تھا۔ یعقوب کے مطابق اس کا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ سے تھا اور چونکہ یہ ان سارے پہاڑی علاقوں کا نہ صرف کیڑا تھا بلکہ اس کی پیدائش ناگورہ بستی کی ہی تھی۔ رفیق ریش پور چھاؤنی میں بھی بطور جیب ڈرائیور ملازم رہا تھا۔ خاصا تیز۔ ذہین اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے عمران نے اسے بطور گائیڈ ساتھ رکھ لیا تھا۔ رفیق کے ساتھ والی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹوں پر حمزہ، صفدر اور یعقوب موجود تھے، جب کہ عمران کے باقی ساتھی بھلی جیب میں تھے اور ان کا مخصوص سامان بھی دو بڑے تھیلوں میں بند عقبی جیب میں ہی تھا۔

”یہ چیمپس تم نے کس سے حاصل کی ہیں یعقوب۔“..... عمران نے مز

اگر ہم نے پھر چوری کیے تو یہ لوگ ان کی کھوج میں نکل پڑیں گے اور ساتھ ہی یہ ارد گرد کی فوجی جواکوں کو بھی اطلاع کر دیں گے اور دوسری بستیوں کو بھی۔ اس طرح ہم فوری پکڑ لئے جائیں گے۔..... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں کسی کو جلتے ہو جس سے فخر مل سکتے ہوں۔..... عمران نے پوچھا۔

”مق ہاں بیل رام اس بستی کا سربراہ ہے۔ اس کے پاس کافی تعداد میں فوج ہیں۔ ویسے عمران صاحب وہ انتہائی لاپرواہ آدمی ہے۔ اگر ہم اسے معقول قیمت دے دیں تو وہ اپنی زبان بند رکھے گا۔..... رفیق نے جواب دیا۔

”بھائی ہمارے پاس فوج تو فوج پھر غریب نے کی بھی رقم نہیں ہے اور یہاں پہاڑوں میں میرے جواہرات کی کانیں بھی نہیں ہیں کہ وہاں سے دو چار ہیرے اٹھا کر اسے پیش کر دیں، اس لئے فخر ہم نے ویسے ہی حاصل کرنے میں۔..... عمران نے کہا اور اچھل کر جیب سے نیچے اتار آیا۔ پچھل جیب بھی رک گئی تھی اور اس کے ساتھی اس میں سے اتر کر ان کی طرف بھاگ رہے تھے۔

”میرے ساتھ چلو رفیق میں جا کر اس بیل رام سے بات کرتا ہوں۔..... عمران نے رفیق سے کہا جو جیب سے اتار آیا تھا۔

”میں جاتا ہوں اس کے ساتھ۔ میں اس بیل رام کی گردن دبا کر اسے کسی غار میں پھینک دوں گا، تاکہ کسی کو اطلاع دینے کے قابل ہی نہ رہے۔..... تنویر نے کہا۔

جیسے وہ ذہنی طور پر اٹھا ہوا ہو۔

”رفیق کوئی ایسا راستہ ہے جہاں نظر میں کہ ہم کسی فوجی جواک کو کراس کے بغیر ناگورہ پہنچ جائیں۔..... عمران نے ہندو لہجوں کی خاموشی کے بعد ڈائرینگ سیٹ پر بیٹھے رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حق ہاں کئی راستے ہیں لیکن ان راستوں پر چھپیں نہیں چل سکتیں پیدل الپ چلا جاسکتا ہے یا پھر قریبی بستی سے پہاڑی فوج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔..... رفیق نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس بستی کی طرف چلو جہاں سے فخر مل سکتے ہوں۔ ان جیپوں پر سفر ہمارے لئے خطرناک ہوگا۔..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور رفیق نے انجبات میں سر جھکا دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد اس نے جیب روک دی۔

”دوسرے ترائی میں ایک بڑی بستی ہے۔ وہاں سے فخر کراہے پر بھی مل جائے گا اور غریب سے بھی جاسکتے ہیں۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔..... رفیق نے کہا۔

”نہ ہم نے غریب نہ ہیں اور نہ کراہے پر حاصل کرتے ہیں۔ روڈ دونوں صورتوں میں ہمارے دشمنوں کو اس کی اطلاع مل جائے گی۔ یہ بستی مسلمانوں کی ہے یا۔..... عمران نے فقرہ ادا حورا جھولتے ہوئے کہا۔

”ملی بلی آبادی ہے۔ ویسے فوجوں کے مالک ہندو ہیں۔ مسلمانوں کے پاس اسکا سرمایہ کہاں کہ فخر رکھ سکیں، اور دوسری بات یہ ہے جناب کہ

ہوئی کی کیا پوزیشن ہے..... عمران نے حصور اور صفدر سے کہا اور وہ
 باتوں تیزی سے جیب سے اتر گئے جب کہ رفیق بھی نیچے اتر گیا اور پھر وہ
 بنوں تیزی سے پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے لیکن وہ سڑک کی بجائے
 ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اور حصور کوں بعد وہ دوسری طرف اتر
 عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ عمران بھی جیب سے نیچے اتر آیا۔
 غیبی جیب سے باقی ساتھی بھی اتر کر اس کے پاس آ گئے۔ یعقوب الہیہ
 بیپ میں اندر ہی بیٹھا رہا۔ عمران نے ساتھیوں کو اسلحہ وغیرہ لے لینے
 کے لئے کہہ دیا کیونکہ کسی بھی لمحے اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی اور وہ سب
 ہراسے ہوئے واپس جیب کی طرف بڑھ گئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد
 اپنا کچھ دور سے فائرنگ کی تیز آواز میں سنائی دیں اور عمران بے اختیار
 انجیل بڑا فائرنگ سے پہاڑیاں گونجنے لگی تھیں۔

”اوہ اوہ شاید انہیں دیکھ لیا گیا ہے آؤ..... عمران نے جیغ کر کہا اور
 لڑکے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی مشین گنیں لئے اس کے پیچھے دوڑ
 بڑے لیکن ابھی وہ اس مولے سے کچھ دور تھے کہ انہوں نے مولے سے حصور کو
 آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب حصور کو دیکھ کر ٹھٹھک کر روک گئے۔
 ”کیا ہوا یہ.....“ کسی فائرنگ تھی..... عمران نے جیغ کر پوچھا۔

”گھبراؤ نہیں فائرنگ ہم نے کی تھی۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں.....“
 حصور نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار
 ایک طویل سانس لیا۔

”میں نے تو تمہیں جیننگ کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اپنی فطرت

”میرے خیال میں عمران صاحب ہمیں فحروں کی بجائے پیدل چلنا
 چاہئے، اس طرح ہم زیادہ محفوظ انداز میں سفر کر سکتے ہیں.....“ صفدر
 نے کہا۔

”لیکن فاصلہ کافی ہے اور پیدل چلتے چلتے ہمیں کئی روز لگ جائیں گے۔
 عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ان بیپوں سے خطرہ ہے تو یہ بیپیں کسی فوجی
 چوکی سے دور چھوڑ دیں اور پھر اس فوجی چوکی سے بیپیں حاصل کر لیں اس
 طرح ہم محفوظ انداز میں سفر کر سکیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں گلا آئی یا ٹھیک ہے۔ چلو رفیق۔“ صفدر کی دہانت پہاڑیوں
 میں کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 ایک بار پھر جیب کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھی جلی جا رہی
 تھیں۔“

”فوجی چوکی سے پہلے ہمیں ہوشیار بھی کر دینا اور یہ بیپیں بھی روک دینا۔
 عمران نے رفیق سے کہا اور رفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
 تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جیب کی رفتار بھی کرتے ہوئے اسے روک
 دیا۔

”آگے ایک فائرنگ بعد مولے آئے گا۔ اس مولے فوراً بعد ایک فوجی
 چوکی ہے.....“ رفیق نے جیب روکے ہوئے کہا۔

”حضور تم اور صفدر دونوں رفیق کے ساتھ جاؤ اور جا کر جیک کر دو کہ

کے جوہر دکھائی دیے۔..... عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا
"جینگل کے لئے ہم نے چوکی کے انہارن کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔....."

تور نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر
تور نے خود ہی بتایا کہ چوکی پر ایک فوجی چپ اور دس فوجی سپاہی موجود
تھے جن میں آٹھ باہر تھے۔ دو اندر تھے اور وہ سب مسلح تھے۔ پھر شاید
رفیق کو انہوں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ سب تیزی سے ہماری طرف بھاگے
گئے اس پر مجبوراً ہمیں فائر کھولنا پڑا۔ فائر کھٹکتے ہی اندر موجود دو آدمی بھی
باہر آ گئے جس پر حضور نے ایک آدمی کو گولی مارنے کی بجائے زندہ پکڑنے
کے لئے کہا اور ہم نے ان دو میں سے ایک جو افسر تھا اسے مار گستا دیا
اور وہ ایک پشیمان کی ادٹ میں چپ گیا لیکن ہم فائر کرتے رہے۔ حضور
اسی دوران پٹانوں کی ادٹ لپٹا ہوا اس کے عقبی طرف بھاگ گیا اور پھر اسے
بے ہوش کر دیا گیا اور میں تمہیں لینے ادھر دوں گا۔..... حضور نے پورے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہٹا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ چوکی میں پہنچ گئے جہاں باہر فوجیوں کی لاشیں
بکھری پڑی تھیں۔ چوکی کے باہر ایک فوجی بے ہوش پڑا ہوا تھا اس کے
کاندھوں پر کیپٹن کے ستارے موجود تھے اس کے سر پر حضور کھڑا تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ مجاہدین نے ایک اور کافرستانی فوجی چوکی جبار کر
دی۔ مجاہدین کی کارروائیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔..... عمران نے حضور
کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیے۔

"ظاہر ہے ہماری ساری کارروائیاں مجاہدین کے کھاتے میں ہی جا رہی
ہیں۔"

"..... حضور نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہٹا دیا
"اسے ہوش میں لے آؤ حضور۔ ہمارا جہاں زیادہ در تک رکھا
ظہاناک ہو سکتا ہے۔ سپاہی علاقے میں فائرنگ کی آوازیں دور دور تک
ٹانی دیتی ہیں۔..... عمران نے کہا اور حضور نے ٹھک کر اس کیپٹن کا
ہاتھ اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سجدہ کون بعد کیپٹن ہوش میں
آیا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کے کپڑے پر لکھت خوف کے
اثرات ابھرنے لگے۔

"جہاد نام کیا ہے کیپٹن۔..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔
"سروپ کیپٹن سروپ۔..... کیپٹن نے بو کھلائے ہوئے لہجے میں
لب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔۔۔ تم وہی پاکیشانی مجنٹ ہو۔..... کیپٹن سروپ نے اٹھتے ہی
کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنسنے لگا۔
"پاکیشانی مجنٹ کیا مطلب۔..... عمران نے لہجے میں حیرت کا تاثر
ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"تم عام حریت پسند نہیں ہو سکتے۔ وہ اس انداز میں فوجی چوکیوں پر
حملہ نہیں کرتے اور ہمیں پاکیشانی مجنٹوں سے خبردار رہنے کی بات
اطلاع دی گئی تھی۔..... کیپٹن سروپ نے ہنسنے سے روکنا چاہتے ہوئے جواب
دیا۔

"کس نے اطلاع دی تھی اور کیا اطلاع دی تھی۔..... عمران نے
پوچھا۔

ساتھ ہی اس نے لکھتے جھانگ لگا کر ایک بڑی بھان کی اوٹ میں جانا چاہا
 بنیں دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں ہی پٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 پٹا گونگ اٹھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے تقریبی زمین پر گر گیا اور
 بلی طرح کھپتے لگا۔ عمران کے ریلواری گولی اس کے کولے پر لگی تھی۔
 عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر ہیر رکھا اور پھر اسے موڑ
 دیا۔

”بٹاؤ فریکوئنسی بٹاؤ۔“ عمران نے فرماتے ہوئے کہا۔

”بب بب بٹا تا ہوں۔“ چھوڑ دو مجھے بٹا تا ہوں۔“ کیپٹن سروپ
 نے ڈھبٹے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ہر ہٹا دیا۔

”یو لو درہ۔“ عمران نے ایک لمحے کے لئے ہیر ہٹا کر ایک بار پھر
 اس کی گردن پر ہیر رکھتے ہوئے کہا اور اس بار کیپٹن سروپ نے فوراً ہی
 فریکوئنسی بٹا دی۔

”سپیشل کوڈ اور ملٹری کوڈ دونوں بٹاؤ۔“ عمران نے ہیر کو ڈر اس
 سوزتے ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن نے لاشعوری انداز میں دونوں کو ڈبٹا
 دیتے لیکن اب اس کی حالت انتہائی بدتر ہو چکی تھی۔ کولے پر لگنے والی
 گولی اب اپنا اثر دکھا رہی تھی۔ عمران نے ہیر کو ایک جھٹکے سے موڑا اور
 کیپٹن سروپ کی دوش قفس عنصری سے پر واز کر گئی۔

”پیسی پیسی لے آؤ۔ اور ان میں سے فوق تلاش کرو جن کی یو نیٹار مز
 درست ہوں۔“ عمران نے حذر کاپٹے ساتھیوں سے کہا۔

”ایک بھی نہیں ہو گا سب پر گولیوں کے نقصانات ہیں۔“ پاس

”سیکر جنرل گرو نام نے ریش پور پھاؤنی سے۔“ انہوں نے کہا تھا
 کہ چند پاکیشیائی مکتب جو فوجی یونیفارم میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ریش پور
 پھاؤنی تباہ کرنے کی غرض سے دو بیسیوں پر سوار ہو کر ناگورہ بستی کی طرف
 آ رہے ہیں اس لئے ہم ہوشیار رہیں اور اگر یہ بیسی جو کی پر نہیں تو ہم پوری
 طرح چھان بین کریں اور اگر ہمیں ڈر اس بھی شک ہو تو ہم انہیں گولیوں
 سے اڑا دیں۔“ کیپٹن سروپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اگر ایسی پیسیں چیک کر لیتے اور ان پاکیشیائی مکتبوں کو مار
 گراتے تو پھر سیکر جنرل کو کیسے اطلاع دیتے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے ٹرانسمیٹر پر ہی اطلاع دیتا اور کیسے دیتا۔“ کیپٹن
 سروپ نے جواب دیا۔

”کیا فریکوئنسی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”بھٹے تم بٹاؤ کہ کیا تم واقعی پاکیشیائی مکتب ہو۔ مگر تم نے تو بیسیوں
 پر آنا تھا۔“ کیپٹن سروپ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اظہار
 سوال کر دیا اب خوف اور حیرت کے بھٹے جھٹکے سے باہر آ چکا تھا اس لئے
 اب اس کے ہارے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح
 سنبھل گیا ہے۔

”جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔“ عمران کا لہجہ
 لکھتے سر ہڈ گیا۔

”میں جہاں سے کسی سوال کو جواب نہیں دوں گا۔ بھٹے بھی میں نے
 جہیں بہت کچھ بتا دیا ہے۔“ کیپٹن سروپ نے جواب دیا اور اس کے

ٹرانسمیٹر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو ہیلو میجر جنرل گرونام سپیکنگ اوور“..... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”یہی سر..... میں کیپٹن سروپ بول رہا ہوں، چیک پوسٹ نمبر سٹیشن ٹی سے جناب اوور“..... عمران نے لہجے کو انتہائی مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

”سپیشل کوڈ دہراؤ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جواب میں کیپٹن سروپ کا بتایا ہوا اسپیشل کوڈ دہرا دیا۔

”اپنا لمٹری کوڈ دہراؤ اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے میجر جیک لمٹری کوڈ بتا دیا۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ اب پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کس طرح انہیں ہلاک کیا ہے اوور“..... اس بار دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں پوچھا گیا اور عمران نے جواب میں ایک قابل قبول کہانی بنا کر سنائی۔

”دور خمی ابھی زندہ ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
”یہی سر ابھی زندہ ہے لیکن اس کی حالت غراب ہے اوور“..... عمران نے جواب دیا۔

”میری اس سے بات کراؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”یہی سر میں اسے ہوش میں لے آتا ہوں اوور“..... عمران نے کہا اور پھر تین بار منٹ خاموشی رہنے کے بعد کہا۔

”م۔م۔م کیا بات کروں۔م۔م۔م“..... عمران نے انتہائی ڈوبتے

ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر اس نے کیپٹن سروپ کے لہجے میں بات کی۔

”جناب وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ وہ مرنے کے قریب ہے اوور“..... عمران نے کہا۔

”ہوں کیا نام ہے اس کا اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”اس نے اپنا نام عمران بتایا تھا جناب اوور“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم خود آرہے ہیں اوور اینڈ آئل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ان فریکوں میں ریسیڈار مزبور دھونگی وہ بہن نو اور باہر لاٹوں کو لپٹے لباس پہنا کر اٹا دو۔ یہ یقیناً پہلی کا پٹر پر آئیں گے اس لئے لاٹوں کی دکانش ضرور دی ہے۔ انہیں اور سے گولیوں کے نشانات نظر آئیں گے“..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اہلبات میں سر ہلا دیتے۔

کہ بولنے والا کمپنن سرورپ ہی ہے وہ اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔
بہر حال اس کے باوجود اس کا رتاے کا کریڈٹ تم ہی کو گئے۔ آخر تم
میرے جھوٹے بھائی ہو..... میرے جھڑلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”شکر ہے۔ بہر حال اب کیا پروگرام ہے۔ کیا واقعی تم خود وہاں جاؤ گے؟“
..... سینن نے کہا۔

”نہیں! مجھ بہنٹوں کی ہلاکت اسکا بڑا واقعہ نہیں ہے کہ کارستانی فوج
کا میرے جھڑلے ان کے لئے جائے۔ میں کر نل ہیلی کو بھیج دیتا ہوں وہ ان کی
لاشیں لے آئے گا۔“ میرے جھڑلے گورو نام نے بڑے متکبرانہ لہجے میں
کہا۔

”پھر میری ایک بات مان لو کہ ان لاشوں کو براہ راست چھاؤنی کے
اندرون میں لے کر آنا نہیں چھاؤنی سے باہر نہیں رکھو۔ پہلے ان کی باقاعدہ تصدیق
ہو جائے کہ یہی وہ پاکیشیائی بمبٹ ہیں اور واقعی مردہ ہیں تو پھر انہیں
چھاؤنی میں لے آیا جائے۔“ سینن نے جواب دیا۔

”سوری ایسا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ورنہ پوری چھاؤنی میں یہ
بات پھیل جائے گی کہ میرے جھڑلے اس قدر بزدل ہے کہ لاشوں سے بھی
خوف کھاتا ہے۔“ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم کر نل ہیلی کے ساتھ جاؤ اور ان
لاشوں کو لے کر جہاں چھاراج چاہے لے جاؤ اور تصدیق کرتے رہو۔“
..... میرے جھڑلے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ سینن نے جواب دیا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ

”دیکھا سینن میرے فوجیوں نے کس طرح ہیلی ہی چیک پوسٹ پر
ان پاکیشیائی بمبٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنہیں تم اس قدر خطرناک کہہ
رہے تھے اور جنہوں نے بقول چھاراجے ہلاک ہونے والے چاروں سیکشن
ہیڈس کو ہلاک کر دیا ہے۔“ ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی میرے جھڑلے گورو نام
نے بڑے طنزیہ لہجے میں ساتھ بٹھے ہوئے سینن سے مخاطب ہو کر کہا اور
سینن کا چہرہ آگ کی طرح چمک اٹھا۔

”مجھے اب بھی یقین ہے کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے۔ یہ لوگ اتنی آسانی
سے کبھی بھی نہیں مارے جاسکتے۔“ سینن نے ہنستے ہوئے
کہا۔

”چھاراج اس بات کے پیش نظر میں نے سپیشل کو ڈاکٹر ملز کی کوڈ بھی
جو چھاراج تھا اور دونوں کو ڈاکٹر نے درست بتائے ہیں اور کر نل ہیلی نے جو
کہ کمپنن سرورپ کا انچارج ہے چھاراج سے سلسلے اس بات کی تصدیق کی ہے

وہ جا کر کیمپٹن سروسپ سے بات کرے گا۔ لاشوں کو چیک کرے گا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر دم سے رابطہ کر کے اس بات کی تصدیق کرے گا کہ حالات دیکھے ہی ہیں جیسا کہ بتائے گئے ہیں تو پھر ہم اپنا ہیلی کاپٹر نیچے اتاریں گے۔۔۔۔۔ کرنل ہیلی نے جواب دیا اور میسن نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا اور مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے مرکز کرنل ہیلی کو بتایا کہ ہیلی چیک پوسٹ آنے والی ہے۔

”ایسی جگہ ہیلی کاپٹر فضا میں معلق کر دینا کہ ہمیں چیک پوسٹ پر ہونے والی کارروائی بھی نظر آتی رہے اور نیچے سے مطمئن گن فائرنگ کی دھج سے بھی ہیلی کاپٹر باہر رہے۔۔۔۔۔ کرنل ہیلی نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اطاعت میں سر ہلادیا۔ کرنل ہیلی نے ہاتھ میں موجود مضموض ٹرانسمیٹر کا بشن دیا کہ کال دین شروع کر دی۔

”ہیلے ہیلے کرنل ہیلی کالنگ کیمپٹن وکرم اوور۔۔۔۔۔ کرنل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر کیمپٹن وکرم الٹو لنگ اوور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیمپٹن وکرم ہمارا ہیلی کاپٹر فضا میں معلق رہے گا۔ تم اپنا ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ کے قریب کسی مناسب جگہ پر لینڈ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت چیک پوسٹ پر جاؤ گے لیکن تم نے اطمینان ہو کر بتانا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہاں دشمن فلیمنٹ فوجیوں یا ہتھیاروں میں ہوں یا دیکھے ہی چھپے ہوئے ہوں۔ اگر ایسی صورت حال ہو تو فائر کھول دینا اور انہیں

کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد چھاؤنی سے وہ بڑے فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں اڑے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد چھپائی چھپک پوسٹ تھی۔۔۔۔۔ آگے والے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ میسن اور کرنل ہیلی موجود تھے جب کہ عقبی ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ پانچ مسلح فوجی بھی تھے۔ میسن نے وہ ہیلی کاپٹر ان کا بندوبست اس لئے کیا تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر کرنل ہیلی اور مسلح فوجیوں کو لے کر واپس چھاؤنی چلا جائے گا جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر پر وہ ان پاکیشیائی ہینٹنوں کی لاشیں لاد کر وکام سیکشن ہینڈ کو اتریں لے جائے گا اور پھر وہاں کسی بھی ذریعے سے ان کی تصدیق کرانے کے بعد وہ اس ہیلی کاپٹر پر ہی ان لاشوں کو لے کر کافرستان روانہ ہو جائے گا تاکہ صدر کے سامنے ان لاشوں کو پیش کیا جاسکے۔

”کرنل ہیلی تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی ہے نا۔۔۔۔۔ میسن نے ہیلی کاپٹر کے فضا میں بلند ہوتے ہی ساتھ ہیٹھے ہوئے کرنل ہیلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ آپ فکر نہ کریں سر۔ ہم پہلے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہمارے ساتھ کوئی فراڈ تو نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد وہاں اتاریں گے۔۔۔۔۔ کرنل ہیلی نے موڈ ہائے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس طرح تصدیق کروں گے۔۔۔۔۔ کیا پلاننگ ہے تمہارے ذہن میں۔۔۔۔۔ میسن نے کہا۔

”جواب چیک پوسٹ پر پہلے دوسرا ہیلی کاپٹر اترے گا۔ ان میں کیمپٹن سروسپ کا دوست کیمپٹن وکرم موجود ہے۔ اس کے ساتھ چار مسلح فوجی ہیں

ایک مخصوص بلندی پر متعلق کر دیا۔ مینن اچھل کر پالٹ کے ساتھ فرٹ سیٹ پر اٹھ گیا اور کھوکی کے ساتھ لنگی ہوئی دور بین اندر کر اس نے آنکھوں سے لگائی اور نیچے چوکی کو دیکھنے لگا جب کہ کرنل بیلی عقبی سیٹ کے ساتھ والا دروازہ کھول کر ویسے ہی سہا بر نکال کر دیکھنے لگا۔ دوسرا بیلی کا پڑا ہوا نیچے اترنے کے لئے مخصوص جگہ کی تلاش کے لئے راؤنڈ لگا رہا تھا، اسی لمحے چوکی میں سے چھ فوجی سپاہی اور ایک کپٹن نکل کر باہر آ گئے۔ مینن نے دیکھا کہ فوجی بیپ کے ساتھ دو اور بیسیں بھی موجود تھیں اور چوکی کے باہر ایک طرف آٹھ لاکھیں بھی موجود تھیں جن کے ذریعے سول تھے وہ سب سرائیلی کا پڑا ہوا بیلی کی طرف دیکھ رہے تھے پھر کچھ دور دوسرا بیلی کا پڑا ہوا تھا۔ کپٹن تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا۔

"یہ لگتا تو کپٹن سروپ ہی ہے۔" کرنل بیلی نے کہا۔

"ہاں حالات تو درست ہی نظر آ رہے ہیں۔ لاکھیں بھی موجود ہیں اور بیسیں بھی۔۔۔۔۔۔ مینن نے نوٹ یہ سمجھنے ہوئے جواب دیا۔ پھر اسے دور بیلی کا پڑا ہوا پاس کھڑے ہوئے سارے فوجی نظر آنے لگے۔ ان میں کپٹن وکرم اور اس کے چار مسلح ساتھی بھی تھے۔ چوکی سے جانے والا کپٹن سروپ بھی ان کے پاس کھڑا تھا اور وہ شاید آپہیں میں باتیں کر رہے تھے پھر وہ سب مڑ کر چوکی کی طرف آنے لگے۔ دونوں کپٹن آگے اور ہاروں مسلح فوجی اس کے عقب میں تھے۔

"سراگر آپ یہ دور بین مجھے دے دیں تو میں جہاں سے بھی کپٹن سروپ کو شناخت کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔ کرنل بیلی نے کہا۔

ہلاک کر دیا اور اگر حالات نارمل ہوں تو تم نے اپنے دوست کپٹن سروپ سے ملنا ہے۔ سب سے پہلے تم اس بات کو چیک کر دو گے کہ کیا وہ اصل کپٹن سروپ ہے یا نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے کپٹن سروپ کا میک اپ کیا ہوا ہو۔ کچھ گئے ہو اور۔۔۔۔۔۔ کرنل بیلی نے کہا۔

"میں سر۔۔۔۔۔۔ مگر ہم میک اپ کیسے چیک کریں گے۔" اگر آپ پہلے یہ صورت حال بتا دیتے تو ہم میک اپ وائر ساتھ لے آتے اور۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے نوڈ ہاتھ لگے میں جواب دیتے ہوئے کہا "یہ۔۔۔۔۔۔ نائس۔۔۔۔۔۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ تم اس کے بچپن کے دوست ہو۔ اس سے ایسے سوالات کرو جن کا کپٹن سروپ کے علاوہ اور کوئی جواب ہی نہ دے سکتا ہو اس طرح تم اسے چیک کر لو گے اور۔۔۔۔۔۔ کرنل بیلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔۔۔۔۔۔ بالکل سر۔۔۔۔۔۔ اب میں سمجھ گیا ہوں سر اور۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرنل بیلی نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"جہاں یہ کپٹن ذہنی طور پر احمق آدمی لگتا ہے۔۔۔۔۔۔ مینن نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کپٹن نائپ لوگ ہوتے ہی ایسے ہیں۔ ذہن تو استعمال ہی نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔ کرنل بیلی نے جواب دیا اور مینن مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد پالٹ نے رفتار بھی کر دی اور پھر اس نے بیلی کا پڑا ہوا

..... کیپٹن وکرم کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

”میرا نام سناؤ اور“..... کرنل بیلی نے کہا۔

”کرنل بیلی جناب اور“..... کیپٹن وکرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او۔۔۔۔۔ کے ہم آ رہے ہیں اور ایٹا آل“..... کرنل بیلی نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب مجھے یقین آ گیا کہ کافرستانی کیپٹن اگر یہ خوف ہوتے ہیں تو کافرستانی کرنل اجتائی عقلمند ہوتے ہیں۔ تم نے واقعی اپنا نام بھلے نہ بتا کر اور پھر کیپٹن وکرم سے جوچ کر واقعی بے حد عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔“

..... مینن نے اجتائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”شکر ہے سر“..... کرنل بیلی نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو بیلی کا پرنٹے اتارنے کا حکم دے دیا۔ مینن کے چہرے پر اب مکمل اطمینان اور لاسیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اور ہاں یہ لو..... تم اسے پہناتے ہو اس نے اچھی طرح چٹیک کر لو“..... مینن نے آنکھوں سے دور بین بنائی اور نیچے بیٹھے ہوئے کرنل بیلی کی طرف بڑھا دی۔ کرنل بیلی نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور حذر سے چوکی کی طرف آتے ہوئے کیپٹن سروپ کو دیکھنے لگا۔

”میں سر یہ کیپٹن سروپ ہی ہے“..... کرنل بیلی نے مطمئن لہجے میں کہا اور مینن نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

”گھڑ..... اس کا مطلب ہے۔ آخر کار یہ کارنامہ کیپٹن سروپ نے سر انجام دے ہی دیا۔ یہ لوگ یقیناً فطرت کی وجہ سے مارے گئے ہوں گے انہیں احساس تک نہ ہوگا کہ اس طرح ان پر فائر کھل سکتا ہے۔“

مینن نے کہا اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ دونوں کیپٹن چوکی کے اندر چلے گئے جب کہ کیپٹن وکرم کے ساتھ چاروں فوجی بھی ان کے پیچھے چوکی کے اندر جا کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ باہر کھڑے فوجیوں میں سے بھی چار فوجی ان کے عقب میں اندر چلے گئے۔ سب باہر دو فوجی کھڑے نظر آ رہے تھے۔ اور پھر تقریباً چھ سات منٹ بعد کرنل بیلی کی گود میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کیپٹن وکرم کالنگ۔ اور“..... کیپٹن وکرم کی آواز سنائی دی۔

”نہیں کرنل بول رہا ہوں اور“..... کرنل بیلی نے اپنا نام بتانے بغیر جواب دیا اور مینن چوتھ کر اسے دیکھنے لگا۔

”سر میں نے اچھی طرح چٹیک کر لیا ہے۔ سب او۔۔۔۔۔ کے ہے اور“

بر لاٹوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اور صندوق کی تختی پر
 عمران نے ان لاٹوں پر بھی غائر نگہ کر دی تھی جب ان کے محسوس پر
 لڑاں اور اس کے ساتھیوں کے لباس سے ہر فوجی کی جیسوں سے ان کے
 مخصوص ملٹی شاختی کارڈ بھی مل گئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے نام بھی
 یاد کر لئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے انہیں بدانت کر دی تھی
 کہ وہ بغیر اشد ضرورت کے بات نہ کریں کیونکہ ان میں سے کسی کی قواہز
 اور لچے کا انہیں علم نہ تھا۔ صدیقی باہر دور ایک پہاڑی پر موجود تھا تاکہ
 اہلی کا پڑاؤ تو دہ اسے دور سے چیک کر کے انہیں اطلاع دے سکے جب
 کہ عمران اور اس کے ساتھی چوکی کے اندر ہی تھے۔ اپنی دونوں جیسوں
 عمران نے منگوالی تھیں کیونکہ اس میں ان کا مخصوص اسلحہ بھی تھا اور
 میک اپ باکس بھی۔ دونوں جیسوں چوکی سے باہر فوقی جیب کے ساتھ
 موجود تھیں۔

عمران نے نہ صرف یونیفارم بہن لی تھی بلکہ اس نے اپنے ہجرے پر
 باقاعدہ گیلیٹن سرپ کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ اس طرح اس کے
 سارے ساتھیوں نے بھی یونیفارم بہن لی تھی کیونکہ ٹرکوں میں سے
 یونیفارم انہیں مل چکی تھیں اور چونکہ فوجی عام طور پر مخصوص جیسوں کے
 ہوتے ہیں اس لئے کسی نہ کسی طرح سب نے یونیفارم بہن ہی لیں۔
 فوجی بوٹ پہننے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کے چہروں پر بھی وہاں
 موجود فوجیوں کا میک اپ کر دیا اور پھر اس کی بدانت پر لاٹوں کی
 یونیفارم انکار کر انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ڈرامے پہنا دیئے
 گئے اور ان لاٹوں پر بھی عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر
 دیا۔ یہ میک اپ عمران نے اس انداز سے کی بنا پر کیا تھا کہ ہو سکتا ہے سو
 پر سے جیسوں پر بیٹھنے اور وہاں سے پلٹے ہوئے وہاں کسی آدمی نے انہیں
 دیکھا ہو اور اس سے بلیک ہاؤنڈ نے ان کے طبقے بھی معلوم کر لئے ہوں۔

عمران صاحب دور سے دو اہلی کا پڑاؤ دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کا
 رخ ادھر ہی ہے۔ اچانک صدیقی نے چوکی میں داخل ہوتے ہی کہا
 اور عمران چونک کر اڑھ کھڑا ہوا، کیونکہ چوکی میں ایک ہی کرسی تھی اور
 عمران اس کرسی پر بیٹھا میز پر نقشہ پھیلائے، میز پر دو چھائی کا محل وقوع لچہ
 چیک کرنے میں مصروف تھا باقی ساتھی کھڑے تھے۔ عمران نے اٹھ کر
 بلدی سے نقشہ چھہ کیا اور پھر اس نے سب کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور
 تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔
 "ارے یہ ایک اہلی کا پڑاؤ تو فضا میں منسلق ہو گیا ہے۔ ہونہ اس کا

مطلب ہے کہ یہ لوگ ابھی تک ہماری طرف سے مشکوک ہیں۔
 عمران نے اونچی آواز میں کہا۔
 "ہاں بالکل..... معلق ہیلی کاپٹر میں سے ہمیں شاید خاص طور پر دور بین سے بھی چیک کیا جا رہا ہے۔"..... مفرد نے کہا۔

"عمران صاحب یہ دور بین والا سول ڈریس میں ہے جب کہ حقیت پر یہ چھاؤ کرغل ہے اور یہ نیٹارم میں ہے۔"..... صدیقی نے کہا۔
 "یہ سول ڈریس والا نتیجہ نامین ہو گا۔"..... بلیک ہاؤنڈ کا چیل۔
 "عمران نے کہا..... اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر کچھ دور ایک پتھر پر اتر گیا۔
 "تم کرغل ہیلی کی نظروں میں مشکوک ہو اور اس نے مجھے خاص طور پر برائیت کی ہے کہ میں جہارا امتحان لوں تم سے ایسے ایسے سوالات پر جوں جن کا جواب صرف کیپٹن سروپ ہی دے سکتا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔"..... وکرم نے اس انداز میں ہنستے ہوئے کہا جیسے کرغل ہیلی کا مفکد اڑا رہا ہو۔
 "اوہ اچھا یہ بات ہے تو بھی پھر تو امتحان لے لو۔ کہ دو سوال لیکن ایک بات بنا دوں اپنے ماتحتوں کے سامنے کوئی ایسا سوال نہ پوچھ لینا کہ جس کے جواب کے بعد تم ان سے چہرہ چھپاتے مجھ۔"..... عمران نے اہتائی بے تکلفانہ لگے میں کہتا تو کیپٹن وکرم بے اختیار ہتھکڑیاں مار کر ہنس پڑا۔
 "اب میں اتنا احمق بھی نہیں ہوں بس ہو گیا اطمینان آنکھ کی میں پلٹے ہیں۔ وہ لاشیں مجھے دکھاؤ۔ ورنہ اگر ہمیں سے کرغل ہیلی کو کال کر دیا تو وہ مجھ پر چڑھائی کر دے گا کہ میں نے پوری چیکنگ نہیں کی۔".....

"تم لوگ ہمیں ٹھہرو۔"..... میں جانتا ہوں عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تجربی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس نے اپنی پال کو فوجی ہی رکھا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سے ایک کیپٹن اور چار فوجی سپاہی اتر رہے تھے۔ جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

"ایک کیپٹن سروپ۔"..... اس کیپٹن نے اہتائی بے تکلفانہ لگے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیپٹن سروپ کا بے تکلف دوست ہو۔

"اوہ تم..... کیپٹن وکرم۔ تم آئے ہو۔ مگر....." عمران نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اسی بے تکلفانہ لگے میں کہا اور عمران نے واضح طور پر دیکھا کہ اس کے نام پیتے ہی کیپٹن کے چہرے پر لچکتا اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"اس کا مطلب ہے تم ٹپٹے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اگر میرا نام

”انہیں مارنا نہیں صرف بے ہوش کرنا“..... عمران نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے وکرم کی کھنٹی پر لٹ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ پانچوں فرش پر سبے ہوش ہڑے ہوئے تھے۔ کپٹن وکرم تو کھنٹی پر غریب کھا کر سبے ہوش ہوا تھا جب کہ باقی چاروں فوجی سپاہیوں کی گردنیں نیچی نظر آ رہی تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں عقب سے چپا کر مخصوص انداز میں ان کی گردنیں نیچی کر کے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔

”اچھی طرح چیک کر لو..... انہیں فوری طور پر ہوش میں نہیں آنا چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”انہیں باندھ نہ دیں یہاں رسیوں کے بڈل تو موجود ہیں“..... صفدر نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلایا۔ اور وہ سب تیزی سے رسیاں اٹھا کر ان بے ہوش افراد کے ہاتھوں کو عقب میں کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عمران دروازے میں اٹھیا۔

”وہ پہلی کاپیڑ فضا میں ہے یا اتر گیا ہے“..... عمران نے اندر سے ہی اونچی آواز میں باہر موجود صدیقی سے پوچھا۔

”فضا میں موجود ہے“..... باہر سے صدیقی کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑ گیا۔ پھر اس نے منہ کر کپٹن وکرم کی کلاشی لمبی شروع کر دی اور اس کی جیب سے ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ اس کے کالڈات بھی اس نے نکال لئے اور پھر اس نے ان کالڈات کو دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے

کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلایا اور پھر وہ سب مرکز چوکی کی طرف بڑھنے لگے۔

”دیکھ تم نے یہ کارنامہ سرانجام کیسے دے دیا۔ تم تو سارے گروپ میں سب سے بزدل آدمی تھے“..... کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بزدل ہی کارنامے سرانجام دیا کرتے ہیں وکرم، جہادی طرح احمق کارنامے سرانجام نہیں دے سکتے“..... عمران نے جواب دیا اور وکرم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”ہنس ہنس ایک کارنامہ اتفاقی سے کیا سرانجام دے دیا۔ پھیلنے ہی جا رہے ہو“..... وکرم نے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

چوکی کے قریب عمران کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکلیں، جھپکا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو آئی کوڈیں ایک خاص پیغام دے دیا اور پھر صبیہ ہی عمران۔ کپٹن وکرم اور اس کے چار مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ صفدر۔ تصویر۔ کپٹن فکیل اور نعمانی ان کے پیچھے اندر آ گئے۔

”دولاشیں تو باہر پڑی ہیں..... وہ تو تم نے دیکھی ہی نہیں..... چلے تم سب کو ہی لاشیں بنا دیتے ہیں“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھگت گھوما اور کپٹن وکرم بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر ایک طرف جا کر گر ا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی جو وکرم کے ساتھ آنے والے چاروں سپاہیوں کے پیچھے کھڑے تھے اچانک ان پر نوٹ بڑے۔

”اوہ یہ تو اس کے قریب اتر رہا ہے۔“ عمران نے ہونک کر کہا اور پھر اس نے صفدر اور تنویر کو آواز دے کر بلایا اور اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر اس نے صدیقی کو بھی ساتھ آنے کے لئے کہہ دیا جب کہ لیٹوب مڑ کر چوکی کی طرف بڑھ گیا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

”اچھا ہوا دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے ہی لینڈ ہوئے ہیں۔ ہم نے اب فوری ایکشن لینا ہے۔ کر تل ہیلی اس سول ڈریس والے کو اور دونوں پائلٹوں کو فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے پیچھے آنے والے ساتھیوں نے جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیے۔ ہیلی کاپٹر سے دو آدمی نیچے اتر کر کھڑے انہیں اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک یونیفارم میں اور دوسرا سول ڈریس میں تھا جب کہ پائلٹ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”وہ کیپٹن وکرم کیوں نہیں آیا۔“ عمران کے قریب پہنچتے ہی کر تل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا وہ براہوکن اور محتاط نظر آ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ جپٹ سے لگے ہوئے، دوسروں سے نظر آنے والے بھاری دیوالور کے دھستے پر تھا، وہ اٹھا۔

”سردہ میرے ساتھیوں کا امتحان لے رہا ہے۔“ عمران نے قریب جا کر اطمینانی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا یہ بات ہے۔“ عمران نے دونوں نے مطمئن انداز میں کہا۔
”یہ سر۔“ عمران نے ایک طرف ہلکتے ہوئے کہا اور اس کے

”اوہ۔“ کے ہم آ رہے ہیں۔ اور ایڈ آئل۔“ دوسری طرف سے کر تل ہیلی کی آواز سنائی دی اور عمران ٹرانسمیٹر بند کر کے بے اختیار ہنس پڑا۔

”کافرستانی فوج میں بھی ایک سے ایک احمق بھرے پڑے ہیں۔ پہلے وکرم اپنے سینے پر موجود لپٹے نام کی چٹی کے باوجود میری طرف سے اپنا نام سن کر مطمئن ہو گیا تھا حالانکہ وہ میرے سینے پر بھی نام کی چٹی لگی دیکھ رہا تھا اور اب یہ کر تل ہیلی صرف اپنا نام سن کر بھی مطمئن ہو گیا ہے حالانکہ میں نے اس خدشے کے تحت وکرم کے کاغذات، بجیک کے تھے کہ شاید وہ کوڈ وغیرہ بوجھ لے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب سب جہادی طرف عقلمند تو نہیں ہو سکتے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تم مجھے عقلمندی کا سرٹیفکیٹ جاری کر کے مجھے فیڈ سے آؤٹ کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فیڈ سے آؤٹ کیا مطلب۔“ تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔
”خواتین احمقوں کو ظہر بنانا پسند کرتی ہیں اور عقلمندوں سے الگ رہتی ہیں۔“ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس کر رہ گیا جب کہ باقی ساتھی بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑے کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں تنویر کو احمق کا خطاب دے دیا تھا۔

”عمران چوکی سے باہر نکلا تو اس نے دوسرے ہیلی کاپٹر کو پہلے ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اترتے ہوئے دیکھا۔

ساتھی بھی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔

”اوه تم نے مجھے سیلٹ نہیں کیا..... آگے بڑھتے ہوئے اچانک کرئل ہیلی نے رک کر کہا۔

”میں کافرستانیوں کو سیلٹ کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ اچھا ہی کافی ہے کہ میں نے جہیں سرکہہ دیا ہے..... عمران نے اپنے ساتھیوں کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو..... کرئل ہیلی نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا یہی تھا کہ عمران اور ستور بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں گردنیں نیچے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پائٹس کو بھی صفرا اور صدیقی نے بے ہوش کر دیا تھا کیونکہ جب عمران اور ستور نے کرئل ہیلی اور دوسرے آدمی پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں ہیلی کاہنزوں میں چھلانگیں لگا کر چڑھ چکے تھے اور ظاہر ہے پائٹس کو تو پہنچے ہی فوجیوں کی طرف سے اس طرح اچانک حملے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے وہ بھی پلک جھپکنے میں گردنیں نیچے کر دے بیٹھوں پر ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

میجر جنرل گرونام اپنے دفتر میں موجود تھا کہ مین برکے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر جنرل گرونام نے ہونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں..... اس کا پیج بے حد کشت تھا۔

”سر کرئل آتارام بول رہا ہوں۔ سیکورٹی آفیسر..... دوسری طرف سے ایک سوڈا پانی آواز سنائی دی۔

”ہیں کیا بات ہے..... گرونام نے ہونک کر پوچھا۔

”سر جناب مینٹن اور کرئل ہیلی کاہنزوں میں واپس آئے ہیں۔ ہیلی کاہنز جھاڑی کے گیٹ کے باہر مخصوص جگہوں پر لینڈ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ آپ کا حکم تھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے کوئی باہر سے اندر نہ آئے چاہئے کوئی بھی ہو..... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

”اودا حق آدمی..... میرا مطلب کسی انجینی سے تھا۔ کرئل ہیلی اور

”مجھے تو پہلے ہی یقین تھا۔ شکر ہے کہ جہاد اشک بھی دور ہو گیا لیکن تم نے تو جانتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ تصدیق ہوتے ہی تم ان لاشوں کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر کافرستان لے جاؤ گے۔“ گردنام نے کہا۔

”وہ ان کا لیڈر عمران ہمارے پہنچنے تک زندہ تھا۔ میں نے مخصوص انداز میں جب اس سے پوچھ چچھ کی تو اس نے ایک خوفناک انکشاف کیا ہے کہ جھاڑی کے اسلحہ ڈپو میں ان کا ایک آدمی پہلے ہی ہتھیار چکا ہے لیکن اس آدمی کے متعلق تفصیل بتانے سے پہلے ہی وہ مر گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ کس قدر خطرناک بات ہے اس لئے میں لاشیں لے کر فوراً لے آیا ہوں تاکہ اس عمران کی لاش کو اسلحہ خانے میں لے جایا جائے تو یقیناً اس کا ساقی اپنے جذبات نہ چھپا سکے گا۔ اس طرح ہم آسانی سے اسے ٹریس کر کے ختم کر سکتے ہیں۔“ دوسری طرف سے مین نے کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔۔۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے۔“ ویری بیٹہ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ لاشیں لے آئے ہو۔ اس آدمی کی پلاکٹ انتہائی ضروری ہے۔ فون سکورنی آفسیر کو دو۔۔۔۔۔ میجر جنرل گردنام نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ واقعی اس کے ذہن میں مین کی بات سن کر دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ کیونکہ کسی غیر ملکی ایجنٹ کی اسلحہ خانے میں سہولت کی بذات خود انتہائی خطرناک ترین بات تھی۔

”ہیلے سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرئل آفٹارام کی آواز سنائی دی۔

”فوراً دونوں ہیلی کاپٹروں کو اندر بھجواؤ۔ ان لاشوں سمیت اور تم بھی

جہاد مین سے تو نہ تھا، لیکن جہاد مین واپس کیوں آگئے ہیں۔ کیا ان کے ہمراہ لاشیں بھی ہیں۔“ گردنام نے کہا۔

”میں سر سہ لاشیں بھی ایک ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔“ سکورنی آفسیر نے جواب دیا۔

”میری وائر لیس فون پر جہاد مین سے بات کرو۔“ گردنام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اسے مین کی آواز سنائی دی۔

”ہیلے مین بول رہا ہوں۔“ یہ کیا شے ہے۔ ہمیں باہر کیوں زبردستی اندر لیا گیا ہے۔“ مین کے لہجے میں غصہ تھا۔

”اور یہ بات نہیں مین جو تم کچھ رہے ہو۔ دراصل اس واقعہ سکورنی آفسیر نے میرے پہلے آڈر کو تم پر بھی اٹھائی کر دیا ہے۔ میں نے اسے ہٹا دیا ہے۔ لیکن تم نے تو خود مجھے مشورہ دیا تھا کہ لاشوں کو میں جھاڑی میں نہ منگواؤں اور اب تم خود لاشوں کو لے کر جھاڑی آئے ہو۔“ گردنام نے کہا۔

”اس وقت میرے ذہن میں شک موجود تھا لیکن اب مکمل طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ مرنے والے واقعی پاکستانی ایجنٹ ہیں اور میں اپنے پہلے خیال پر شرمندہ ہوں۔ تمہارے کمپن سروپ نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“ دوسری طرف سے مین نے جواب دیا اور گردنام کا سینہ بے اختیار دھڑا ہوا۔

نیرے دفتر پہنچے..... میر جزل گرونام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گرونام نے ایک جھگے سے دوسرے دیکھ دیا۔

"اس احمق کرئل آتارام کا میں کورٹ مارشل کر دوں گا اگر واقعی یہ مہنٹ اندر سے دستیاب ہو گیا....." گرونام نے غصے سے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کے دفتر کا دروازہ کھٹا اور بٹلے مینٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مسکروٹی آفیسر کرئل آتارام تھا۔ کرئل آتارام نے اندر داخل ہوتے ہی زوردار انداز میں منگولٹ کیا۔

"سر آپ نے طلب فرمایا تھا....." آتارام نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "مینٹ کہاں ہے اس عمران نامی آدمی کی۔ لاش فوراً اسے منگولڈ میں جہاز سے ساتھ ہی اسٹوٹ خانہ جانا چاہتا ہوں....." گرونام نے کہا۔

"کرئل آتارام باہر جا کر کرئل بیلے سے کہو کہ وہ اس عمران کی لاش اٹھا کر کہاں لے آئے اور سنو تم باہر فہرہ دو گے....." مینٹ نے کرئل آتارام سے مخاطب ہو کر تھمکانے لگے میں کہا۔

"نہیں سر....." کرئل آتارام نے کہا اور تیزی سے سڑک کرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا واقعی وہ مہنٹ وہاں ہو گا مینٹ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یہاں مسکروٹی کا نظام اس قدر سخت ہے کہ کسی کے اندر آنے اور پھر خاص طور پر اسٹوٹ ڈپو میں پہنچنا ناممکن ہے....." گرونام نے کرئل آتارام کے باہر

جاتے ہی مینٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ممکن تو واقعی نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے....." مینٹ نے جواب دیا وہ اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں جہاز کی بات درست ہے۔ واقعی رسک نہیں لیا جاسکتا....." گرونام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھٹا اور

کرئل بیلے ایک لاش کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے لاش کو فرش پر رکھا ہی تھا کہ اچانک مینٹ کرسی سے اٹھا اور پھر گرونام نے صرف اس کا بازو گھومتے ہوئے دیکھا اس کے بعد جیسے اس کی کٹپٹی پر کسی نے اسٹیم کا دھماکا کر دیا ہو اس طرح دھماکا ہوا اور اس کا ذہن ٹھٹھٹ

تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیرے میں جھگو چمکا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ پیدا ہوا اور پھر تیزی سے روشنی ذہن میں پھیلتی چلی گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ یہ

دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ لپٹے دفتر کے نیچے بنے ہوئے ریٹ روم میں ایک کرسی پر دسیوں سے جکڑا ہوا پٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سے یوٹیفارم غائب ہو چکی تھی اور جسم پر صرف ایک زربامہ تھا۔ اس کے

سلسلے ایک میر جزل گرونام موجود تھا بالکل اس جیسا جب کہ اس کے ساتھ مینٹ بھی کھڑا ہوا تھا اور کرئل بیلے بھی۔

"یہ..... یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم مینٹ....." میر جزل گرونام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اسے حقیقتاً اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا خاص طور پر مینٹ جو اس کا چھوٹا بھائی تھا اس کے سلسلے اس طرح

دونوں میں سے کون اصل ہے۔ تم کوئی حرکت نہ کرو گے۔..... اس بار سینن نے بھی جھٹکے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے رنو لور نکال کر اس کا رخ نقلی گرونام کی طرف کر دیا اور گرونام کا دل مسرت سے پلیوں اچھل پڑا۔

سینن نقلی ہے۔ یہی نقلی ہے۔ سینن تم اس سے والدین کے بارے میں پوچھو۔..... مجھ کے حالات معلوم کرو۔ ابھی اس کی اسلیٹ سلٹنے آ جائے گی۔..... گرونام نے مسرت سے جبرور لکچے میں کہا۔

”میں نے سب کچھ پوچھ لیا ہے اور اس نے درست بتایا ہے اس لئے تو مجھے یقین آگیا تھا کہ تم ہی نقلی ہو۔ لیکن اب میرے ذہن میں ایک ایسی بات آئی ہے جس کا جواب کسی طرح بھی نقلی، میجر جنرل کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا جواب تم دونوں میں سے جو بھی بتائے گا وہی اصل ہوگا۔..... سینن نے اہتائی سنجیدہ لکچے میں کہا اور گرونام چونک پڑا کیونکہ سینن کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

”کون سی بات۔..... گرونام نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جہادئی میں امیر جنسی ڈیکٹر کرنے کے لئے حکومت کافرستان کی طرف سے ایک خصوصی پاس ورڈ مقرر ہے اور اصل گرونام نے جہادئی پاس ورڈ جہادئی کے تمام سرکردہ افراد کو بتایا ہوا ہوگا جب کہ نقلی گرونام یہ پاس ورڈ نہیں جانتا۔..... سینن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں۔ ہاں بالکل۔ تم نے بالکل درست کہا ہے۔ پہلے اس سے پوچھو پھر میں بتاؤں گا۔..... گرونام نے اہتائی مسرت جبرے لکچے میں کہا

اطمینان سے کھوا تھا۔

”تو جہاد اخیال تھا کہ تم میجر جنرل گرونام بن کر ہمیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔..... سلٹنے کھڑے گرونام نے اہتائی کرخت لکچے میں کہا اور گرونام کے ذہن میں یہ اختیار دھماکے سے ہونے لگ گئے۔ وہ اپنی آواز اور لہجہ بھانٹتا تھا اور سلٹنے کھڑے نقلی گرونام کی آواز اور لہجہ بالکل اس جیسا ہی تھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نقلی ہو۔ میں اصل گرونام ہوں۔ سینن تم خاموش کیوں کھڑے ہو۔ کرئل پٹی اسے شوٹ کر دو۔ ات لازمانی آؤ۔..... گرونام نے حق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔

”تم ابھی تک یہی سمجھ رہے ہو کہ جہاد سے جبرے پر گرونام کامیاب آپ ہے جب کہ اس وقت جہاد اصل جبرہ ہمارے سلٹنے ہے۔ تم پاکیشیائی فوجبٹ ہو۔..... اس بار سینن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بکواس۔ یہ سب بکواس ہے۔ دھوکہ ہے۔ میں اصل گرونام ہوں یہ نقلی ہے۔..... گرونام پر واقعی وحشت سی اور ہو گئی۔

”سر کہیں واقعی ہم سے کوئی چکر نہ چلایا جا رہا ہو۔..... اپنا تک کرئل پٹی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی عصین گن کا رخ گرونام کے سلٹنے کھڑے ہوئے نقلی گرونام کی طرف کرتے ہوئے سینن سے کہا۔

”کیا۔ جہادی یہ جرات کہ تم میجر جنرل پر عصین گن اٹھاؤ۔..... نقلی گرونام نے میسے سے جھٹکے ہوئے کہا۔

”کرئل پٹی درست کہہ رہا ہے اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ تم

"اگر میں نے کچھ بتا دیا تو پھر یہ سن لے گا اس لئے میں جہارے کان میں بتاتا ہوں۔"..... گردنام کے سامنے کھڑے نقلی گردنام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کھڑے مینن کے کان کے قریب منہ لے جا کر کچھ کہا تو مینن کے ہونٹ بھیٹھک گئے۔ اس نے سر موڑ کر بڑے مخصوص انداز میں کرٹل جیلی کو آنکھ کا اشارہ کیا اور گردنام اس اشارے کو دیکھتے ہی کچھ گھٹیا کہ اس نقلی گردنام نے درست پاس دروازہ نہیں بتایا اس لئے مینن اس گردنام پر اپنا تک حملہ کرنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اب تم بتاؤ۔"..... مینن نے اشارہ کرنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نان سٹاپ ایکشن۔"..... گردنام نے جلدی سے ایمر جنسی کے لئے مخصوص شفیعہ پاس دروازہ بتا دیا۔

"تم نے غلط بتایا ہے۔ اس لئے تم ہی نقلی ہو۔"..... اپنا تک مینن نے کہا اور گردنام بے اختیار اچھل پڑا، لیکن ظاہر ہے اسے اچھلنے کا سرف احساس ہی ہوا ورنہ اس کے جسم نے تو حرکت ہی نہ کی تھی کیونکہ وہ بندھا ہوا تھا جب کہ اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے تو میچ پاس دروازہ بتایا ہے لیکن مینن اسے غلط کہہ رہا تھا جب کہ مینن کو بھی اصل پاس دروازہ کا علم تھا۔

"کیا۔" کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے غلط بتایا ہے۔"..... گردنام نے ملق کے بلی پچھتے ہوئے کہا۔

نہ ٹھیک ہے۔ اس کا بچہ بتا رہا ہے کہ اس نے جگ بولا ہے۔..... اپنا تک مینن نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور گردنام بے اختیار ہونٹ نک پڑا۔ کیا۔ کیا۔ تم۔..... گردنام نے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔ گردنام تم ہی اصل ہو۔ اور جہارے بھائی مینن اور کرٹل جیلی دونوں کی لاشیں تو وہیں چوکی کے پاس ایک گہرے کھڈ میں پڑی ہیں تم نے واقعی چھاؤنی کے گرد انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے اس لئے ہمیں یہ سب ڈرامہ کھیلنا پڑا، اور تم نے دیکھا کہ ہم اطمینان سے جہارے پیچھے ہوئے ایلی کا پٹروں میں یہاں بھیٹھک گئے۔ ہم نے اذیت کیسپ سے مجاہدین کو چھوڑنا تھا اور یہاں انکر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اذیت کیسپ میں ایمر جنسی پاس دروازہ استعمال ہوتا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا اور کسی سے پوچھنا اپنے آپ کو مشکوک کرنا تھا، اس لئے ہمیں جہیں ہوش میں بلا چھڑا، اور تو تم بے ہوشی کے دوران ہی اپنے انعام کو بھیٹھکے ہوئے!..... اپنا تک مینن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گردنام کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے اندھے کنویں میں ڈوبنا چلا جا رہا ہو۔

"اوہ اوہ۔ م۔ م۔"..... گردنام کے ذہن میں واقعی انتہائی حیرت اور خوف کی وجہ سے اس قدر زور وار دھماکے ہونے لگ گئے تھے کہ اس کی زبان لڑکھڑاھٹھی تھی اور پھر اپنا تک اس کی آنکھوں کے سامنے چنگاریاں ہی دکھائی دہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار جع نکل گئی۔ اسے اپنے جسم میں دیکتی ہوئی کئی گرم سلاخیں اترتی محسوس ہوئیں اور پھر ایک جھٹکنے سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح

کیرے کا شہر بند ہوتا ہے اور اس کے احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

ایک پہاڑی وادی میں ایک بڑا سا فنی ایلی کا پٹر ایک سطح پھان پر کھڑا تھا۔ ایلی کا پٹر کے ساتھ عمران بلیک ہاؤنڈ کے چیف سینن کے میک اپ میں۔ جب کہ تنور کرمل ایلی اور صفور جبر جنرل گرو نام کے رڈپ میں موجود تھے۔ ان کے باقی ساتھی فنی یو نیفا مزینے ہوئے ادھر ادھر ہاتھروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ تفریح کرنے کی غرض سے اس مقام پر آئے ہوں عمران نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی۔

”اب تک تو اذیت کیسپ میں حضور مجاہدین کو دگام مٹوہ جگہ پر پہنچ جانا چاہیے۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔
 ”ہاں راستے میں بھی انہیں جھیک نہیں کیا جاسکتا اور ٹرانسپورٹ ایلی کا پٹر دگام سے باہر آسانی سے پہنچ گئے ہوں گے۔“..... ساتھ گھڑے صفور نے کہا۔

”ہیلے ہیلے کرنل آتارام بول رہا ہوں اور.....“ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی اور عمران نے اختیار سسکا دیا کیونکہ یقیناً نے اپنے طور پر کرنل آتارام کی آواز اور لہجہ میں کامیاب نقل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ اس میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا۔

”میں میجر جنرل گردنام انڈنگ یو اور.....“ عمران کے حلق سے آواز نکلی حالانکہ وہ سینٹ کے میک اپ میں تھا۔

”سر قیدیوں کو جی ہنوز جگہ پر منتقل کر دیا گیا ہے اور.....“ دوسری طرف سے خود بات لگنے میں کہا گیا۔

”رستے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوا۔ تم نے کال ریس کی ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں اور.....“ عمران نے کہا۔

”نو سر دو قیدی شدید زخمی تھے اس لئے انہیں منتقل کرنے میں کافی وقت لگ گیا اور.....“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”او۔۔۔۔۔ کے اس کا مطلب ہے اب ہم اطمینان سے ہسپتال مشن کا آغاز کر سکتے ہیں اور.....“ عمران نے کہا۔

”میں سر.....“ ویسے سر کیا ہسپتال مشن کے بعد آپ ہمارے پاس آئیں گے اور.....“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”نہیں ہسپتال مشن کے بعد حالات بہ حد تیز رفتار ہو جائیں گے اس لئے ہمیں فوری طور پر کافرستان جانا پڑے گا۔ او۔۔۔۔۔ کے اور انڈ آئل.....“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر وقف کر دیا۔

”تو ریش بور چٹانی کی جہاں کے بعد آپ کا پروگرام کافرستان جانے کا

”قہیں لاش بنتے ہوئے خوف تو نہ آیا تھا صفدر.....“ اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بس یہی خوف تھا کہ کہیں رستے میں لاش حرکت کرنی نہ شروع کر دے۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اختیار نہیں پڑا۔

”ویسے صفدر نے لاش بننے کی اداکاری خوب کی تھی۔“ مجھے اسے اٹھا کر گردنام کے دفتر تک لے آتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی احساس نہ ہوا تھا کہ میں کسی زندہ آدمی کو اٹھا کر لے جا رہا ہوں یا کسی لاش کو.....“ ساتھ کھڑے طور پر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اداکاری کا اتمام بھی تو اسے مل گیا کہ میجر سے جنرل بن گیا.....“ عمران نے کہا اور صفدر اور تور دونوں نے اختیار نہیں پڑے۔

”ویسے عمران صاحب آپ کی پلنگ تک کا جواب نہیں۔ ورنہ شاید عام حالات میں کسی سپاہی کو میجر جنرل کے روپ میں پہرے دار داخل ہی نہ ہونے دیتے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس میجر جنرل کا قد و قامت اور طبع میں اس کرنل بیلی اور سینٹ سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ اس کا خیال ہی مجھے بعد میں آیا تھا اس لئے مجبوراً یہ سکیم بنانی پڑی کہ میجر جنرل تم میں سے جس سے ملتا ہو گا اسے لاش بننا پڑے گا.....“ عمران نے جواب دیا اور صفدر نے انجبت میں سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک خصوصی سامنے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیتے گئیں اور عمران چونک پڑا۔

ہے۔..... ٹرانس میزنگ ہوتے ہی صفوں نے بوجھا۔
 دیکھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔..... عمران نے وضاحت

ہاں ریش پور چھاؤنی بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ اس کے اندر کٹے کا بھی رتے ہوئے کہا وہ حور نے اجابت میں سر ملادیا۔
 بہت بڑا ذخیرہ ہے اس لئے اس کے تباہ ہوتے ہی نہ صرف وادی مشکبار کے عمران صاحب اب مزید وقت نہ ضائع کیا جائے تو بہتر ہے۔ ایسا نہ اس جیسے میں بلکہ پورے کافرستان میں دلاڑم سا بجانے گا اور ظاہر ہے اسے کہ جو چھاؤنی کے اگلے ڈیڑھ میں ہمارا نصب شدہ وائر لیس فنی چارجر کسی کی بھی مبادین کی کی کارروائی کھجا جائے گا، اس لئے تھکانا پوری وادی مشکبار نظروں میں آجائے اور سارا مشن ہی ختم ہو جائے۔..... صفرو نے کہا میں کافرستانی فوج پھیل جائے گی اور پھر ہمارا الگنا مسئلہ بن جائے گا۔ گجے اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

البتہ کیپ میں موجود مبادین کی فکر تھی۔ وہ اب دگام میں تھکا تھکانے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے اس چھاؤنی کو تباہ کرتے ہی ہم اس پہلی چارجر میں فوری طور پر ان عیوں میں کافرستان داخل ہو جائیں گے اور پھر وہاں سے اطمینان سے پاکیشیا۔..... عمران نے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب حکومت کافرستان کو تو معلوم ہونا چاہئے کہ بلیک ہانڈز کا کیا مشر ہوا ہے اور کسی نے کیا ہے۔ ورنہ وہ پراپیسی ٹی عظیم بنالیں گے۔..... حور نے کہا۔

تم نے مینن کی بات سنی نہیں تھی کہ کسی مشنگ میں صدر کافرستان نے ہمارے مشفق بھی خوشہ ظاہر کیا تھا ہمارا گرپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مشفق ہے اور اس چھاؤنی کی تباہی کے بعد نتیجہاً رپورٹیں کافرستانی حکومت کو پہنچ جائیں گی کہ بلیک ہانڈز کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ سب اس بات کی گئی تو ہو سکتا ہے کسی ٹرانس میزنگ میں بات کچھ نہ ہو جائے اور اس طرح کافرستان کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ یہ ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں نے کی ہے اور وہ اسے بین الاقوامی

ہاتھوں انجام کو پہنچیں۔..... حور نے جذباتی لہجے میں کہا۔
 پہلی چارجر کو فضا میں حلق کر دو صدیقی۔ تاکہ مبادین کی اس عظیم الشان کارروائی کا نظارہ ہم بھی کر سکیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے اجابت میں سر ہلاتے ہوئے پہلی چارجر کو بارگ موڑ کر اس طرف کو کیا جس طرح

گوئیخ اٹھا۔

لوگ اٹھا۔
 "جلو صدیقی اب اپنی کاہنہ کو آگے بڑھا دے اب ہمیں فوری طور پر جہاں سے نکلنا ہوگا۔" عمران نے نعرے کی گونج غم ہوتے ہی صدیقی سے کہا اور صدیقی نے اپنی کاہنہ آگے بڑھا دیا اور اس کی رفتار اجتنائی تیز کر دی۔
 "تم عظیم ہو عمران۔۔۔۔۔ اجتنائی عظیم۔ میں جہادی مہمت کو سلام کرتا ہوں یہ سب جہادی ذہانت اور جہادی کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ اور ہمیشہ پور جہاد کی کی جہاں یہ سب کچھ جہادی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔ تم نے میرے وطن کی آزادی کے لئے یہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دے کر مجھے فریاد لیا ہے۔" حنور نے بھگت عمران کی طرف مڑتے ہوئے اجتنائی جذباتی لہجے میں کہا۔ جذبات کی شدت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کے عضلات چمک رہے تھے۔

سے اس کے گھر کے لیے کھانا لے کر آیا۔
 - خرید لیا ہے..... تم..... تم..... مگر کیسے..... میں تو غریب اور مفلس
 آدمی ہوں۔ آغا سلیمان ہاشمی تھو! اہوں کا بل بھی نہیں دے سکتا۔ تم
 تم..... میں جہیں کیسے خرید سکتا ہوں۔ اسنے لمبے چوڑے۔ حوسند
 سالم آدمی کو۔ بلو اگر تم بکنے پر سہری ہو تو میرا..... دو جذبہ رقابت
 فروخت کرو۔ اتنی رقم تو میں دوستوں سے بھردے کر بھی پوری کر سکتا
 ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا جو یا نافروانہ کے سامنے ہوگا..... عمران
 نے کہا تو ہیل کا بڑے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور ان قہقہوں میں
 حوسر کی ہنس بھی شامل تھی۔

ریش پور چھاونی والا قلعہ تھا۔ اور پھر پہلی کایز کو فضا میں معلق کر دیا اور پھر وہ سب تنور کی طرف متوجہ ہو گئے جس کا چہرہ مدینہ بات کی حدت سے شائز کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ تنور نے چار چہرے موجود ایک جٹن دیا یا تو چار چہرے سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور عمران اور سب ساتھیوں کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس نکل گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ چھاونی کے اسلحہ خانے میں انہوں نے جس بڑے بم کے ساتھ دلی چار چہرے نصب کیا تھا وہ کام کر رہا ہے۔

”دکڑی نادر مجاہدین“..... لکھتے تھوڑے جزیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ رنگ کا بڑا سا بین پرئیں کر دیا سبز رنگ کا بلب ایک تھما کے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ان سب کی نظریں اس طرف کو گھوم گئیں، جدھر کافرستانی فوج کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی۔ اور جد کھوں بعد دور سے دھماکوں کی بے در پے آوازیں انہیں سنائی دیں۔ اور پھر جیسے کوئی خفتہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے۔ اس طرح دور ایک پہاڑی سے آگ کا ایک الٹا سا بڑا دھوا اور آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اگلے خانے میں موجود تمام خوفناک اسلحہ پھٹ گیا تھا اور ظاہر ہے اس کے پھٹنے کے بعد اس قسم کا نظارہ ہی سامنے آتا تھا۔ آگ کا یہ خوفناک الٹا مسلسل اور اٹھتا اور پھیلتا چلا جا رہا تھا اور دھماکوں کی خوفناک آوازیں کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود ان تک پوری شدت سے پہنچ رہی تھیں۔ سب غورہ لگاؤ۔ دکڑی نادر مجاہدین“..... تھوڑے اہتہائی مسرت ہرے مگر جزیانی لہجے میں کہا اور دوسرے لہجے میں پلک پلک سے

”صرف یہی ایک جذبہ تو ایسا ہے جو ناقابل فروخت ہے“..... حور نے ہنستے ہوئے کہا اور اپنی کانپڑا ایک بار پھر زوردار تختہ ہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈیٹر

زمینِ اُجھٹ خاص نمبر

مصنف: منظرِ حکیم ایم۔ اے

گراہم۔ ایک ریڈیا کا زمینِ اُجھٹ۔ جس نے عمرانی اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے مقابل اپنی وفائیت ثابت کر دی۔ کیسے؟

عمران سم۔ جس نے اکیلے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

مقابلے میں کامیابی حاصل کر لی۔ کیا واقعی؟

وہ لمحہ۔ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود پتہائی کوششوں

کے زمینِ اُجھٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گراہم

نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ زمینِ اُجھٹ تھا؟

آخری کامیابی کسے حاصل ہوتی۔ گراہم کو۔ یا؟

انتہائی دلچسپ۔ ہنگامہ خیز اور وفائیت
[] سے جبریلہ ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان